النور

اردو زبان میں درسی انداز کی منفرد فقہی کتاب

علم الأحکام

في شریعة الإسلام

جلد اوّل

ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے مسائل

تصنیف

حضرت مولانا قاضی محمد امین صاحب پرتاب گڑھی

مجاز عارف باللہ حضرت مولانا محمد یار صاحب و حضرت مولانا سید جلیل حسین میاں صاحب

مکتبۃ النور دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : علم الاحکام فی شریعۃ الاسلام (جلد اوّل)
تصنیف : حضرت مولانا قاضی محمد امین صاحب پرتاپ گڑھی
طباعت اولیٰ : ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق جنوری ۲۰۰۶ء
طباعت ثانیہ : ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق نومبر ۲۰۰۹ء
طباعت ثالثہ : محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۷ء
ناشر : مکتبۃ النور دیوبند
جدید کتابت : ہدیٰ کمپیوٹرس دیوبند 9027322726
تعداد : گیارہ سو
صفحات : ۲۱۶

فہرست مضامین

انتساب

اس ذاتِ بابرکات کے نام جس کا وجود ضلع پرتاپ گڑھ کی سرزمین پر جہل وضلالت کی تاریکی میں مینارۂ نورِ ہدایت ثابت ہوا، جس نے اپنی اولاد میں ۳۰ر حافظِ قرآن اور گیارہ عالم دین چھوڑے، اور جس نے اپنی پوری زندگی دین کی اشاعت اور تنفیذ احکام شریعت میں صرف کی، جس کی جہد مسلسل سے ضلع پرتاپ گڑھ اور ملحقہ اضلاع کی مسلم اقوام میں دینی وعلمی انقلاب برپا ہوا۔ یعنی والد محترم، استاذ مکرم، پیرومرشد، عارف باللہ حضرت مولانا محمد یار صاحب حسینی، چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ افسوس! کہ کتاب کا مسوّدہ حضرت نے دیکھا مگر کوئی تحریر قلم بند کرنے سے پہلے آخری علالت نے آگھیرا، تاہم یہ سب فیض ہے اسی ذاتِ قدسی صفات کا۔

بَرَّدَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ وَنَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ
وَأَعْلَی اللّٰہُ مَرَاتِبَہٗ فِي الْجَنَّۃِ

خادم دین محمد امین غفرلہٗ

رائے عالی ودعائے شافی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مرشد کامل، شیخی وسندی حضرت مولانا
سیّد جلیل حسین میاں صاحب اویسی قادری دامت برکاتہم، دیوبند

حامداو مصلیا.

گلشنِ اسلام کی آبیاری علمائے کرام نے جن طریقوں سے کی ہے ان میں مؤثر ترین طریقۂ تالیف وتصنیف ہے، جس سے اسلام کو استحکام اور مسلمانوں کو راہِ ہدایت ملی ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''علم الاحکام'' ایک مفید ترین کتاب ہے، جس میں مصنفؒ نے ارکانِ خمسہ سے متعلق فقہی مسائل کے ساتھ عقائدِ اسلام کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا ہے کہ چھوٹے اور بڑے سبھی کو فائدہ پہنچے۔ کتاب دیکھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ یہ کتاب مدارسِ اسلامیہ کے نصاب میں داخل کیے جانے کے لائق ہے۔

دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مصنف کتاب عزیزم مولانا مفتی محمد امین سلمہٗ کو اجر دارین عطا فرمائے۔ آمین

سیّد جلیل حسین، دیوبند

تقاریظ اکابرین علم

ذیل میں کتاب ہٰذا علم الاحکام سے متعلق ان اکابر علماء کے تاثرات ذکر کئے جاتے ہیں جو موجودہ دور میں امّت مسلمہ کے در یکتا، اور مغز ملّت ہونے کے ساتھ علم مجسم کا مصداق ہیں۔

کتاب ہٰذا کا مسودہ دیکھنے اور کچھ مطالعہ کرنے کے بعد ان اساطین امت نے جو تاثرات قلمبند فرمائے وہ ہدیۂ ناظرین ہیں۔

''یہ کتاب عامۃ المسلمین ہی کے لئے نہیں بلکہ اہل علم کے لئے بھی لائق استفادہ ہوگی''

رأس العلماء، سند الفضلاء،

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحب دامت برکاتہم

رئیس الجامعہ وقف دار العلوم دیوبند

پیش نظر کتاب ''علم الاحکام فی شریعۃ الاسلام'' ہے جس میں اسلام کی پانچ مخصوص بنیادوں یعنی ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ، اور حج پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔

موضوع چونکہ فقہی ہے اسلئے مصنف محترم نے ہر منصوص بنیاد کے مالہ، وماعلیہ پر شرح وبسط کے ساتھ تفاصیل اعمال واحکام کو بوضاحت پیش فرما کر کتاب کی افادیت کو وسیع سے وسیع تر بنادیا ہے۔

طاعات وعبادات کے طویل الذیل مسائل کی جزئیات کہ جن پر بالعموم صحت عمل موقوف ہوتی ہے عمومی طور پر ہمہ وقت قلب ودماغ میں مستحضر نہیں رہتیں، اور فی زمانہ یادداشت کے ضعف وکمزوری نے ایسی کتابوں کی ضرورت کو غیر معمولی بھی بنادیا ہے۔

مصنف محترم مولانا محمد امین صاحب بن شیخ طریقت مولانا محمد یار صاحب پرتاپگڈھی نے جس وسعت نظر کے ساتھ اس کتاب میں ہر موضوع کا حق ادا فرمایا ہے وہ لائق تحسین بھی ہے اور قابل تشکر بھی۔

کتاب مذکور عامۃ المسلمین ہی کے لیے نہیں بلکہ اہل علم کے لیے بھی انشاء اللہ لائق استفادہ ہوگی اور یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ اردو زبان میں یہ کتاب ایک ایسا بیش قیمت اضافہ ہے جس کی نہ قدر وقیمت کبھی کم ہوگی اور نہ اس کی دینی اور علمی افادیت سے کبھی صرف نظر کی جاسکے گی۔ حق تعالیٰ مصنف محترم کے لیے قبولیت عامہ اور مقبولیت تامہ کے ساتھ زاد آخرت فرمائے (آمین) فقط

محمد سالم

۱۷/شعبان ۱۴۲۴ھ

۱۴/اکتوبر ۲۰۰۳ء سہ شنبہ

یہ کتاب "امت کے لیے بہترین ذخیرہ، راہِ ہدایت کی ایک بہترین مشعل"

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم وقف سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ علی النبی الکریم محمد وعلیٰ آلہ و صحبہ.

وبعد، عزیزم مولانا محمد امین بن حضرت مولانا محمد یار صاحب پرتاپگڈھی کی تازہ ترین تصنیف علم الاحکام کا مسودہ نظر نواز ہو کر موجب فرحت ومسرت ہوا، مولانا موصوف جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور کے ابناء قدیم اور ان فیض یافتگان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ نے تصنیفی وتالیفی ذوق عطا فرمایا ہے اور پھر تصنیف وتالیف کے ذریعہ امت کو فیض رسانی کا موقعہ بھی فراہم فرمایا ہے۔ پیش نظر مجموعہ اس ذوق لطیف کا مرہون منت، اور مولانا کے علمی انہاک واشتغال پر شاہد عدل ہے۔

میں اپنی بیماری اور دیگر مصروفیات کے سبب اس کو پوری طرح نہیں دیکھ سکا تاہم صحائی نظر نے باور کرادیا ہے کہ مؤلف نے بڑی عرق ریزی اور محنت وکوشش سے اس کتاب کو مرتب فرمایا ہے جو مولانا کے لیے یکے از باقیات صالحات اور امت کے لیے بہترین ذخیرہ، راہِ ہدایت کی ایک بہترین مشعل بلکہ نور ہدایت ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

میں مولانا کے لیے بصدق دل دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل خاص سے حظِ وافر نصیب فرمائے، اخلاص کے ساتھ مزید، دینی، علمی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے، اور سب سے بڑھ کر اپنی رضاء وخوشنودی عطا فرمائے۔

آمین آمین لا ارضیٰ بواحدۃ حتیٰ اضم الیہ الف آمینا

فقط

العبد مظفر حسین المظاہری

۳؍جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ

''امت کا برگزیدہ طبقہ ارکان خمسہ سے متعلق مسائل کو ہمیشہ جمع کرتا رہا''

فخر المحدثین رئیس المتکلمین

حضرت علامہ محمد انظر شاہ صاحب کشمیریؒ

شیخ الحدیث وقف دار العلوم دیوبند

ایمانیات کے بعد عبادات خدا تعالیٰ کا اہم مطالبہ ہے، بخاری الامام جنہوں نے اپنی معروف تالیف سے وفور علم، ذخیرہ احادیث پر عبور کامل، حدیث سے مختلف مسائل کے استنباط کا جلوہ صد رنگ دکھا کر اپنی انفرادیت کر تسلیم کرایا ہے، وہیں امام نے ترتیب ابواب میں ایسی دقت نظری کا مظاہرہ کیا، جس کی نظیر دوسرے محدثین پیش نہ کر سکے، نسائیؒ الامام نے اپنی تصنیف میں کچھ اس طرح کے مناظر دکھائے، لیکن بہت جلد قلم کی توانائیاں جواب دے گئیں، اور بخاریؒ کی انفرادیت جوں کی توں رہی، بلکہ جتنے ابواب میں بخاری کے طرز کو اختیار کیا، وہاں پر مبصرین کا یہ تبصرہ موجود ہے کہ نسائی نے نقل کیا ہے اور اگر مصنف جلیل کا مقام پیش نظر ہو تو توارد سے شکوک وشبہات کی کائنات پر پردہ ڈالا۔ کہنا یہ تھا کہ امام بخاری نے جو ترتیب قائم کی اس میں اولا سرچشمۂ ایمان، منبع ایمانیات یعنی وحی کی تعیین اور اس کے مختلف پہلوا جاگر کئے، اسے یوں سمجھئے جیسا کہ آج کل زلزلہ کے مرکز کی تعیین کی جاتی ہے۔ اس کے بعد امور ایمان کا مفصل ذکر، پھر سب سے بڑا وسیلہ جس کو مضبوط تھامنے کے بعد اسلام پر تام اطلاع ممکن ہے یعنی علم، متصلاً عبادات پر گفتگو شروع کی، اس ترتیب نے واشگاف کیا کہ زینہ بہ زینہ مسافت طے کی جائے گی، اور انپے تلے قدم رکھے جائیں گے، عبادات کی دنیا چند امور پر قائم ہے، اولاً نیت، نہ صرف نیت بلکہ حسن نیت، توجہ الی اللہ، غیر اللہ سے انقطاع، خشوع،

خضوع وغیرہ، یہ تو باطنی امور ہوئے، ظاہر میں تمام اعمال کو اعتدال کے ساتھ انجام دینا، نہ افراط نہ تفریط، مشہور حدیث ہے کہ ایک صاحب آئے اور کھٹا کھٹ نماز پڑھی، اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "صل فانک لم تصلی" اسی سے مالک علیہ الرحمہ، تعدیل ارکان کے وجوب کے قائل ہو گئے۔ ملحوظ رہے کہ یہ حضرات اپنے طور پر کچھ نہیں کہتے، تاوقتیکہ قرآن وحدیث میں کوئی سرانہ مل جائے، امام مالک کے ملفوظات کائنات علم کا خزانہ شاہی تھا، مگر افسوس کہ نایاب ہو گیا، کچھ ملفوظات ان سے نقل ہو کر کے ہم تک پہنچے، جن کی نظر سے یہ چمنستان براہ راست گذرا تھا اور آج اہل علم کے پاس وہی طلائی سکے باقی رہ گئے ہیں۔ امام طلبہ سے فرماتے، کہ پہلے انسان بنو پھر علم حاصل کرنا گویا تہذیب اخلاق کو تحصیل علم پر مقدم فرماتے۔

مجھ کو تلاش رہی کہ مالک نے تہذیب اخلاق کو کہاں سے لیا، آج جب کہ ۵ / رجب ۲۴ھ ہے مشہور حدیث "ثلاثة لهما اجران" جو تقریباً پچیس سال سے پڑھتا ہوں اور پڑھاتا ہوں، اچانک مالک کا ماخذ اسی میں مل گیا، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنیز کو بھی علم دینا ضروری ہے لیکن علم سے پہلے ارشاد ہے کہ "**ادبها فاحسن تادیبها**" یہ ہے امام مالک کا شفاف ماخذ، آپ نے پہلے تہذیب اخلاق کو ضروری قرار دیا، اور پھر ارشاد ہوا: "**علمها فاحسن تعلیمها**" یہ تو جملہ معترضہ تھا جو قلم پر بے اختیار آ گیا، پھر ارکان خمسہ کے مسائل ہیں، ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں، ہزاروں۔ اس لیے امت کا برگزیدہ طبقہ ارکان خمسہ سے متعلق مسائل کو ہمیشہ جمع کرتا رہا، قلم مصروف نگارش رہے، کتب کا انبار لگ گیا، اور ذخیرۂ مسائل موجوں کے انداز میں یکے بعد دیگر سامنے آتے رہے، بظاہر مزید لکھنے کی گنجائش نہیں، مگر دیدہ ور کچھ گوشے نکال لیتے ہیں۔

چنانچہ مولانا محمد امین صاحب نے جن کا خانوادہ امتیازات علمی کا دیدہ زیب گہوارہ ہے، ارکان خمسہ سے متعلق ایک ضخیم تالیف تیار کردی، جس میں نہ صرف متعلقہ مسائل آ گئے بلکہ حواشی میں الجھی ہوئی چیزوں کو بھی حل کر دیا گیا۔

یہ تالیف یقیناً مؤلف کے لیے ذخیرہ آخرت ہے، خدا تعالیٰ اپنی قبولیت کا اس

طرح بھی ظہور فرمائے کہ عوام وخواص میں یہ مقبول ہو، البتہ یہ عرض کرنے میں کوئی تأمل نہیں کہ اس کی افادیت کو عام کرنے کے لیے عام فہم اردو زیادہ کارآمد ہوگی، آئندہ ایڈیشن میں اگر یہ خیال دامن گیر رہے، اور سہل سے سہل بنانے کی کوشش ہو، تو تالیف کا نفع کہیں سے کہیں پہنچے گا۔

هذا عندی والعلم عند الله وانا الاحقر

محمد انظر شاہ الکشمیری

۵ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

''امید ہے کہ یہ کتاب ابتدائی تعلیم کے لیے نصاب میں پسند کی جائے گی''۔

استاذ العلماء

حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوریؒ

استاذ حدیث وادب دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً!

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس کی عطا کردہ آخری نعمت دین اسلام **یحمل من خلف عدوله** کے مطابق اس طرح محفوظ چلی آ رہی ہے کہ ہر دور کے اہل علم اس کو اپنے بعد آنے والوں کے لیے منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خصوصاً بچوں کو دینی مسائل سے واقف کرنے کے لیے ہر دور میں اہل علم نے خصوصی توجہات مبذول کی ہیں اور اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق زبان و بیان کو آراستہ کرنے کی خدمت انجام دی ہے۔

جناب مولانا محمد امین صاحب پرتاپگڈھی زیدمجدہم نے اسی موضوع کو اپنی خدمت کے لیے منتخب کیا ہے راقم الحروف نے موصوف کی فرمائش پر ان کی تحریر علم الاحکام کا مطالعہ کیا، جس سے اندازہ ہوا کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہیں، اور امید ہے کہ یہ کتاب ابتدائی تعلیم کے لیے نصاب میں پسند کی جائے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو دنیا میں قبول عام اور آخرت میں حسن قبول کی دولت سے ہم کنار کرے۔ آمین

ریاست علی غفرلہٗ
۱۹ رجب ۱۴۲۴ھ

جناب مولانا محمد امین نے یہ کتاب ''علم الاحکام'' کا پہلا حصہ تحریر کر کے ایک مفید اور قابل قدر علمی خدمت انجام دی ہے۔

حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ و ایڈیٹر البعث الاسلامی

الحمد لله الذی هدانا لهٰذا و ما كنا لنهتدی لو لا آن هدانا الله، وأصلی وأسلم علی سید الأنبياء و امام المرسلين و المتقين محمد و علی آله وصحبه أجمعين.

امابعد! توحید و رسالت کا اقرار کر لینے اور کلمہ شہادت کی اوّلین اور ٹھوس بنیاد پر اسلامی زندگی کی عمارت کو نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے ایسے چار ستونوں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جو اس عمارت کو قائم و دائم رکھنے اور ہر طرح کے مخالفانہ زلزلوں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنے کی راہ میں اہم ترین کردار ادا کر رہے ہیں یہ ایک آسمانی اور غیر انسانی فیصلہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کی زبان میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

''بنی الله الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و انّ محمداً رسول الله و اقام الصلوة و ایتاء الزكاة والحج وصوم رمضان''

حضرت معاذؓ سے مروی صحیح حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مضمون کو دوبارہ اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

''عن معاذ رضی الله عنه قال قلت :أخبرني يا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعمل يدخلنی الجنة ويباعدنی من النار، قال لقد سألت عن امر عظيم ولكنه يسير علیٰ من يسرّه الله عليه: أن تعبد الله ولا تشرك به شيئاً، وتقيم الصلوة، وتؤتی الزكوٰة وتحج البيت وتصوم رمضان''.

ان دونوں حدیثوں میں اسلامی زندگی کا مکمل اصول بتادیا گیا ہے اور اس زندگی کی جملہ تفصیلات کتاب وسنت کے اندر مختلف آیات واحادیث میں نہایت صراحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں، اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ ان اصول وضوابط میں کسی کمی یا زیادتی کی گنجائش کسی بھی انسانی طاقت سے ماوراء ہے، اور اس منظم اصول زندگی کے بغیر اسلامی تہذیب کی نمائندگی نا قابل اعتبار اور ہمیشہ کے لیے مسترد ہے۔

اس موضوع کو زیادہ سے زیادہ ذہن نشیں کرنے اور اس کی تفصیلات وجزئیات سے پوری طرح واقف ہوئے بغیر ایک صحیح اور مثالی مسلمان کا وجود ناممکن ہے اور دین اسلام کی عملی تشریح اسلامی معاشرے کو فراہم کرنا ایک امر مستحیل ہے، اسی اہم ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء اسلام نے ہر عہد اور زمانے میں اس اہم اور نازک فرض کو ادا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہندوستان میں بارہویں صدی ھجری کے متفق علیہ امام شیخ الاسلام احمد بن عبدالرحیم (شاہ ولی اللہ دہلوی) متوفی ۱۱۷۴ھ نے اپنے عصر کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی مشہور عالم کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' تصنیف فرمائی اور فلسفہ اسرار شریعت کو ایسے اسلوب اور پیرایۂ بیان میں پیش کیا جو نہ صرف ہندوستان کے علماء وفضلاء اور محدثین وفقہاء کے لیے قابل فخر اور زندہ وجاوید اور اسلام کے ابدی حقائق ودقائق سے لبریز ایک عظیم علمی تحفہ ثابت ہوئی بلکہ اس نے پورے عالم اسلام کے علمی حلقوں کو اسرار شریعت کے موضوع پر صحت مند علمی غذا فراہم کی اور اس نے اسلامی کتب خانے کو مزین کرنے میں مثالی کردار انجام دیا۔'' چونکہ یہ موضوع بنیادی حیثیت کا حامل ہے اس لیے ہر زمانے میں علماء اسلام نے اس کے تقاضوں اور امت کی اس عظیم دینی ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے مختلف زبانوں میں اس خدمت کو انجام دیا، چودھویں صدی ھجری میں عرب وعجم کے مسلم امام اور داعی اسلام مفکر ملت وامت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے نہایت گہرائی اور تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر اپنی مایۂ ناز کتاب اردو اور عربی دونوں زبانوں میں تصنیف فرمائی جس کا نام ''الارکان الاربعۃ فی الاسلام'' رکھا گیا اور وہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر دنیا کے تمام حلقوں میں پہونچی اور مختلف زبانوں میں اس

کے ترجمے ہوئے، خاص طور سے انگریزی، ترکی، اور فارسی زبان میں کتاب کا ترجمہ اور اس کے متعدد ایڈیشنوں کا بار بار شائع ہونا اس کی مقبولیت اور اہمیت کی دلیل ہے، اس کے علاوہ بعض علماء کرام نے ارکان اسلام کے انسانی سیرت کی تعمیر میں نہایت مؤثر کردار ادا کرنے کی وجہ سے، ہر رکن کے فضائل اور اس کی اہمیت کو بیان کرنے کے لیے الگ الگ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور کتاب وسنت کی روشنی میں ان کا مقام واضح کیا ہے عصر حاضر میں محدث کبیر شیخ الحدیث علامہ محمد زکریا کاندھلویؒ نے اس موضوع پر نہایت شرح وبسط کیساتھ گفتگو فرمائی ہے اور ہر رکن پر الگ الگ تصنیفیں عوام وخواص دونوں طبقوں کے لیے تیار فرما کر امت پر بڑا احسان کیا ہے، چنانچہ فضائل اعمال پر آپ کی تصنیفات ایک بے مثال کارنامہ ہے۔

ظاہر ہے اس موضوع کو پڑھے اور سمجھے بغیر اسلامی تہذیب کا تصور اور دنیا کی تمام تہذیبوں پر اس کے تفوق کو سمجھنا ایک مشکل امر ہے، جب تک ہم اپنے دین اسلام کی تہذیبی بنیادوں اور اس کے عناصر کو ایمان ویقین کی پختگی کے ساتھ نہ سمجھ لیں اسلام کی ابدیت، اس کے دین فطرت ہونے، اور انسانی مزاج سے ہم آہنگ طریقۂ زندگی ہونے کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

مقام مسرت ہے کہ اسی موضوع پر ضلع پرتاپگڈھ کے عالم دین جناب مولانا محمد امین بن شیخ طریقت حضرت مولانا محمد یار صاحبؒ نے یہ کتاب ''علم الاحکام فی شریعۃ الاسلام'' کا پہلا حصہ تحریر کر کے اردو داں طبقہ کے لیے ایک مفید اور قابل قدر علمی خدمت انجام دی ہے امید ہے کہ کتاب کے دوسرے حصوں میں بھی اسلامی شریعت کے احکام کی تشریح وتوضیح کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کر کے عوام وخواص دونوں طبقوں سے خراج تحسین حاصل کریں گے، اور امت مسلمہ کے لیے ایک دائمی اور بیش بہا تحفہ تیار کر کے تشکر وقدر دانی کے حقدار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ (سورۃ الحج: ۷۸)

ترجمہ: اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت، اس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل۔

"واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل"

۳؍ جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ — راقم الحروف

۲۲؍ جون ۲۰۰۴ء — سعید الرحمن الاعظمی

ایڈیٹر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

حمد باری

حمد تیری کون کرسکتا ہے اے مولیٰ بیاں
شکر نعمت سے بھی تو عاجز ہے اے مولیٰ زباں

توتو بس وہ ہے کہ جیسا آپ خود فرما دیا
حمد بھی تیری وہی جو آپ خود بتلا دیا

انفس و آفاق کا ارواح کا خالق ہے تو
جو ہر و اعراض کا افلاک کا مالک ہے تو

کون سمجھے گا دو عالم کی تیری تدبیر کو
عقل ہرگز پا نہیں سکتی کبھی تقدیر کو

کون سمجھے گا ستاروں کی درخشانی ہے کیا؟
شمس ہے کیا چیز عالم کی نگہبانی ہے کیا؟

کس نے پانی پر زمیں کو کر دیا ہے برقرار
کس نے بحر بیکراں کو کر دیا ہے بے قرار

چاند سورج سے پرے کس نے سجایا ہے نجوم
بزم سیارات کا کس نے لگایا ہے ہجوم

ذرّہ خاکی کو دی ہے کس نے یہ تابندگی
نظم عالم کو دیا ہے کس نے یہ پایندگی

بیضہ بے روح میں چوزہ بنا دیتا ہے کون؟
برگ گل میں رنگ و خوشبو لا کے بھر دیتا ہے کون؟

فن تیرا کی بہائم کو سکھا دیتا ہے کون؟
اور طائر کو ہواؤں میں اڑا دیتا ہے کون؟

کون ہے تیرے سوا جس میں ہوں اس جیسی صفات
کارفرما فرش سے تا عرش ہے بس تیری ذات

تو ہر جگہ موجود ہے ہر شئی میں ہے تجھ سے حیات
تیرا جلوہ ہے عیاں روشن ہے تجھ سے کائنات

جز تیرے کوئی نہیں ہے اور میرا منتہا
یا الٰہ العالمین سن لے تو میرا مدعا

کر لیا فضل و کرم پر میں نے تیرے انحصار
لے بنا اپنا امیں کو اے میرے پروردگار

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یزل ولایزال حیا قیوما علیما قدیرا سمیعا بصیرا واشھد انّ محمداعبدہٗ ورسولہٗ الّذی ارسلہ الٰی کافۃ الناس بشیرا ونذیرا. وصلی اللہ علٰی من بعثہ عالما ھادیا سراجاً منیرا وعلٰی آلہ واصحابہ الذین سلکوا مسلکہ واتبعوا سننہ وتمسکوا بشریعتہ البیضاء نقیاومن والاھم وتابعوھم بالاحسان رضیا وسلم علیہ وعلٰی سائرھم کثیراً کثیرا.

امابعد!

خدائے کارساز کے بنائے ہوئے قدرتی نظام میں یہ بات تقریباً اصول کا درجہ رکھتی ہے کہ جو چیز حیات وبقاء کے لیے جتنی زیادہ ضروری ہے اتنی ہی اس کی فراوانی اور حصول میں آسانی ہے۔

آکسیجن کے بغیر کوئی آدمی تھوڑی دیر بھی زندہ نہیں رہ سکتا تو اس کے انسان تک پہونچنے کے ایسے قوی، فطری، اور لطیف ذرائع مہیا فرمائے جو انسانی طاقت سے باہر ہے۔ بلا کسی محنت وجدوجہد کے غیر محسوس طریقہ پر خود کار نظام کے تحت آکسیجن ہر ایک کے پاس پہونچ کر اس کی حیات وبقاء کا سامان مہیا کررہی ہے۔

علیٰ ہٰذا غذا اور پانی کے بغیر گو کچھ دور تک انسانی مشین چل سکتی ہے مگر زیادہ دور تک نہیں چل سکتی پتہ چلا کہ آکسیجن سے کم مگر باقی چیزوں سے زیادہ اس کی ضرورت ہے۔

اس ضرورت کی تکمیل کو ایک گونہ محنت اور جدوجہد کے ساتھ وابستہ کیا ہے مگر ایسا عموم بخشا ہے کہ کوئی گھر غذا اور پانی سے خالی نہیں ہے۔

جس طرح بدن انسانی کی حیات و بقاء کیلئے آکسیجن، غذا، اور پانی ضروری ہے اسی طرح اس کی ایمانی و اسلامی حیات کیلئے تَصْدِیْقٌ بِکُلِّ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ آکسیجن کا درجہ رکھتی ہے اور قرآن و سنت کی تعبیر شریعت ہے اور اسی خدائی قانون کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے قیامت تک فراموش نہیں کی جاسکتی ہیں وہ مقدس ہستیاں جنہوں نے قرآن و سنت سے مسائل کا استنباط کیا، اس کی منہاج قائم کی، قرآن و سنت میں مضمر پوری زندگی کو محیط قوانین زندگی نکال کر ایک واضح، بے غبار، انتہائی سادہ، نہایت پاکیزہ اور صالح قانون حیات سے امت کو مالا مال کر دیا۔

ضرورت تھی قرآن و سنت کا یہ عطر جہاں ریز اتنا ہی عام ہو جتنا عموم غذا اور پانی کو حاصل ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فقہ میں مختصر و مفصل مدقق و مدلل کتابوں کی کمی نہیں ہے یہی اس خیر امت کا وہ طاقتور سرمایہ ہے جس سے طاغوتی نظام کے مدمقابل رحمانی نظام نافذ العمل ہے تاہم اردو زبان میں جو برصغیر کی معتاد اور متحرک زبان ہے۔ ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو اصولی رنگ رکھتی ہو اور اختصار کے ساتھ کتب متداولہ میں موجود مسائل محققہ کو حاوی ہو۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مادری زبان میں مسائل کا ادراک جس قدر سریع النفوذ اور اوقع فی النفس ہوتا ہے غیر معتاد زبان میں اتنا درک آسان نہیں۔ مسائل فقہیہ میں جتنا شرح و بسط کی ضرورت تھی حقیقت ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی زبان میں اس کے تحمل کی طاقت نہیں تھی۔ عربی زبان جیسی جامع المعنیٰ قلیل الفضول اور واضح الدلالۃ دنیا میں کوئی دوسری زبان پائی نہیں جاتی اپنی وسعت و گیرائی کے لحاظ سے یہ زبان بے بدل ہے۔

اس لیے جملہ مسائل فقہیہ و احکام شرعیہ کو حاوی مفصلات و مبسوطات عربی زبان میں ہی پائی جاتی ہیں اور اہل عجم کو عربی کتب سے استفادہ میں عربی محاورات و لغات کی خلیج کافی دشواریوں سے دو چار کرتی ہے لغت کی جھاڑیوں میں الجھنے سے نفس مسئلہ کبھی کبھی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے جو موجب نقصان ہوتا ہے۔ اگر نفسِ مسئلہ اپنی مادری زبان میں سمجھا ہوا ہو تو عربی عبارات قریب الفہم ہو جاتی ہیں اس کے بعد ان

کتب مفصلہ سے استفادہ سہل اور احکام شرعیہ فرعیہ میں بصیرت حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اسی احساس نے آمادہ کیا کہ اسلامی زندگی میں غذا اور پانی کا درجہ رکھنے والے اس علم کو اردو کی سادہ زبان میں نقل کروں جو کتب مدونہ کے مطابق مفصل ومبوب ہو اور حشو وزوائد سے خالی احکام محققہ کو حاوی ہو، جزئیات کے بجائے کلیات کا احاطہ کئے ہوئے ہو، اصولی رنگ رکھتی ہو، تاکہ جزئیات کے سمجھنے میں مددگار ثابت ہو۔ اس مقصد میں حسین ترین کتاب حضرت ابوالحسین بن احمد بغدادی متوفی ۴۲۸ھ کی مختصر تھی اس کو سامنے رکھا اور حجۃ الاسلام علم الہدی بحر العلوم ذخار شریعت وطریقت رمز شناس حقیقت العارف والقاضی حضرت ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف مالابدمنہ بھی مشعل راہ رہی۔ نیز دیگر مستند کتب کی طرف بھی مراجعت رکھا اور بفضلہ تعالیٰ وعونہ یہ ایک مختصر مگر نہایت مفید عبادات کا قیمتی سرمایہ جو اسلام کے ارکان خمسہ پر مشتمل ہے جمع ہوگیا۔ فللّٰہ الحمد

ربّ العالمین کی بارگاہ بے نیاز میں دست بدعا ہوں کہ باقی ابواب جن کا تعلق معاملات ودیانات سے ہے ان کو بھی اسی نہج پر مرتب کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

اور اس مختصر کا نام ''علم الاحکام فی شریعۃ الاسلام'' تجویز کیا گیا۔

اس کتاب میں ائمہ اربعہ کے اصولی اختلافات جن پر جزئیات کا تفرع ہوتا ہے ان کی بھی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کا مقصد ائمہ اربعہ حقہ کے مسالک صحیحہ کی طرف ذہن کا انتقال ہے جس سے جدید پیدا شدہ بعض دشوار کن مسائل کے حل میں انشاءاللہ مدد ملے گی۔

عوام کی افادیت کے پیش نظر کتاب میں مذکور اصطلاحی الفاظ اور کہیں اختصار کے بموجب مستعمل بعض مشکل الفاظ کی حاشیہ پر توضیح کردی گئی ہے تاکہ یہ کتاب عوام و خواص سب کے لیے مفید ہوسکے اور مشکل الفاظ وغیر ضروری عبارات لانے سے حتی الامکان پرہیز کیا گیا ہے۔ تاکہ طوالت سے محفوظ رہے۔ تاہم غلطی وخطا بہرحال ممکن ہے اہل علم سے امیدوار ہوں کہ کسی غلطی پر آگاہ ہونے کے بعد راقم الحروف کو براہ

راست متنبہ کریں گے۔ چوں کہ ایمان کو اعمال پر تقدم حاصل ہے، اس لیے ''علم الاحکام'' کی ترتیب میں ''کتاب الایمان'' کو مقدم رکھا گیا ہے، مگر کتاب الایمان کی افہام و تفہیم مبتدی طلبہ پر گراں بار ہو سکتی ہے، اگر اساتذہ اس میں دشواری محسوس کریں تو کتاب کی ابتداء ''کتاب الطہارۃ'' سے کروائیں، اور ختم کتاب کے بعد کتاب الایمان کا مطالعہ کرنے کی تلقین کی جائے۔

حق تعالیٰ شانہٗ اسے قبول فرمائیں پڑھنے والوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنائیں اور علم شریعت کو عام اور عمل کو آسان بنائیں اور ہر گوشۂ زندگی میں اتباعِ احکامِ شریعت کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب.

فقط

خادم دین محمد امین غفرلہٗ

کتاب الایمان

باب اوّل عقاید اہل حق

ایمان باللہ

(اللہ پر ایمان)

حمد و ستائش مخصوص ہے ذات باری تعالیٰ کے لیے جس کی مقدس ذات خود موجود ہے اور باقی تمام اشیاء کو اسی کے عطا کرنے سے وجود ملا ہے اور سب اپنے وجود و بقاء میں اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں وہ یکتا ہے ذات میں اور صفات میں بھی، کوئی کسی کام میں اس کا ساجھی نہیں، اس کا وجود و حیات باقی اشیاء کے وجود و حیات کے مانند نہیں نہ اس کا علم کسی کے علم کے مشابہ ہے، نہ اس کا سننا، دیکھنا، ارادہ کرنا، قادر ہونا کسی کے سننے دیکھنے، ارادہ کرنے اور قادر ہونے کے مشابہ ہے، نہ اس کا کلام کسی کے کلام کے مشابہ ہے۔

بندوں کے سمع و بصر، ارادہ، وقدرۃ، وکلام، اور اللہ تعالیٰ کے سمع و بصر ارادہ وقدرۃ وکلام کے درمیان جو جنسیت و مشارکت معلوم ہوتی ہے وہ ایک اسمی مشارکت و مجانست سے آگے کچھ نہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ کی صفات اور اس کے افعال بھی اس کی ذات کی مانند بے چون و چگون ہیں یعنی کیفیت ناقابل بیان ہے مثلاً حق تعالیٰ شانہٗ کی صفت علم

ایک ایسی صفت ہے جو ہمیشہ سے ہے اور الفاظ وآواز سے خالی ایک انکشاف ہے کہ ازل سے ابد تک کی ساری معلومات خواہ کلی ہوں یا جزئی اپنے مناسب یا متضاد احوال کے ساتھ اور اپنے ان مخصوص اوقات کے ساتھ جو ہر ایک کے وقوع یا وجود کے لیے مقدر ہیں ہمہ وقت اس کے علم میں موجود ہیں جیسے زید فلاں وقت میں زندہ ہے اور فلاں وقت میں مردہ۔ زید کی پوری زندگی و مابعد الموت کے سارے حالات اس کے عدم اور وجود کی ساری کیفیات اس کے خزانۂ علم میں ہر وقت موجود ہے۔

ایسے ہی اس کا کلام بے الفاظ وآواز کا ایک سادہ کلام ہے اور تمام آسمانی کتابیں اس کی تفصیلات ہیں۔ خلق وتکوین حق تعالیٰ شانہٗ کی مخصوص صفات میں سے ہے۔

وہ واجب الوجود ہیں ان پر نہ کبھی عدم طاری ہوا ہے نہ ہوسکتا ہے ان کے علاوہ باقی سب ممکنات ہیں۔

اور ممکن جو معدوم تھا واجب تعالیٰ کے دینے سے اس کو وجود ملا۔ بھلا اس کی کیا مجال ہے کہ کسی ممکن کو پیدا کر سکے، ممکنات ساری کی ساری خواہ جواہر ہوں یا اعراض خواہ بندوں کے افعال اختیار یہ سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اسباب وذرائع کو اپنے افعال کا پردہ بلکہ اپنے فعل کے ثبوت پر دلیل بنایا ہوا ہے۔۔

جیسا کہ اہل عقل جمادات کی حرکت کو کسی حرکت دینے والے کی جانب سے یقین کرتے ہیں اس لئے کہ جانتے ہیں کہ یہ حرکت اس جماد کے بس کی بات نہیں ہے۔

ایسے ہی وہ عقلاء جن کی بصیرت شریعت کے سرمہ میں سرگیں ہو چکی ہے جانتے ہیں کہ ایک ممکن دوسرے ممکن کو کیسے پیدا کر سکتا ہے گو وہ ممکن کوئی فعل ہو یا صفت۔ جب کہ افعال اختیار یہ وحرکتِ جماد کے درمیان کھلا فرق واضح ہو چکا ہے۔

بندوں کے افعال اختیاریہ

اس بات پر ایمان واجب ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے بندوں کو قدرۃ اور ارادہ کی ایک صورت عطا کردی ہے اور عادۃ اللہ یہ جاری ہے کہ جب بندہ کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس فعل کو پیدا کر کے اس کو وجود بخش دیتا ہے اور ارادہ و قدرۃ کی اسی صورت کو اختیار کرنے کی بنا پر بندہ کو کاسب کہتے ہیں۔

کسی فعل کو وجود میں لانا خالق کا عمل ہے: کما قال اللہ تعالیٰ: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ - جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ ہی نے پیدا کیا تم کو اور ان اعمال کو جن کو تم کرتے ہو''۔

اس لیے کسی فعل کی بھلائی یا برائی یا اس فعل پر ثواب یا عذاب اسی اختیار پر مرتب ہوتا ہے۔ حرکت جماد اور حرکت حیوان کے درمیان فرق کرنا دریں باب کفر ہے، شرع اور عقل کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی کسی چیز کا خالق سمجھنا کفر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قدریہ کو مجوس امت کہا ہے۔ اور بندہ کے اختیار پر خلق کے ترتب سے یہ شبہ بھی نہیں کرنا چاہئے کہ انسانی پیکر میں اللہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کئے ہوئے نہیں ہے، نہ اس میں کوئی چیز حلول کر سکتی ہے۔

قرب واحاطۂ خداوندی

وہ تمام اشیاء کا ذاتی طور پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور تمام اشیاء سے قرب و معیت رکھتا ہے ''وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ'' (وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو) مگر یہ احاطہ و قرب بھی ایسا نہیں جو ہماری ناقص سمجھ میں آتا ہے۔ کیوں کہ ہماری سمجھ کا احاطہ اور قرب ان کی مقدس ذات کے شایان شان نہیں ہے۔ اور کشف و شہود سے جو قرب معلوم ہوتا ہے وہ اس سے بھی پاک ہے، ایمان

غیب پر ہی لانا چاہئے اور کشف سے جو مشاہدہ ہوتا ہے وہ شبہ اور مثال ہے اس کو لاالٰہ کے لا کے تحت نفی کر دینا چاہئے۔ مقربین بارگاہ صوفیاء باصفا نے یوں ہی فرمایا ہے۔

پس ہم ایمان لائیں کہ حق تعالیٰ جملہ اشیاء کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور احاطہ و قرب و معیت کے معنیٰ ہم نہیں جانتے کہ کیا ہیں؟ اور ایسے ہی حق تعالیٰ سبحانہٗ کا استواء علی العرش جو الرحمن علی العرش استواء کے الفاظ کے ساتھ نازل ہوا ہے، اور قلب مومن میں حق سبحانہ کی گنجائش کا ہونا جو حدیث شریف میں بایں الفاظ وارد ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میری سمائی نہیں ہے میری زمین میں نہ میرے آسمان میں لیکن میری سمائی ہے میرے مومن بندے کے دل میں۔''

قال اللہ تعالیٰ: ''لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن.''

اور حق سبحانہٗ کا آخر شب میں نیچے کے آسمان پر اترنا جیسا کہ احادیث ونصوص میں وارد ہوا ہے: ''جیسا کہ روایت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اترتے ہیں ہر شب آسمان دنیا کی طرف ایک تہائی رات باقی رہنے پر پھر فرماتے ہیں میں ہوں سلطان کون ہے جو مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کو قبول کروں کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اس کو دوں کون ہے جو مجھ سے بخشش چاہتا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

''کما روی ینزل اللہ تعالیٰ الی السماء الدنیا کل لیلة حین یبقیٰ ثلث اللیل فیقول اناالملک من ذالذی یدعونی فاستجیب لہ من ذالذی یسئلنی فاعطیہ من ذالذی یستغفرنی فاغفر لہ.''

اور ایسے ہی حق سبحانہ کے لیے ہاتھ اور چہرہ جن پر نصوص ناطق ہیں:

کما قال اللہ تعالیٰ: ''يَدُ اللهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ

اللہِ ط"

اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھ پر۔ تم جہاں کہیں بھی رخ پھیرو بس وہیں اللہ ہے۔

ان سب پر ایمان لانا چاہیے اور ان الفاظ کو ان کے ظاہری معنیٰ پر محمول نہ کرنا چاہئے، نہ ان کی تاویل و تعیین معنیٰ کی کوشش کرنا چاہئے ان الفاظ کے معنیٰ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دینا چاہئے تاکہ غیر حق کو حق نہ سمجھ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال میں آدمی کا حصہ بلکہ فرشتوں کا حصہ سواء نادانی و حیرت کے کچھ نہیں ہے، نصوص کا انکار کفر ہے۔ اور معنیٰ متعین کرنے کی کوشش کرنا جہل مرکب ہے۔

دور بینان بارگاہ الست ۞ غیر ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست

ترجمہ: بارگاہ ربانی میں دوررس نگاہ رکھنے والے اس کے آگے کھوج نہیں لگا سکے ہیں کہ وہ ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان لیا ہم نے تیری پہچان یہی ہے

حق تعالیٰ کے قرب و معیت کی ایک دوسری قسم بھی ہے، جو نوع اوّل سے صرف اسمی مشارکت کے علاوہ کوئی علاقہ نہیں رکھتی اور یہ بندگان خاص کا حصہ ہے یعنی ملائکہ، انبیاء، اولیاء کا۔ اور عام مؤمن بھی قرب کی اس قسم سے محروم نہیں ہیں۔ اس قرب کے بے انتہا درجات ہیں۔ **لا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ** (نہیں ٹھہرتا کسی حد پر) کے معنیٰ میں صاحب مثنوی مولوئ معنوی شیخ جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں:

اے برادر بے نہایت درگہیست ۞ ہر چہ بروے میرسی بروے مائیست

اے بھائی قرب خداوندی کے بے انتہا درجات ہیں، تیری رسائی جس درجہ پر بھی ہو جائے اس پر بس مت کر بلکہ قدم آگے بڑھا۔

اور خیر و شر جو کچھ وجود میں آتا ہے اور کفر و ایمان طاعت و عصیان جس چیز کا

بھی بندہ مرتکب ہوتا ہے سب ارادہ خداوندی سے ہے لیکن کفر و معصیت سے حق تعالیٰ خوش نہیں ہیں اس پر عذاب مقرر فرمایا ہے ارادہ اور چیز ہے اور رضا دوسری چیز ہے۔ جیسے صاحبِ خانہ بیت الخلاء اپنے ارادہ سے تعمیر کرواتا ہے مگر اس کی صفائی کے لیے بھنگی کو تنخواہ دیتا ہے کیونکہ صفائی کا یہ عمل خود کو پسند نہیں۔

سیدنا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اطاعتیں کل کی کل اللہ کے حکم، اسکی پسند، اسکی رضا، اس کے علم، اس کی مشیت، اس کے فیصلے، اور اس کی تقدیر سے واجب تھیں۔

اور معاصی کل کی کل اللہ کے علم، اس کے فیصلے، اس کی تقدیر اور اس کی مشیت سے ہیں۔ لیکن اس کی پسند، اس کی رضا اور اس کے حکم سے نہیں ہیں۔ (ائمہ اربعہ ص ۲۵ بحوالہ فقہ اکبر)

ایمان بالرسل والکتب

(رسولوں اور کتابوں پر ایمان)

ہزاروں ہزار درود نچھاور ہو انبیاء علیہم السلام پر کہ اگر وہ مبعوث نہ ہوتے تو کوئی راہ ہدایت نہ پاتا اور نہ علوم حقہ تک پہونچ پاتا سارے انبیاء برحق ہیں ان میں سب سے اوّل حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے افضل آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج یعنی بحالت بیداری بیت المقدس سے عالم بالا آسمانوں کی سیر پر جانا اور رات میں بیت اللہ المکرم مکہ سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتویں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ تک آپ کا سفر حق ہے، اور آسمانی کتابیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں توراۃ، زبور، انجیل، قرآن مجید، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے سب حق ہیں۔ تمام انبیاؑ اور خدا کی ساری کتابوں پر ایمان لانا چاہئے۔ اور ایمان لانے میں انبیاؑء اور کتابوں کی تعداد کا

لحاظ نہیں رکھنا چاہئے۔ اس لیے کہ ان کی تعداد دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا بس اجمالی ایمان رکھنا چاہیے۔

سب انبیاء علیہم السلام صغائر و کبائر سے معصوم ہیں منجانب اللہ ان کی حفاظت کی جاتی ہے اور تمام باتیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدلیل قطعی ثابت ہو چکی ہیں ان سب پر ایمان لانا چاہیے۔

ایمان بالملائکۃ

(فرشتوں پر ایمان)

ایمان لانا چاہیے کہ فرشتوں کا اللہ کا بندہ ہونا حق ہے وہ گناہوں سے معصوم ہیں، مرد یا عورت ہونے سے مبرا ہیں وہ کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں وحی کے پہونچانے والے، عرش کے اٹھانے والے ہیں جن کاموں پر مقرر کردیئے گئے ان پر قائم ہیں۔

انبیاء اور فرشتے باوجود اس کے کہ مخلوقات میں سب سے اشرف اور مقربین بارگاہ ہیں پھر بھی مانند ساری مخلوقات کے کوئی علم اور قدرۃ نہیں رکھتے مگر اتنا ہی جتنا علم و قدرۃ اللہ تعالیٰ نے ان کو دے دیا ہے۔ وہ بھی اللہ کی ذات وصفات پر ویسے ہی ایمان رکھتے ہیں جیسے کہ سارے مسلمان۔ اور ذات وصفات کی حقیقت شناسی میں قاصر و عاجز رہنے کا اعتراف کرتے اور حقوق بندگی کی ادائیگی میں توفیق الٰہی کے شکر میں رطب اللسان رہتے ہیں۔

بندگانِ خاص

بندگان خاص اولیاء انبیاء و ملائکہ کو حق تعالیٰ کی صفات واجبی میں شریک کرنا ان کو عبادت میں ساجھے دار بنانا کفر ہے۔ جس طرح دوسرے کافر انکارِ انبیاءؑ کے سبب کافر ہوئے ایسے ہی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور مشرکین

عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنے اور ان کے لیے علم غیب تسلیم کرنے کی وجہ سے کافر ہوئے۔ فرشتوں کو صفات الٰہی میں اور غیر انبیاء کو صفات انبیاء میں شریک نہیں کرنا چاہیے۔

اطاعت

اور تابعداری انبیاء علیہم السلام پر ہی منحصر رکھنا چاہیے اور جو خبریں پیغمبر علیہ السلام نے دی ہیں ان پر ایمان لانا چاہیے، اور جو آپؐ فرمائیں اس پر عمل کرنا چاہیے اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے باز رہنا چاہیے۔

اور ہر اس شخص کا قول یا فعل جو پیغمبر کے قول و فعل کے بال برابر خلاف ہو اس کو رد کر دینا چاہیے۔

ایمان بالآخرت

(آخرت پر ایمان)

پیغمبر علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ قبر میں منکر و نکیر کا سوال کرنا برحق ہے اور عذاب قبر بالخصوص کافروں کے لیے اور بعض گنہگاروں کے لیے حق ہے۔ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر قیامت کے دن اٹھنا حق ہے۔ اور مارنے نے پھر زندہ کرنے کیلئے صور پھونکا جانا حق ہے۔ اور آسمانوں کا پھٹ جانا، ستاروں کا جھڑ جانا، پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہو کر اڑنا، زمین کا برباد ہو جانا پہلے صور سے اور مردوں کا اپنی قبروں سے نکل آنا، عدم کے بعد عالم کا پھر پیدا ہونا دوسرے صور سے سب حق ہے۔ اور قیامت کے دن حساب و کتاب اور میزان میں اعمال کا وزن کیا جانا اور اعضاء جسمانی کا گواہی دینا اور دوزخ کی پشت پر قائم پل صراط سے گذرنا جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہوگی سب حق ہے۔ بعض لوگ بجلی کی طرح بعض ہوا کی طرح اور بعض تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور بعضے آہستہ

آہستہ گزریں گے اور بعضے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

اور انبیاء اولیاء وصلحاء کا بخشش کے لیے سفارش کرنا حق ہے۔ حوض کوثر جنت کی وہ مخصوص نہر جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو سیراب کریں گے جس کے بعد پھر کبھی پیاس کی شدت نہ رہے گی اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اس پر پیالے ستاروں کی مانند رکھے ہوئے ہوں گے حق ہے۔

اللہ تعالیٰ اگر چاہے گناہ کبیرہ کو بغیر توبہ کے معاف کردے اور اگر چاہے صغیرہ گناہ پر سزا دے۔

اور جو خلوص کے ساتھ توبہ کرے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق یقینا بخشا جائے گا۔

اہل کفر ہمیشہ دوزخ میں سزا یافتہ ہوں گے اور گنہگار اہل اسلام اگر دوزخ میں جائیں تو خواہ جلدی یا دیر میں یقینا دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے پھر ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ مسلمان کبیرہ گناہ کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا نہ ایمان سے خارج ہوتا ہے۔

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دوزخ کے طرح طرح کے عذاب یعنی سانپ، بچھو، زنجیر، طوق، آگ، آب گرم، زقوم، غسلین کی خبر دی ہے جن پر قرآن کی آیات ناطق ہیں۔

اور جنت کی قسم قسم کی نعمتیں ماکولات، مشروبات، فواکہ، لبن، عسل مصفیٰ، حور وقصور وغیرہ سب حق ہیں۔ اور جنت کی سب سے اعلیٰ وعمدہ نعمت حق تعالیٰ شانہٗ کا دیدار ہے مسلمان جنت میں حق تعالیٰ کو بے حجاب دیکھیں گے جس کی نہ کوئی سمت ہوگی نہ کوئی کیفیت قابل بیان نہ کوئی مثال۔

حقیقت ایمان

ایمان تعبیر ہے تصدیق قلبی کی یعنی ایمان نام ہے اللہ تعالیٰ کی بے مثل یکتا ذات اور اس کی تمام صفات با کمال اور جو کچھ اللہ پاک کی طرف سے آیا ہے اس

کو برحق مان لینے کا جو دل کی خوشی سے ہو اور زبانی تصدیق کے ساتھ ہو لیکن زبانی تصدیق ایمان پر علامت ہے اور ضرورت کے وقت ساقط ہو جاتی ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

ترجمہ: جو منکر ہوا اللہ کا یقین لانے کے بعد کھلے دل سے تو ان پر غضب ہے اللہ کا اور بڑا عذاب ہے، مگر سواء ان لوگوں کے جن پر زبردستی کی گئی ہو اور ان کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

منصب صحابہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ عادل تھے اگر کبھی کسی سے گناہ کا ارتکاب ہوا تو وہ بخشا جا چکا۔ قرآن وحدیث کی متواتر سندیں صحابہ کی تعریف سے بھری پڑی ہیں۔ اور قرآن پاک میں ہے وہ (یعنی صحابہ) باہم محبت ہمدردی رکھتے اور کفار پر سخت تھے:

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

سخت ہیں کافروں پر نرم ہیں آپس میں۔

جو ان کے آپس میں سخت رویہ اختیار کرنے کو باہم بغض و بے دردی جانے منکر قرآن ہے۔ اور جو ان سے دشمنی اور غصہ رکھتا ہو قرآن پاک میں اس پر کفر کا اطلاق ہوا ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ الخ

یہ اس واسطے کہ جہاد کرنے والے نہیں پہونچتی ان کو پیاس اور نہ محنت، نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کہیں کہ جس سے خفا ہوتے ہیں کافر۔ اور:

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

ترجمہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی مثال اس کھیتی جیسی ہے جس نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر بھلا لگتا ہے کھیتی والوں کو تا کہ جلائے ان سے کافروں کو۔

اور حدیث شریف میں حضرات صحابہ سے محبت کو علامت ایمان اور بغض کو کفر بتایا گیا ہے۔ (مظہری ص۳۱۹/۸)

وہ وحی کے محافظ اور ناقل قرآن ہیں جو شخص صحابہ کا منکر ہوا اس کے لیے قرآن اور ایمانیات متواترات پر ایمان ممکن نہیں ہے۔

خلفاء راشدین

اجماعِ صحابہ ونصوص سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل جان کر صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ان کی فضیلت کی بنا پر اجماع کیا گیا۔ اور حضرت عمرؓ کے بعد تین روز تک مشورہ کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو موجود لوگوں میں سب سے افضل سمجھ کر ان کی خلافت پر اجماع کیا اور ان سے بیعت کی اور حضرت عثمانؓ کے بعد تمام صحابہ مہاجرین وانصار نے جو مدینہ میں تھے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر اتفاق رائے کیا۔

جس نے ان سے جھنجھٹ کیا وہ خطا پر ہے لیکن صحابہ میں سے کسی سے بد گمانی نہیں کرنا چاہیے، اور ان کے اختلافات کو نیک نیتی پر محمول کرنا چاہئے۔

کوئی صحابی بد نیت نہیں تھا اگر کسی نے کسی سے باہم اختلاف کیا تو وہ بھی احیاء و بقاء دین کے نیک جذبہ سے تھا وہ اپنے اس اختلاف میں مخلص اور رضاء الٰہی کے طالب تھے، اس لیے ہر ایک سے محبت اور عقیدت رکھنا چاہیے۔ یہ ہیں

اہل حق کے عقاید جو نصوص سے ثابت ہیں۔

"اللّٰھم زینا بزینة الایمان و اجعلنا ھداة مھتدین و وفقنا لاتباع سنن نبیک خاتم النبیّین ویسر لنا سبل المنیبین و ارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔"

☆☆☆

مقدمہ باب دوم

باب دوم میں کفریہ کلمات کا ذکر کیا جائے گا جو ایمان کے لیے مضر ہیں۔ کبھی ایسے کلمات نادانی کی وجہ سے زبان پر آجاتے ہیں اس لیے ان کی نشاندہی ضروری معلوم ہوئی، تاکہ ان سے پرہیز کیا جائے۔

اور اگر کبھی غلطی سے ایسی لغزش سرزد ہوجائے تو توبہ و استغفار کیا جائے۔

اور چونکہ کفر ایمان کی ضد ہے اس لیے تجدید ایمان کر لینا چاہیے۔ آدمی ظاہر کا مکلف ہے، باطن کا حال اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

مگر ایمان کے باب میں احتیاط ضروری ہے۔

فقط

محمد امین غفرلہ

باب دوم
مشتمل بر کلمات کفر
باختیار خود کلمۂ کفر نکالنے پر تجدید ایمان

اگر کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی، نکاح ٹوٹ گیا، اگر فرض حج کر چکی تھی وہ بھی ٹوٹ گیا۔ اب اگر توبہ کر کے پھر مسلمان ہوئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھواوے، اور پھر دوسرا حج کرے۔

اسی طرح اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بے دین ہو جائے تو بھی نکاح جاتا رہا۔ اب جب تک وہ توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ کرے عورت اس سے کچھ واسطہ نہ رکھے، اگر کوئی معاملہ میاں بی بی کا سا ہو تو عورت کو بھی گناہ ہوگا، اور وہ زبردستی کرے تو اس کو سب سے ظاہر کر دے شرماوے نہیں۔ دین کی بات میں شرم کیا؟ (بہشتی زیور ص ۵۸ / ۳)

"ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح" (ردالمحتار ص ۳/۲۸۹)

ذیل میں وہ کلمات ذکر کیے جاتے ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اس لیے مسلمان کو ایسے کلمات بولنے سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے۔ اور اگر کبھی ایسی غلطی ہو جائے تو توبہ واستغفار اور تجدید نکاح کرنا چاہیے۔

کفریہ کلمات

متعلق ذات حق سبحانہٗ

اللہ تعالیٰ کے لیے جسم یا اعضاء مثلاً ہاتھ، پیر وغیرہ کا ثابت کرنا کفر ہے۔

دیدار خداوندی کو محال سمجھنے سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اسنے کہا نہیں! کافر ہو جائے گا۔ محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وہ کسی گناہ کے کام میں لگا تھا اور کہنے والے نے اس پر متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اس پر اس نے جواب میں کہا نہیں! تو وہ کافر ہو گیا۔۔

لیکن اگر کسی جائز کام میں لگا تھا تو اس جواب سے کافر نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کا مقصد استہزاء بھی ہو سکتا ہے کہ ہاں میں نہیں ڈرتا تم آئے بڑے ڈرانے والے۔

اگر کسی نے کہا کہ ''اگر وہ یعنی مقروض خدا ہو جائے تو بھی میں اس سے اپنا حق وصول کر لوں گا۔'' کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے حق سبحانہٗ کو اپنا جیسا سمجھا۔

اگر کسی نے کسی کو کہا کہ تجھ پر تو خدا کا بھی قابو نہیں چلتا، یا فلاں سے اللہ میاں بھی ہار جائیں گے۔ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ قادر و قیوم کو بے بس سمجھا۔

اگر کسی کا لڑکا یا عزیز مر گیا اس پر اس نے کہا کہ خدا کو اس کی ضرورت تھی۔ یا کسی نے کہا کہ تجھ پر خدا نے ظلم کیا۔ دونوں صورتوں میں کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے بغیر گواہ کے نکاح کیا اور کہا کہ خدا اور رسول کو یا فرشتوں کو میں نے گواہ بنایا۔ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ عالم الغیب اور بکل شئ شہید حق تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔ اس نے یہ صفت رسول اور فرشتوں میں ثابت کیا۔

مجمع النوازل میں ہے کہ اگر یوں کہا کہ دائیں بائیں والے فرشتوں کو گواہ بنایا تو کافر نہیں ہوگا لیکن نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا کیوں کہ نکاح میں فرشتوں کی

گواہی کافی نہیں۔

اگر کہا روزی تو اللہ کی طرف سے مگر تلاش بندہ کی طرف سے ہے۔ کافر ہو جائے گا۔

اگر کہا کہ ''اگر فلاں نبی ہو جائے تو میں اس پر ایمان نہ لاؤں'' یا کہا کہ ''اگر خدا مجھ کو نماز کا حکم دے تو میں نماز ادا نہ کروں''۔ یا کہا کہ ''اگر قبلہ اس طرف ہو تو میں نماز ادا نہ کروں۔'' کافر ہو جائے گا کیوں کہ یہ اطاعت سے انکار ہے۔

اگر کسی نے امر بالمعروف کیا، دوسرے نے انکار کے طور پر کہا کیا شور و غل مچاتا ہے۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ امر المعروف ونہی عن المنکر حق تعالیٰ کا حکم ہے اس نے گویا حکم الٰہی کا رد کیا۔

فتاویٰ سراجی میں ہے کہ اگر قرض خواہ کہے کہ مقروض اگر خدا ہو تو بھی میں اپنا حق وصول کرلوں گا۔ کافر ہو جائے گا لیکن اگر کہا کہ اگر پیغمبر ہو تو بھی وصول کرلوں گا تو کافر نہیں ہوگا۔

اگر کوئی کہے کہ اللہ کا حکم ایسا ہے دوسرا کہے کہ مجھے حکم خدا سے کیا مطلب؟ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے کہا کہ روزی مجھ پر کشادہ کر اور مجھ پر ظلم نہ کر۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ اسنے روزی کی تنگی کو اللہ تعالیٰ کا ظلم سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے ظالم ہونے کا گمان کفر ہے۔

اگر ایک شخص اذان کہہ رہا ہو۔ دوسرا کہے کہ جھوٹ کہتا ہے۔ کافر ہو جائے گا۔

فتاویٰ سراجی میں ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ کیا تو غیب کا علم رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں رکھتا ہوں۔ کافر ہو جائے گا کیوں کہ عالم الغیب ہونا حق تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تیرے بغیر مجھے جنت میں لے جائے گا۔ میں

نہیں جاؤں گا۔ وہ کافر نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس جملہ سے اس کا مقصد غایت تعلق کا اظہار ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ مجھے بیوی اللہ سے زیادہ محبوب ہے۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ مومن کے دل میں اللہ سے زیادہ محبت کسی کی نہیں ہوتی اس کو توبہ کرنی چاہیے اور تجدید نکاح بھی کرنا چاہیے کیوں کہ کفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے تو نکاح فی الفور ٹوٹ جاتا ہے قضاء قاضی پر موقوف نہیں رہتا۔ ھکذا فی المنتقی۔

اگر دعا میں کہا کہ اے اللہ مجھ پر اپنی رحمت بھیجنے میں دریغ نہ کر۔ یہ کفریہ الفاظ میں سے ہے۔

اگر کسی نے کسی پر ظلم کیا، اور مظلوم نے کہا کہ اے خدا اس کا عذر قبول نہ کرنا اور اگر تو نے قبول بھی کر لیا تو میں قبول نہیں کروں گا کافر ہو جائے گا۔ یہ بندگی کے خلاف ہے۔

اگر کہا میرا خدا آسمان پر ہے تیرا زمین پر۔ کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ لا مکان ہے۔

غیر اللہ کی تعظیم

اگر کسی با اقتدار کو سجدۂ معبودی کرے بالاتفاق کافر ہو جائیگا۔ اور اگر تعظیماً اس کے سامنے سر زمین پر رکھ دے تو علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ کافر نہ ہوگا۔ لیکن مؤید الداریہ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کے لیے کسی طرح کا سجدہ بالاجماع جائز نہیں۔ ہاں تعظیم کے دوسرے طریقے خدمت کرنا، سامنے کھڑا ہونا، ہاتھ چومنا، کمر جھکانا وغیرہ جائز ہے۔

اگر کوئی بتوں کے نام پر ذبح کرے یا کنوؤں پر یا دریا، یا نہر یا چشموں پر یا اور کسی چیز پر تو ذبح کرنے والا مشرک ہے۔ اس کی عورت کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور ذبیحہ اس کا حرام مردار کے حکم میں ہوگا۔

متعلق ذات انبیاء علیہم السلام

علاّمہ علم الہدیٰ نے بحر محیط میں کہا ہے کہ جوملعون سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، گالی دے یا توہین کرے، یا ان کے دینی امور میں سے کسی امر میں یا ان کی صورت مبارکہ میں یا ان کی صفات شریفہ میں سے کسی وصف میں عیب لگائے خواہ مسلمان ہو یا ذمی یا حربی اگرچہ وہ مزاق کے طور پر کہے وہ کافر ہے، واجب القتل ہے اس کی توبہ قابل قبول نہیں۔

اس بات پر اجماع ہے کہ کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی، بے ادبی، اور تحقیر کفر ہے خواہ یہ گستاخی حلال سمجھ کر کرے یا حرام سمجھتے ہوئے۔

لیکن فقیر کہتا ہے کہ ایسا شخص اگر اپنے کئے پر نادم ہو اور دل سے سچی توبہ کرے، نبی کی عظمت اپنے دل میں بسالے، آئندہ پھر کوئی ایسا عمل نہ کرے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اسے معاف کردیں گے۔

اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا کرتے تھے، دوسرے نے کہا کہ یہ بے ادبی یا غیر مہذب بات ہے تو یہ غیر مہذب کہنے والا بسبب اہانت سنت رسول کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے کہا کہ ناخن کاٹنا سنت ہے، دوسرے نے کہا ہوا کرے سنت میں نہیں کاٹتا یا کہا کہ سنت سے کیا فائدہ؟ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے کہا کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے، دوسرے نے کہا کہ تب تو ہم سب جولاہے ہیں۔ یہ دوسرا شخص بسبب اہانت نبی کافر ہو جائیگا۔

اگر کسی نے کہا کہ اگر آدم علیہ السلام گیہوں نہ کھائے ہوتے تو ہم لوگ بد بخت نہ ہوتے۔ کافر ہو جائے گا۔

اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر کوئی عیب لگایا، یا آپ کے موئے مبارک کے لیے توہین آمیز جملہ جیسے بال بلیا وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کیا۔ کافر ہو جاوے گا۔

فتاویٰ سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اگر فرشتے اور پیغمبر بھی گواہی دیں اس بات پر کہ تیرے پاس چاندی نہیں ہے تو میں یقین نہیں کروں گا۔ تو پیغمبر کی بات ماننے سے انکار کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے خوف سے بعض احکام الٰہی کی تبلیغ نہیں فرمائی۔ کفر ہے۔

حضرات شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دینے سے کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر حضرت علیؓ کو حضرات شیخینؓ پر فضیلت دیتا ہے تو اس افضل سمجھنے سے کافر نہ ہوگا۔

متعلق آخرت

شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ جو آدمی عالم کے حادث (پہلے نہیں تھا بعد میں ہوا) ہونے، یا قیامت کے بعد مردوں کے اپنے جسم کے ساتھ دوبارہ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہونے یا حق تعالیٰ شانہ کے تمام جزئیات کا علم رکھنے، یا اس جیسی وہ تمام باتیں جو ضروریات دین میں سے ہیں ایسی کسی بات کا انکار کرے، بالاتفاق کافر ہو جائے گا۔

اور اگر ان عقاید کے مسائل میں اہل سنت کے خلاف عقیدہ رکھے جو دوسرے مدعیان اسلام فرقوں کا عقیدہ ہے۔ مثلاً روافض، خوارج، معتزلہ وغیرہ جو بعض عقاید میں اہل سنت سے اختلاف رکھتے ہیں۔

ان کے کافر کہنے میں علماء دین اختلاف رکھتے ہیں۔ منتقیٰ میں امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہیں گے۔

اگر کسی مقرض نے مقروض سے کہا کہ میرا پیسہ دنیا میں دے دے کیوں کہ آخرت میں پیسہ نہیں ہوگا۔ مقروض نے جواب میں کہا کہ دس اور دیدے آخرت میں مجھ سے لے لینا وہاں دیدوں گا۔ کافر ہو جائے گا۔ اس میں آخرت کا استہزا

ہے۔ اگر آخرت کا یقین ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا۔

متعلق شریعت ولوازم دین

اللہ پاک کے کسی حکم صریح کا انکار کفر ہے، کیوں کہ یہ حق تعالیٰ کے مقابلہ میں ڈھٹائی ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات با کمال کے یقین سے عاری ہونے کی علامت ہے۔ شریعت اسلام اللہ کا فرمان ہے اور جو کچھ اللہ پاک کی جانب سے آئے اس کو تسلیم کرنا ایمان میں داخل ہے۔ لہٰذا پوری شریعت، یا اس کے کسی حکم صریح یا ایسی چیز جس کا دین ہونا واضح ہے جیسے کعبہ شریف، قرآن پاک، نماز، روزہ، زکوۃ، حلال، حرام وغیرہ ان کا انکار کرنا، ان کو کمتر سمجھنا، ان کی توہین کرنا، کفر ہوگا۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ایمان سے خارج نہیں کرتی مگر وہ چیز کہ جس پر ایمان واجب ہے اس کا انکار ہو جائے۔

علماء دین نے شعائر اسلام اور لوازم دین کے انکار و استہزاء وتحقیر پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ شریعت کا حکم ایسا ہے۔ سننے والے نے زور سے ڈکار لے کر کہا کہ شریعت کیلئے یہ ہے۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ شریعت کی توہین ہے۔

لیکن اگر کسی کو کہیں کہ فلاں سے صلح کر لے۔ اس نے کہا کہ بت کو سجدہ کر سکتا ہوں اس سے صلح نہیں کر سکتا۔ کافر نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس کا مقصد صلح سے انکار ہے۔

اگر کوئی فاسق نیک لوگوں سے فاسق فاجر مسلمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے کہ آؤ دیکھو مسلمانی؟ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے فسق وفجور کو اسلامی کام بتایا اور مسلمانوں کے پردے میں اسلام کی توہین کی۔

اگر کسی نے کہا کہ جب تک حرام ملے حلال کے چکر میں کیوں پڑوں کافر نہیں ہوگا۔ کیوں کہ حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

اگر کسی نے بیماری میں کہا کہ ''چاہو مسلمان مارو چاہو کافر مارو'' کافر ہو جائے

گا کیونکہ اس نے بحالت کفر موت پر رضا مندی ظاہر کی۔

اگر فتویٰ کی طرف دیکھا اور بولا یہ کیا بوجھ لایا۔ اگر شریعت کو کمتر سمجھ کر کہا تو کافر ہو جائے گا۔

فتاویٰ حمادیہ و سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی کو اعتقاد یہ ہو کہ شاہی خزانہ میں جمع شدہ مال خراج وغیرہ بادشاہ کی ملکیت ہے۔ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے کہا میں مسلمان ہوں۔ دوسرے نے کہا لعنت ہو تجھ پر اور تیری مسلمانی پر۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس نے اسلام کی توہین کی۔ مگر جامع الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ اظہر یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس کا مقصد اس کی بناوٹی دینداری کی تحقیر ہے توہین اسلام مقصود نہیں۔

اگر کسی نے کہا کہ مجھے کھیل کود نے نماز روزہ سے پہلے ہی پکڑ لیا ہے کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی کہے کہ جو کام دینداروں کا وہی کام کافروں کا۔ کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر کسی معین شخص یا دیندار کو کہے تو کافر نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس سے صرف ایک شخص معین کی اہانت ہوگی۔

اگر شراب خوری کی مجلس میں کوئی آدمی واعظوں کی طرح اونچی جگہ پر بیٹھ جائے اور ہنسی مزاق کی باتیں کرے جس پر لوگ ٹھٹھا کریں ایسی مجلس میں شریک سب لوگ کافر ہو جائیں گے۔ اس میں اہانت مذہب ہے۔

اگر کوئی آرزو کرے اور کہے کہ کاش زنا یا قتل ناحق حلال ہوتا۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ حرام قطعی حکم الٰہی سے تنگ دلی کی علامت ہے۔ لیکن اگر آرزو کرے کہے کہ کاش شراب حلال ہوتی یا ماہ رمضان کا روزہ فرض نہ ہوتا تو کافر نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کی حلت بعض حالات میں ثابت ہے۔

مجمع النوازل سے نقل کیا ہے کہ کسی آدمی نے گناہ صغیرہ کا ارتکاب کیا۔ اس پر

کسی نے کہا توبہ کر! اس نے کہا کہ میں نے کیا کیا ہے جو توبہ کروں۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ گناہ کی قباحت اسکے دل میں نہیں رہی۔ گناہ صغیرہ سہی گناہ تو ہے۔ مؤمن گناہ کو پہاڑ جیسا بھاری سمجھتا ہے۔

اگر حرام مال صدقہ کیا اور ثواب کا امیدوار رہا تو کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ مال حرام قابل استعمال نہیں اور یہ ثواب کی امید رکھ کر اس کو مشروع بنا رہا ہے جو حکم الٰہی کا مقابلہ ہے۔

اگر فقیر جانتا ہے کہ حرام مال دیا ہے اس کے باوجود دینے والے کو دعا دیا اور دینے والے نے اس پر آمین کہا۔ بعض علماء نے کہا کہ فقیر اور دینے والا دونوں کافر ہو جائیں گے۔ کیوں کہ دونوں مال حرام پر ثواب کے امیدوار ہوئے ہیں۔ (مصباح الحاجۃ ص ۱۹۵)

اگر فاسق شراب پی رہا ہو اور اس کے رشتہ دار آویں اس کو روپے پیسے دیں یا مبارکباد دیں۔ سب کافر ہو جائیں گے۔ کیوں کہ سب نے فعل حرام پر خوشی ظاہر کی ہے۔

غیر منکوحہ کے ساتھ لواطت حلال سمجھنے والا کافر ہو جائے گا۔

حالت حیض میں جماع کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حالت استبراء میں جماع کو حلال سمجھنا بدعت ہے کفر نہیں ہے۔

استبراء: کوئی آقا باندی خریدے تو جب تک اس کو اگلا حیض آ کر رحم کا حمل سے خالی ہونا معلوم نہ ہو جائے اس سے جماع جائز نہیں۔

اگر کوئی آدمی بلند جگہ پر بیٹھ جائے اور لوگ اس سے بطور مزاق مسئلہ پوچھیں اور وہ بطور مزاق جواب دے۔ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ دینی علوم کا مزاق کفر ہے۔ (ہکذا فی الخسروانی)

اگر کہا کہ مجھ کو علم دین کی مجلس سے کیا کام، یا کہا کہ علماء دین جو کہتے ہیں کون

کر سکتا ہے؟ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ شریعت سے بیزاری ہے۔

اگر دینی علوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ جو علم سیکھ رہے ہیں سب فرضی کہانیاں ہیں۔ کافر ہو جائے گا۔

یا کہا کہ یہ سب جھوٹ فریب ہیں، یا کہا کہ علماء دین کا دھندا مجھے پسند نہیں۔ سب کا یہی حکم ہے۔

اگر کوئی کہے کہ میرے ہمراہ شریعت پر عمل پیرا ہو! وہ بولے کہ سپاہی لا! کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ وہ شریعت پر بخوشی عمل کرنے سے انکار کر رہا ہے۔ ہاں دباؤ میں آ کر عمل کر سکتا ہے پس کافر ہوا۔

اگر کہے کہ چل قاضی کے پاس! وہ کہے کہ سپاہی لا! تو کافر نہیں ہوگا کیوں کہ یہ قاضی کی جانب سے سمن آنے کا مطالبہ ہے، مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جا قاضی کے یہاں دعویٰ پیش کران کا حکم آئے میں چلنے کو تیار ہوں۔

اگر کہا کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کیا کر اس نے جواب دیا ''اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی'' مراد یہ لیا کہ نماز تنہا یعنی اکیلے ہے۔ کافر ہو جائے گا! کیونکہ آیت میں تَنۡھٰی سے مراد تنہا نہیں بلکہ ممانعت ہے اس لیے یہ آیت قرآنی کا مزاق ہے۔

اگر کوئی آدمی قرآن پاک کی کوئی آیت پیالہ میں رکھ کر اس کو پانی سے بھر کر کہے کَاۡسًا دِهَاقًا کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ آیت قرآنی کا استہزاء ہے آیت میں بھرا پیالہ سے مراد نعیم جنت ہے۔

اگر دیگ میں بچی کچھی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے وَ الۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ '' کافر ہو جائے گا کیوں کہ یہ بھی آیت کا استہزاء ہے۔ آیت میں باقیات الصالحات سے مراد اعمال صالحہ ہیں نہ کہ دنیاوی اشیاء۔

اگر کوئی بسم اللہ کہہ کر شراب پیئے، یا زنا کرے، یا کوئی حرام چیز کھائے۔ کافر ہو جائے گا۔ اللہ کی ممنوع کردہ چیز کو اللہ کا نام لے کر کرنا اللہ کے مقابلہ میں

ڈھٹائی دیکھانا ہے نیز آیت قرآنی بسم اللہ کا استہزاء ہے۔

اگر رمضان کا مہینہ آیا کہا کہ تکلیف سر پر آپہونچی۔ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ فریضۂ خداوندی کو دردِ سر کہنا برگشتگی کی علامت ہے۔

اگر کسی نے کسی کو کہا کہ نماز پڑھا کر۔ اس نے جواب دیا تو نے اتنی نمازیں پڑھیں تجھے کیا ملا؟ یا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں مجھے کیا ملا؟ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس میں نماز کی اہانت ہے۔

اگر حرام قطعی کو حلال سمجھے یا حلال قطعی کو حرام کہے یا فرض کو فرض نہ سمجھے۔ کافر ہو جائے گا۔

اگر قرآن پاک کو ٹھوکر مارا، یا اس کو گندی جگہ میں ڈال دیا۔ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے جان بوجھ کر بے وضو نماز پڑھی، کافر ہو جائے گا۔

متعلق رضا کفر

کفر پر راضی ہونا خواہ اپنے لیے ہو یا دوسرے کیلیے کفر ہے۔ لیکن اگر اپنے دشمن کے لیے چاہے کہ یہ کافر ہو جائے تاکہ دولت ایمان سے محروم ہو جائے تو اس رضا سے وہ کافر نہیں ہوگا۔ کیونکہ دل سے وہ کفر کو قبیح جانتا ہے۔

اگر کسی عورت کو کہے کہ مرتد ہو جا اس طرح تو اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

اگر کافر نے کسی مسلمان سے کہا کہ مجھ کو مسلمانی سکھا تاکہ تیرے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں! اس نے جواب دیا کہ ابھی ٹھہر! تاکہ تو فلاں عالم یا قاضی کے پاس جائے اور اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو اس سے وہ کافر نہیں ہوگا۔ کیوں کہ وہ اسے اسلام سے نہیں روک رہا ہے، نہ اس کے کفر پر راضی ہے۔ بلکہ وہ اپنے کو رہبری کے قابل نہیں سمجھتا اس لیے توقف کا مشورہ دے رہا ہے تاکہ اسے بہتر رہبر حاصل ہو جائے۔

اگر واعظ کسی طالب اسلام سے کہے کہ ابھی ٹھہر! تاکہ فلاں روز اجلاس عام

میں اسلام لائے تو فتویٰ اس پر ہے کہ واعظ کافر ہو جائے گا کیوں کہ اس وقفہ میں وہ اس کے کفر سے راضی ہے۔

اگر کسی نے کسی کو کہا کہ تو کافر ہو گیا اس نے جواب میں کہا کہ کافر ہی سمجھ لو۔ تو اس قول سے وہ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس نے کفر پر رضا ظاہر کی۔

اگر کوئی کہے کہ تیرے ساتھ رہنے سے کافر ہو جانا بہتر ہے تو اس قول سے وہ کافر نہ ہو گا۔ کیوں کہ اس سے اس کا مقصد اس سے دور رہنا ہے۔

اگر کسی نے دوسرے کو کہا اے کافر! اس نے کہا کہ اگر میں ایسا نہ ہوتا تیرا ساتھ نہ پکڑتا۔ اس کے کفر میں اختلاف ہے۔

مضمرات میں نصاب اور جامع اصغر سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کلمۂ کفر کہے لیکن کفر کا اعتقاد نہ رکھتا ہو تو بعض علماء نے کہا کہ کافر نہ ہو گا اس لیے کہ کفر اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے مگر بعض علماء نے کہا کہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ رضاء کفر ہے۔ اگر کسی جاہل نے کلمۂ کفر کہا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس سے وہ کافر نہ ہو گا جہالت عذر ہے مگر بعض علماء نے کہا کہ کافر ہو جائے گا جہالت عذر نہیں ہے بشرطیکہ اپنے اختیار سے کہے۔ بلا قصد کلمۂ کفر زبان پر آنے سے کافر نہ ہو گا۔

دستور القضاۃ میں امام زاہد ابو بکر سے نقل کیا ہے کہ جو شخص کافروں کے تہواروں میں جیسے مجوسیوں کا نوروز ایسے ہی ہولی دیوالی، دسہرہ وغیرہ میں نکلے اور کفار و مشرکین کے کھیل تماشوں میں شریک ہو۔ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی آتش پرستوں جیسی ٹوپی، یا ہندوؤں جیسا کپڑا پہنے تو بعض علماء کا قول ہے کہ کافر ہو جائے گا۔ بعض کا قول ہے کہ کافر نہ ہو گا۔ علماء متاخرین نے کہا ہے کہ اگر کوئی چیز کافروں کا نشان سمجھی جاتی ہو اور اس کو مسلمان بغیر کسی مجبوری کے اختیار کرے تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر مجبور ہو کر مصلحتاً اس کو استعمال کرے

اور دل میں اُس سے تنفر ہو تو کافر نہیں ہوگا۔

اگر کسی نے زنار (جنیو) باندھا تو قاضی ابو حفص نے فرمایا کہ اگر کافروں کی دست برد سے بچنے کی خاطر ایسا کیا ہے تو کافر نہ ہوگا۔ لیکن اگر دنیاوی منفعت مثلاً تجارت وغیرہ کے نفع کے لیے ایسا کیا ہو تو کافر ہو جائے گا۔

اگر مجوس نوروز کے دن یا ہنود ہولی کے دن یا کسی اور خوشی میں جمع ہوں اور مسلمان اس کو اچھا سمجھ کر تعریف کرے تو کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے بت کو سجدہ کیا۔ کافر ہو جائے گا۔

حکم تکفیر

امام ناصر الدین کا فرمان ہے کہ جس چیز سے ردّت یقینی ہے اس کے ظاہر ہونے سے اس پر ردّت کا حکم لگایا جائے گا۔ اور وہ چیز جس کا ردت ہونا مشکوک ہے اس پر ردت کا حکم نہیں لگانا چاہیے اس لیے کہ جو چیز ثابت ہے وہ صرف شک سے زائل نہیں ہوگی: "اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَ لَا یُعْلٰی"۔

اہل اسلام پر کفر کا حکم لگانے میں جلدی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کے اسلام کی صحت پر علماء حکم لگا چکے ہیں۔

تاتارخانیہ میں ینابیع سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ کفر کا حکم اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ کفر کا اعتقاد نہ ہو۔

محیط اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ مسلمان اس وقت تک کافر نہیں ہوگا جب تک کہ قصداً کفر نہ کرے۔

دستور القضاۃ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں کفر کی کئی وجوہ پائی جاتی ہوں اور ایک وجہ کفر کی نہ ہو تو کفر کا فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔

لیکن فقیر کہتا ہے کہ ایک وجہ کفر سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

☆☆☆

اہتمامِ نماز

تصحیح عقائد کے بعد عمدہ ترین عبادت نماز ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ مومن اور کافر کے درمیان فاصلہ ترک صلوٰۃ کا ہے۔

چند فقہی اصطلاحات کا تعارف

جاننا چاہیے کہ جو احکام الٰہی بندوں کے افعال واعمال سے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔
(۱) فرض (۲) واجب (۲) سنت (۴) مستحب (۵) حرام (۶) مکرہ تحریمی (۷) مکروہ تنزیہی (۸) مباح

فرض:- وہ ہے جو دلالت وثبوت کے اعتبار سے ثابت ہو۔ نص قطعی سے۔

فرض کا حکم

جو امر فرض ہو اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اسکا انکار کرے وہ کافر ہے۔

فرض کی اقسام

فرض کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فرض عین (۱) فرض کفایہ۔

فرض عین:- وہ ہے جس کا ادا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنجوقتی نماز اور نماز جمعہ اور روزۂ رمضان وغیرہ۔

فرض کفایہ:- وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ کچھ لوگ بھی اس حکم پر عمل کرلیں تو ادا ہو جائے لیکن اگر کوئی عمل نہ کرے تو سب گنہگار ہوں جیسے جنازہ کی نماز اور علم دین میں بصیرت حاصل کرنا وغیرہ۔

واجب: وہ حکم ہوتا ہے جو ایسی نص سے ثابت ہو جو دلالت میں یا ثبوت میں قطعی نہ ہو بلکہ ظنی ہو۔

حکم: اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور مستحق عذاب ہے بشرطیکہ بغیر کسی اشتباہ یا تاویل کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ فاسق ہے کافر نہیں۔

ترمذی ونسائی وغیرہ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور لوگوں کے درمیان عہد نماز کا ہے جو نماز ترک کرے کافر ہوگا۔

سنت: وہ فعل ہے جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کیا ہو۔
سنت کی دو قسمیں ہیں۔(۱) سنت مؤکدہ (۲) سنت غیر مؤکدہ۔
سنت مؤکدہ: وہ فعل ہے جسکو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضوان اللہ علیہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر عذر کے ترک نہ کیا ہو۔لیکن ترک کرنے والے کو زجرہ وتوبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) بھی نہ کیا ہو۔
سنت مؤکدہ کا حکم: اس کا حکم عمل کے اعتبار سے واجب جیسا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور چھوڑنے کی عادت بنانے والا فاسق او گنہگار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں۔
سنت غیر مؤکدہ: وہ فعل ہے جسکو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کیا ہو اور بغیر عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو۔
سنت غیر مؤکدہ کا حکم: اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور اس کا ترک کرنے والا عذاب کا مستحق نہیں۔اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔
مستحب: وہ فعل ہے جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہؓ نے کبھی کبھی کیا ہو لیکن اکثر نہ کیا ہو۔
حکم: اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں۔اس کو فقہ کی اصطلاح میں نفل، مندوب، اور تطوع بھی کہتے ہیں۔
حرام: حرام وہ فعل ہے جس کی ممانعت ایسی نص سے ثابت ہو جو دلالت اور ثبوت میں قطعی ہو۔
حرام کا حکم: جو فعل حرام ہے اسکی حرمت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔اور بلا عذر اس کا کرنے والا فاسق ہے۔
مکروہ تحریمی: وہ حکم ہے جو ایسی نص سے ثابت ہو جو دلالت میں یا ثبوت میں قطعی نہ ہو بلکہ ظنی ہو۔
مکروہ تحریمی کا حکم: اس کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے جیسا کہ واجب کا منکر فاسق ہے۔بغیر عذر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔
مکروہ تنزیہی: وہ فعل ہوتا ہے جس کے ترک میں ثواب ہو اور اگر کر جائے تو عذاب نہ ہو۔
مباح: وہ فعل ہوتا ہے جس کے کرنے میں کوئی ثواب کا استحقاق نہیں اور ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔(امداد الاصول)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ مجھ کو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی ہے کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا اگرچہ مار ڈالا جائے، یا جلا ڈالا جائے، اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ کہیں کہ اپنے بال بچوں اور مال واسباب سے جدا ہوجا۔ اور فرض نماز قصداً ترک نہ کرنا۔ اس لیے کہ جو فرض نماز قصداً ترک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے نکل جاتا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص فرض نماز کی محافظت کرے اس کے پاس قیامت کے دن نور ہوگا۔ حجت ہوگی، اور اس کی نجات ہوگی۔ اور جو فرض نماز کی محافظت نہیں کرتا اس کے پاس نہ نور ہوگا، نہ برہان، اور نہ نجات ہوگی، اور وہ فرعون، ہامان، قارون، اور اُبی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کے ترک کو موجب کفر نہیں سمجھتے تھے سواء ترک نماز کے۔

اسی بناء پر حضرت امام احمد بن حنبلؒ ایک نماز عمداً ترک کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔

حضرت امام شافعیؒ تارک صلوٰۃ پر قتل کا حکم لگاتے ہیں۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اس کے لیے حبس (1) دوام کو واجب قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ تائب ہوجائے۔ واللہ اعلم

---

(1) عمر قید

کتاب الطہارت (1)

جاننا چاہیے کہ نماز کے بہت سے ارکان وشرائط ہیں ان میں ایک بنیادی شرط طہارت بھی ہے نجاست حقیقیہ وحکمیہ سے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے مسائل طہارت کو بیان کیا جائے۔

فصل در وضو

فرائض وضو

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔

۱- پورا چہرہ دھلنا۔ ۲-دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھلنا۔

۳- چوتھائی سر پر مسح کرنا۔ ۴- دونوں پیر ٹخنوں تک دھلنا۔

ھدایت: اعضاء مغسو لہ (2) پر مکمل پانی پہونچانا ضروری ہے۔ اگر کہیں ناخن برابر بھی جگہ پانی پہونچنے سے باقی رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔ ڈاڑھی اگر گھنی ہوتو بالوں کا دھل جانا کافی ہے بالوں کے نیچے کھال میں پانی پہونچانا ضروری نہیں ہے۔

ائمہ ثلاثہ حضرت امام شافعیؒ امام احمدؒ امام مالکؒ کے نزدیک نیت کرنا اور ترتیب قائم رکھنا بھی فرض ہے۔

حضرت امام مالکؒ کے نزدیک اعضاء کو پے در پے دھلنا اور پورے سر کا مسح کرنا بھی فرض ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بسم اللہ کہنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا بھی فرض ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ ان سب کو پورا کیا جائے۔

---

(1) پاکی کا بیان (2) وہ اعضاء جن کو وضو میں دھونا ضروری ہے۔

سنن وضو

وضو کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ کلائی تک تین بار دھوئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ تین بار کلی کرے، مسواک کرے، تین بار ناک میں پانی ڈالے، تین بار پورا چہرہ دھوئے، اور تین تین بار دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے، پھر پورے سر کا مسح کرے ایک بار، اور سر کے ساتھ کانوں کا بھی مسح کرے، پھر دونوں پیر ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے۔

مسح علی الخفین(1)

اگر پاؤں میں چمڑے کے موزے پہنا ہوا ہے تو مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات جائز ہے کہ پیر سے موزہ نہ نکالے اور موزوں کے اوپری حصہ پر مسح کرلے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ موزہ طہارت کامل پر پہننا چاہیے۔ اور مدت مسح کا اعتبار وقت حدث سے کیا جائے گا۔

موزہ پر مسح میں فرض تین انگلی کی مقدار ہے جو پیروں کے اوپری حصہ پر ہو۔

اگر موزہ اتنا پھٹا ہو کہ چلنے میں تین انگل پیر کھل جائے تو ایسے موزہ پر مسح جائز نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص باوضو ہو اور ایک موزہ پیر سے اتنا کھینچ لے کہ پیر کا اکثر حصہ کھل جائے، یا مدۃ مسح ختم ہو جائے، دونوں صورتوں میں دونوں موزوں کو نکال لے اور

---

(1) چمڑے کے موزوں پر مسح: فوم یا زین کے ایسے دبیز موزے جن کو جوتے کی جگہ پہن کر میل دو میل چلا جا سکتا ہو وہ بھی چمڑے کے موزہ کے حکم میں ہیں۔ لہٰذا ان پر بھی مسح جائز ہے۔
چرمی موزہ کے اندر سوتی موزہ کا حکم: اگر سوتی موزہ پہن کر اوپر سے چرمی موزہ پہن لیا ہے تو اس چرمی موزہ پر مسح جائز ہے اندر سوتی موزہ ہونے سے کوئی حرج نہیں ہے۔

دونوں پاؤں وضو کی طرح دھل لے۔ پورے وضو کا دہرانا ضروری نہیں ہے۔

آخر الذکر صورت میں امام مالکؒ کے نزدیک پورا وضو از سر نو کرنا چاہیے۔

مقدار فرض مسح میں حضرت امام احمدؒ کے نزدیک پانچ انگلی کی مقدار ہے۔

مسنون طریقه: مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پانچوں انگلیوں کو پانی سے تر کر کے پیروں کے اوپر پنجوں کی طرف سے پنڈلی کی طرف کھینچ کر لے جائے۔

وضو کر لینے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (1)

اور دوگانہ ادا کرے۔

نواقض وضو (2)

۱- ہر وہ چیز جو بول و براز (3) کے دونوں راستوں میں سے کسی ایک سے نکلے۔

۲- نجاست بدن کے کسی حصہ سے نکل کر اس جگہ کی طرف بہہ جائے جس کا دھلنا وضو یا غسل میں ضروری ہے۔

۳- قے جو منھ بھر کر ہو خواہ کھانا ہو یا پانی یا پت یا جما ہوا خون سواء بلغم کے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر منھ سے بلغم نکلے اور وہ منھ بھر کر ہو تو ناقض وضو ہے۔

---

(1) ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سواء اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اے اللہ بنا دے مجھ کو خوب توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے پاک ہے تو اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور جھکتا ہوں تیری طرف۔

(2) وضو توڑنے والا (3) پاخانہ، پیشاب۔

اور اگر تھوک میں خون آجائے تو اگر اتنا ہو کہ اس سے تھوک کا رنگ سرخ ہوجائے تو یہ بھی ناقض وضو ہے۔

اگر تھوڑی تھوڑی ہی دیر میں تھوڑی تھوڑی قے کئی بار ہوئی تو پوری قے کو دیکھا جائے گا کہ اگر پوری قے ایک ہی بار ہوتی تو منہ بھر کی مقدار کو پہونچ جاتی یا نہیں؟ اگر منہ بھر کی مقدار کو پہونچ جاتی تو ناقض وضو ہے۔ اس اندازہ لگانے میں حضرت امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ اگر غثیان (1) متحد ہے تو اندازہ لگایا جائے گا ورنہ نہیں اور حضرت امام ابویوسفؒ کے نزدیک اگر مجلس (2) متحد ہے تو اندازہ لگایا جائے گا ورنہ نہیں۔

۴- سوجانا خواہ لیٹ کر یا ٹیک لگا کر یا ایسی چیز کا سہارا لے کر کہ اگر وہ سہارا کھینچ لیا جائے تو سونے والا گر پڑے ناقض وضو ہے۔ لیکن کھڑے کھڑے سوجانا یا بیٹھ کر بغیر ٹیک لگائے ہوئے یا حالت رکوع یا سجدہ میں ہیئت مسنونہ (3) پر رہتے ہوئے ناقض وضو نہیں ہے۔

۵- بیہوش ہوجانا خواہ کسی وجہ سے ہو۔

٦- پاگل ہوجانا۔

۷- رکوع وسجدہ والی نماز میں کھل کھلا کر ہنسنا۔

۸- مباشرۃ فاحشہ (4) بے پردہ اپنی شرمگاہ کو چھونا، مرد کا عورت کو بے پردہ ہاتھ لگانا امام اعظمؒ کے نزدیک ناقض وضو نہیں ہے۔

برخلاف دوسرے ائمہ کے کہ ان کے نزدیک اپنی شرمگاہ کو یا عورت کو بے پردہ ہاتھ لگانا ناقض وضو ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانا بھی ناقض وضو ہے۔

---

(1) متلی، قے کا سبب (2) جگہ یعنی ایک ہی جگہ کھڑے یا بیٹھے۔
(3) رکوع یا سجدہ کی وہ کیفیت جو سنت کے مطابق ہو۔ (4) شرمگاہ کو شرمگاہ سے لگانا۔

فصل در غسل

فرائضِ غسل

۱-کلّی کرنا۔ ۲-ناک میں پانی ڈالنا۔ ۳-پورے بدن کا دھلنا فرض ہیں۔

سننِ غسل (1)

غسل کا سنت طریقہ یہ ہے کہ (۱) پہلے دونوں ہاتھ دھوئے۔ (۲) اگر بدن پر کہیں نجاست حقیقی لگی ہوئی ہو تو اس کو صاف کرے۔ (۳) پھر وضو کرے۔ اگر غسل کی جگہ پر پانی جمع ہو تو پیر نہ دھلے بلکہ غسل کے ختم پر اونچی یا صاف جگہ پر آکر پیروں کو دھلے۔ (۴) پھر پورا بدن سر سے پیر تک تین بار دھلے۔

غسل میں مینڈھی چوٹی کا حکم

عورت نے اگر بالوں کی مینڈھی یا چوٹی باندھ رکھا ہے تو اسے کھول کر دھلنا ضروری نہیں ہے۔ بالوں کی جڑوں میں پانی پہونچا دینا کافی ہوگا۔

لیکن اگر مرد نے سر کے بالوں کو باندھ رکھا ہے تو بالوں کو کھول کر پوری طرح سر کو اور بالوں کو دھلنا ضروری ہے۔

فصل در نجاست حکمیہ (2)

نجاست کی دو قسمیں ہیں (۱) نجاست حقیقی (۲) نجاست حکمی۔

حقیقی وہ نجاستیں کہلاتی ہیں جن کو دیکھا جا سکتا ہو۔

نجاست حکمی وہ نجاست ہے جو دیکھنے میں نہ آئے لیکن شریعت اس پر نجاست کا حکم لگاتی ہو۔ جیسے وضو ٹوٹنا، غسل واجب ہونا اور ان کو حدث (3) کہتے ہیں۔

(1) غسل کی سنتیں (2) وہ کیفیت جس پر شریعت نجاست کا حکم لگاتی ہے۔

(3) حدث کی دو قسمیں ہیں جن سے وضو ٹوٹ جائے ان کو حدث اصغر اور جن سے غسل واجب ہو جائے ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

موجباتِ غسل (1)

(۱) جماع (2) کرنا خواہ قبل میں ہو یا دبر میں اگر چہ انزال (3) نہ ہو۔ (۲) شہوت (4) کے ساتھ منی کا نکلنا خواہ بیداری (5) میں ہو یا خواب (6) میں اگر خواب میں جماع کرتے دیکھا مگر انزال کا کوئی اثر نہیں پایا تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ (۳) حیض کا ختم ہونا۔ (۴) نفاس کا خون بند ہونا۔

مسائل حیض (7) ونفاس (8)

اقل مدۃ (9) حیض تین دن ہے اور اکثر مدّۃ (10) حیض دس دن۔ نفاس کی اکثر مدۃ چالیس دن ہے اور اقل مدۃ کی کوئی میعاد نہیں مذکورہ مدۃ کے اندر جس رنگ کا بھی خون ہو سواء خالص سفیدی کے حیض ونفاس کا خون شمار کیا جائے گا۔

پاکی کی اقل مدۃ پندرہ دن ہے۔ جو خون حیض میں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ دیکھا جائے وہ خون استحاضہ (11) ہوگا۔

اسی طرح نفاس میں چالیس دن کے بعد جو خون دیکھا جائے گا وہ بھی استحاضہ ہوگا جو کہ نماز وروزہ کے لیے مانع (12) نہیں ہے۔

اگر کسی عورت کو دس دن سے کم کی عادۃ ہو مثلاً ٦ یا ٧ دن کی عادت ہو اور کسی مہینہ میں اس سے زیادہ دن تک خون جاری رہا تو دس دن تک تو حیض ہی میں شمار ہوگا۔ لیکن اگر دس دن کے بعد بھی خون جاری رہا تو یہ بیماری کا خون ہوگا لہٰذا عادت کے اوپر جتنا بھی ہو سب خون استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

---

(1) وہ چیزیں جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (2) جماع، عضو مخصوص کو شرمگاہ میں داخل کرنا۔ اگر سپاری اندر چلی گئی تو غسل واجب ہو گیا (3) منی نکلنا (4) لذت، مزہ (5) جاگتے ہوئے۔ (6) سوتے ہوئے۔ (7) حیض وہ خون کہلاتا ہے جو عورتوں کو ہر مہینہ عادت کے مطابق آیا کرتا ہے۔ (8) نفاس وہ خون کہلاتا ہے جو بچہ کی ولادت کے بعد عورت کو آیا کرتا ہے۔ (9) حیض کی کم سے کم مدت (10) زیادہ سے زیادہ مدت۔ (11) بیماری کا خون (12) رکاوٹ

جس لڑکی کو پہلا حیض جاری ہوا دس دن تک خون حیض ہوگا اس کے بعد خون استحاضہ ہوگا۔

زمانۂ حیض یا نفاس میں ہر وقت خون جاری رہنا ضروری نہیں ہے درمیان میں خون بند بھی ہوتا ہے تو زمانۂ حیض ونفاس میں جو بندش کا وقت گذرتا ہے وہ بھی حیض و نفاس ہی کے حکم میں ہے، حیض کی ابتدا خون باہر دیکھنے کے وقت سے ہوتی ہے۔

احکام حیض ونفاس

حیض ونفاس سے نماز ساقط (1) ہو جاتی ہے اس کی قضا واجب نہیں، حیض و نفاس میں روزہ ممنوع ہے لیکن قضا واجب ہوگی، حیض ونفاس میں جماع (2) حرام ہے، حیض اگر دس روز سے کم میں ختم ہو جائے تو بغیر عورت کے غسل کیے ہوئے وطی (3) حلال نہ ہوگی مگر یہ کہ پاک ہونے کے بعد ایک نماز کامل کا وقت گزر جائے تو بغیر غسل کئے بھی وطی حلال ہے اور اگر حیض پورے دس روز پر منقطع (4) ہوا ہے تو بغیر غسل کئے بھی وطی جائز ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک۔

مگر اکثر ائمہ کے نزدیک بغیر غسل کسی صورت میں وطی جائز نہیں ہے۔

حالت حیض ونفاس و جنابت (5) میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا، مسجد میں داخل ہونا، کعبہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

قرآن پاک کو چھونا بھی جائز نہیں ہے۔

بے وضو قرآن چھونا

بے وضو قرآن پاک کا بے پردہ چھونا جائز نہیں ہے۔ مگر قرآن پاک پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی تختی یا کاغذ پر پوری آیت لکھی ہوئی ہے تو اس کو بھی بے وضو چھونا یا پہننا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر غلاف لگا ہوا ہو یا کسی خول میں ڈال لیا گیا ہو۔

(1) نماز کا حکم اتر جانا (2) ہمبستری (3) جماع کرنا (4) منقطع، بند (5) وہ حالت جس پر غسل واجب ہے۔

فصل در نجاسات حقیقیہ (1)

حلال گوشت جانوروں کا پیشاب، گھوڑے کا پیشاب، حرام گوشت پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے حلال گوشت پرندوں کی بیٹ پاک ہے سوا بطخ اور مرغی کے کہ انکی بیٹ نجس ہے۔ آدمی کا پیشاب۔ آدمیوں اور چوپایوں کا پاخانہ نجاست غلیظہ ہے۔ ایسے ہی کسی جانور کا بہتا ہوا خون، انگوری شراب، منی سب نجاست غلیظہ ہیں۔ بلی، چوہا، چھپکلی وغیرہ جیسے خانگی جانوروں کی بیٹ مکروہ ہے خنزیر، کتا، ہاتھی جیسے حرام گوشت جانوروں کا پاخانہ نجس ہے۔

احکام غلیظہ وخفیفہ

نجاست غلیظہ اگر رقیق (2) ہے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے گڑھے کی بقدر جو سکّہ درہم کے برابر ہوتا ہے۔ اور اگر غلیظ ہے تو ساڑھے چار ماشہ وزن کے بقدر معاف ہے۔

نجاست خفیفہ اگر کپڑے کے چوتھائی حصہ سے کم میں لگی ہوئی ہے تو معاف ہے اور کپڑے سے مراد کپڑے کا ہر جز و الگ الگ ہے۔ مثلاً تختہ، دامن، کلی، آستین سب الگ الگ کپڑے ہیں ان میں سے جس کسی پر نجاست لگی ہو اسکا چوتھائی حصہ معتبر ہوگا، پورے کپڑے کا چوتھائی مراد نہیں۔

معاف ہونے کے معنیٰ

معاف ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر نجاست مقدار عفو کے اندر ہے اور معلوم نہ ہونے یا دھلنے کا موقع میسر نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ نماز پڑھ لی گئی تو نماز درست ہوگی اور اس کی وجہ سے نماز قضا کرنا جائز نہ ہوگا، نہ نماز کا اعادہ کرنا

---

(1) وہ چیزیں جن کو شریعت ناپاک قرار دیتی ہے اور دیکھی جاسکتی ہیں۔ نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) غلیظہ (۲) خفیفہ (2) پتلی

لازم ہوگا نہ گنہگار ہوگا۔

پانی میں قلیل (1) نجاست کا اثر

نجاست خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ خواہ تھوڑی ہی ہو پانی کو ناپاک کر دینے کے لیے کافی ہے۔

ھدایت: لگی نجاست اگر مقدار عفو کے اندر ہے پھر بھی اس کو دھل لینا چاہیے۔ سوئی کی نوک جیسی پیشاب کی چھینٹیں معاف ہیں۔

پس خوردہ (2) اور پسینہ

آدمی کا جھوٹا اگر چہ وہ کافر ہی ہو، گھوڑے کا جھوٹا، حلال گوشت جانوروں کا جھوٹا اور ان کا پسینہ گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے۔

فصل در تطہیر (3)

نجاست حکمی سے طہارت صرف ان پانیوں سے حاصل کی جا سکتی ہے جو آسمان سے اترے یا زمین سے نکلے جیسے بارش، دریا، کنواں، یا چشمہ کا پانی لہٰذا درخت یا پھل سے نکالے گئے پانی سے وضو یا غسل نہیں ہوگا۔ جیسے تربوز، انگور یا کیلا وغیرہ کا پانی۔

اگر پاک پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے جیسے مٹی، صابن، زعفران وغیرہ تو ایسے پانی سے وضو جائز ہے۔ بشرطیکہ پانی کی رقت (4) دور نہ ہوئی ہو۔

اگر پاک چیز پانی میں اتنی شامل ہوگئی کہ پانی گاڑھا ہوگیا، یا پانی اور مخلوط

---

(1) تھوڑی نجاست (ناپاکی) (2) جھوٹا، کھانے یا پینے سے بچا ہوا (3) پاک کرنا (4) پتلا پن

مقدار عفو: پتلی نجاست جیسے پیشاب یا شراب وغیرہ میں مقدار عفو۔ ایک سکہ دِرہم ہے اور گاڑھی نجاست جیسے پاخانہ گوبر وغیرہ میں مقدار عفو ایک مثقال ہے۔

چیز دونوں برابر ہو گئے یا پانی کم اور مخلوط (1) کی مقدار بڑھ گئی۔ مثلاً ایک سیر پانی میں ایک سیر گلاب شامل ہو گیا۔ یا شامل چیز نے پانی کا نام بدل دیا۔ مثلاً اس کا نام شوربا، یا گلاب، یا سرکہ وغیرہ پڑ گیا۔ ان سب صورتوں میں اس سے وضو یا غسل جائز نہ ہوگا۔

لیکن ایسے پانیوں سے نجاست حقیقی دور کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا ناپاک کپڑا ایسے پانی سے دھلنا جائز ہوگا۔

یہ مسلک حضرت امام اعظمؒ کا ہے۔ لیکن حنفیہ میں سے حضرت امام محمدؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک جائز نہیں ہوگا۔

خشک گاڑھی منی اگر کپڑے پر ہو اور اس کو کھرچ کر دور کر دیا جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔

چاقو، چھری جیسی چیزیں صرف پونچھ دینے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور اس پر نجاست کا اثر باقی نہ رہے تو ایسی زمین پر نماز پڑھی جاسکتی ہے لیکن اس پر تیمم نہیں کیا جاسکتا۔

ایسے ہی دیوار، بچھی ہوئی اینٹیں، درخت، غیر کٹی ہوئی گھاس وغیرہ بھی خشک ہو کر اثر نجاست (2) زائل (3) ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ لیکن کٹی ہوئی

---

(1) ملی ہوئی چیز (2) نجاست کا جسم (3) دور

سکۂ درہم: ایک درہم کی مقدار ۱ء۱ انچ یعنی ۲ء۷۵ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

مثقال: ایک مثقال کا وزن پانچ ماشہ یعنی ۴ء۸۶ گرام ہوتا ہے۔

پٹرول سے ازالۂ نجاست: پٹرول وہ سیال (پانی جیسی بہنے والی چیز) ہے جس میں پروردگار نے گندگی کو صاف کرنے کی صلاحیت رکھی ہے اس سے وضو یا غسل تو جائز نہیں ہے لیکن دیکھی جانے والی نجاست کی صفائی اور ایسے ہی کپڑے کی دھلائی جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایسی چیزوں سے نجاست حقیقی دور کی جاسکتی ہے مگر نجاست حکمی ایسی چیزوں سے دور نہیں ہوتی اس کے لیے پاک پانی کا ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

گھاس بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی۔

وہ نجاست جو دکھ رہی ہو اس کو اتنا دھلنے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے کہ عین نجاست زائل ہو جائے۔امام اعظمؒ کے نزدیک۔

اور بعض دوسرے ائمہ کا کہنا یہ ہے کہ عین نجاست کو زائل کرنے کے بعد تین بار دھونا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو نچوڑنا بھی چاہیے۔

اور اگر نچوڑنا ممکن نہ ہو تو اتنا خشک کر لینا چاہیے کہ پانی نہ ٹپکے۔

اور وہ نجاست جو دکھ نہ رہی ہو اس کو تین بار یا سات بار دھونا چاہیے اور ہر بار نچوڑنا چاہیے۔

گوبر جو آگ میں جلنے کے بعد راکھ ہو جائے امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہے نہ کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک۔

ایسے ہی گدھا اگر نمک سار میں گر کر نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک پاک قرار دیا جائے گا نہ کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک۔

مردار کی کھال دباغت (1) دینے کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔

آبِ کثیر (2) اور آبِ جاری (3) نجاست پر سے گذر جائیں یا نجاست ان میں آپڑے ناپاک نہیں ہوتے، بشرطیکہ نجاست کا اثر، رنگ، مزہ، بو، پانی میں ظاہر نہ ہو جائے، لہٰذا اگر نجاست کا اثر پانی میں ظاہر ہو گیا تو زیادہ پانی بھی ناپاک قرار دیا جائے گا۔

اگر کتا جاری پانی کی نالی میں بیٹھ گیا یا کوئی مردار نالی میں گر پڑا یا پرنالہ کے بغل میں نجاست آپڑی اور چھت کا پانی اسی پرنالہ سے جاری ہو ان سب صورتوں میں اگر پانی کا اکثر حصہ ان نجس چیزوں سے مل کر بہہ رہا ہے تب تو پانی ناپاک قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں۔آبِ قلیل تھوڑی نجاست سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔

(1) بجھانا، پکالینا (2) زیادہ پانی (3) بہتا پانی

آب کثیر(1)وآب قلیل

آب کثیر اکثر ائمہ کے نزدیک وہ پانی ہے جو دو مٹکا ہو جن میں کم از کم ہندوستانی وزن کے اعتبار سے پانچ من ۲۵ سیر (2) پانی ہو۔ مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک آب کثیرہ وہ پانی ہے جس کے گڑھے کے ایک کنارہ کو حرکت دینے سے دوسرے کنارہ کو حرکت نہ ہو۔ متأخرین علماء حنفیہ نے اس کا اندازہ دہ دردہ (3) مقرر کیا ہے۔ یعنی جس گڑھے میں وہ پانی ہے اس کی پیمائش کم از کم دس ہاتھ لمبی دس ہاتھ چوڑی ہو۔

احکامِ چاہ(4)

کنویں میں اگر کوئی جانور گر کر مر جائے تو دیکھا جائے کہ پھول پھٹ گیا ہے یا نہیں؟ اگر پھول گیا یا پھٹ گیا ہے تو کنویں کا پورا پانی نکالا جائے گا۔ اگر پھولا پھٹا نہیں ہے تو دیکھا جائے کہ گر کر مرنے والا جانور بڑا ہے یا چھوٹا یا متوسط۔ اگر جانور بڑا ہے تو پورا پانی نکالا جائے گا۔ جیسے بلّی اور اس سے بڑے جانور۔ اگر کئی چھوٹے جانور ہوں مثلاً تین کبوتر گر کر مر جائیں تو وہ بھی بڑے جانور بلی وغیرہ کے حکم میں آ جائیں گے۔

اور اگر جانور چھوٹا ہے تو دیکھنا چاہیے کہ چوہا یا گوریاّ سے چھوٹا ہے یا بڑا۔ اگر بڑا ہے جیسے کبوتر تو متوسط ہے۔ متوسط جانور میں چالیس سے ساٹھ ڈول تک پانی

---

(1) آب۔ پانی۔ کثیر، زیادہ۔ قلیل، تھوڑا۔ (2) تقریباً سوا دو کنٹل مالا بد منہ ص ۲۲

(3) دہ دردہ وہ گڑھا یا ٹنکی کہلائیگی جس کے طول وعرض کا کل رقبہ سو ذراع ہو عربی میں ذراع ہاتھ کو کہتے ہیں اور ایک ہاتھ کی پیمائش موجودہ دور میں ڈیڑھ فٹ ہوتی ہے جیسا کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے اوزان شرعیہ میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ لہٰذا جو گڑھا یا ٹنکی ۱۵ فٹ چوڑائی میں ہو اس کو دہ دردہ کہیں گے۔ جس کا مربع ۲۲۵ فٹ اور میٹرک پیمانہ سے ۲۰ء۹ میٹر ہوگا اور گہرائی اتنی معتبر ہے کہ چلو بھرنے سے زمین نہ کھلے۔ (امداد الاوزان ص ۲۳) (4) کنوئیں کے مسائل

نکالا جائے گا۔ اور اگر چھوٹا ہے جیسے چوہا، گوریا وغیرہ تو بیس سے تیس ڈول تک پانی نکالا جائے گا۔ لیکن اگر دو تین چھوٹے جانور گر جائیں تو ان پر بھی متوسط جانوروں کا حکم لگ جائے گا۔ مثلاً ۳ گوریا پر ایک کبوتر کا حکم لگے گا۔

ھدایت: یاد رکھنا چاہیے کہ کنویں میں اگر نجاست حقیقیہ گر جائے خفیفہ ہو یا غلیظہ قلیل ہو یا کثیر اور کنواں دہ در دہ نہ ہو تو کنواں کا پانی ناپاک ہو جائے گا اور پورا پانی نکالا جائے گا۔

فصل در تیمّم

اگر نماز پڑھنے والا پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو پانی کے ایک میل (1) دور ہونے کے سبب سے یا بیماری لگ جانے کے سبب سے یا مرض بڑھ جانے کے سبب سے یا شفا میں دیر ہونے کے خطرہ سے یا دشمن یا درندہ کے خطرہ سے یا پینے کے لیے پانی باقی نہ رہنے کے خطرہ سے یا پانی نکالنے کا سامان موجود نہ ہونے کے سبب سے ایسی تمام صورتوں میں جائز ہے کہ وضو اور غسل کے بجائے تیمم کر لے۔

---

(1) چار ہزار قدم۔ میل شرعی۔ کتاب میں مذکور میل سے مراد میل شرعی ہے جس کی مسافت چار ہزار قدم یا دو ہزار گز ہے جس کی مقدار میٹرک پیمائش سے ۱۸۲۸ء۴۰ میٹر ہے۔ (امداد الاوزان ص ۱۴)

موٹر سے کنوئیں کی صفائی: اگر کنواں میں ناپاکی گر جائے تو پہلے ناپاک شئی کو نکالا جائے پھر احکام چاہ میں لکھے گئے اصول کے مطابق یہ متعین کیا جائے کہ کتنا پانی نکالنا مقصود ہے پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کر لیا جائے اور پانی کی مطلوبہ مقدار موٹر کے ذریعہ نکال دی جائے۔ اگر پورے کنوئیں کا انخلاء مقصود ہو تو کنوئیں میں موجود پانی کا اندازہ مقرر کر لیا جائے اور اتنی مقدار پانی نکالا جائے اگر چہ نیچے سے پانی کی آمد کا تسلسل قائم ہو اتنی مقدار پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

فائدہ: کاغذ سے استنجا۔ وہ کاغذ جو لکھنے پڑھنے کے کام آتے ہیں آلۂ علم، قابل احترام ہیں بلا مجبوری ان سے استنجا مکروہ ہے۔ لیکن وہ کاغذ جو لکھنے پڑھنے کے بجائے خاص اسی عمل کے لیے تیار کیے گئے ہیں اور ان کو کتابت میں استعمال کرنا رائج نہیں ہے ان سے استنجا جائز ہے۔

تیمم جنس ارض پر ہاتھ مار کر کیا جاتا ہے جیسے مٹی، ریت، چونہ کنکر، پتھر (1)، بشرطیکہ پاک ہو۔

تیمّم کا طریقہ

پہلے (2) نیت کرے پھر دونوں پنجہ زمین (3) پر مار کر ایک بار پورے چہرہ کو مل لے۔ پھر دوبارہ دونوں پنجہ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک مل لے۔ یہ تین چیزیں تیمم میں فرض ہیں۔ اگر چہرہ یا ہاتھ میں ناخن برابر بھی ایسی جگہ باقی رہ گئی جہاں ہاتھ نہ پہونچا ہو تو تیمم درست نہیں ہوگا۔ لہٰذا انگلیوں کا خلال بھی کرنا چاہیے۔ اور اگر انگوٹھی پہنا ہو تو انگوٹھی کو ادھر ادھر کر کے ہاتھ پہونچا لینا چاہیے۔

احکامِ تیمّم

تیمم قبل از وقت (4) بھی جائز ہے۔ ایک تیمم سے کئی نمازیں فرائض ونوافل پڑھی جا سکتی ہیں۔ اگر پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا تو تیمم باطل ہو جائے گا۔ اگر چہ یہ قدرت عین نماز میں حاصل ہوئی ہو پس وضو کر کے از سرِ نو نماز ادا کرے۔

اگر نمازی کا بدن یا کپڑا ناپاک ہے اور وہ نہ تو پانی کے استعمال پر قادر ہے نہ بقدر ستر عورت (5) اس کے پاس دوسرا کپڑا ہے تو ایسی صورت میں ناپاک کپڑے میں ہی نماز جائز ہے۔

---

(1) پتھر خواہ سرخ ہو یا سیاہ، یا مرمر کوئی بھی ہو۔ (2) مٹی سے پاکی حاصل کرنے کی (3) زمین سے مراد پاک حصہ زمین یا پاک مٹی ہے۔ (4) نماز کا وقت ہونے سے پہلے۔ (5) ستر چھپانے کے برابر۔

کتاب الصلوٰۃ (1)

نماز کی فرضیت

ہر عاقل، بالغ، مسلمان پر جو حیض ونفاس سے پاک ہو وقت نماز آنے سے نماز فرض ہو جاتی ہے۔

نماز کا وقت اتنا تھا کہ تکبیر (2) تحریمہ کہہ کر نماز کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے ایسے وقت میں کوئی کافر مسلمان ہوا یا بچہ بالغ ہوا یا مجنون عاقل ہوا نماز اس پر فرض ہو گئی۔ حیض ونفاس ایسے وقت میں ختم ہوا کہ غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہو گئی۔

فصل در اوقات نماز

نماز فجر: کا وقت طلوع (3) صبح صادق (4) کے بعد سے طلوع آفتاب کے شروع تک ہے۔

نماز ظہر: کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہے یہاں تک کہ ہر چیز

---

(1) نماز کا بیان (2) پہلی بار اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھی جاتی ہے اسی کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ کیونکہ نیت باندھ لینے کے بعد نماز کے علاوہ ہر عمل حرام ہو جاتا ہے۔ (3) نکلنا، ظاہر ہونا، آفتاب سورج زوال ڈھلنا۔ (4) صبح دو طرح کی ہوتی ہے پہلی کو کاذب دوسری کو صادق کہتے ہیں۔ صبح کاذب آخری پہر رات کی وہ روشنی ہے جو لمبائی میں مشرق سے مغرب کو نمودار ہوتی ہے پھر غائب ہو جاتی ہے۔ صبح صادق آخری پہر رات کی وہ روشنی ہے جو مشرق سے اتر سے دکھن تک چوڑائی میں پھیلی ہوئی نمودار ہوتی ہے۔ اور اوپر کو چڑھتی ہوئی چلی آتی ہے یہاں تک کہ پورے آسمان پر چھا جاتی ہے۔ یہ قائم رہتی ہے غائب نہیں ہوتی اس کے پیچھے آفتاب عالمتاب کا ظہور ہوتا ہے۔

کا سایہ اس کا ایک گنا ہو جائے علاوہ سایۂ اصلی (1) کے۔

یہ قول حضرات صاحبین رحمہم اللہ و دیگر ائمہ کا ہے اور حضرت امام اعظمؒ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔ مگر حضرت امام اعظمؒ کی مفتیٰ بہ روایت یہ ہے کہ وقت ظہر باقی رہتا ہے یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کا دو گنا ہو جائے علاوہ سایۂ اصلی کے۔

وقت عصر: دونوں قول کے مطابق وقت ظہر ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صحیح وقت اتنی دیر تک رہتا ہے کہ سورج کی روشنی پیلی پڑ جائے۔ اس کے بعد سے غروب آفتاب تک مکروہ وقت ہے لہٰذا اس میں کوئی دوسری نماز فرض یا نفل جائز نہیں ہے سوا اسی دن کی عصر کی نماز کے کہ عصر ابھی باقی رہ گئی ہے تو اس وقت میں بھی ادا کر لینا چاہیے بکراہت تحریمی۔

وقت مغرب: غروب آفتاب (2) کے بعد مغرب کا وقت ہے یہاں تک کہ شفق غروب ہو جائے۔

شفق سے مراد اکثر علماء کے نزدیک شفق احمر (3) ہے لیکن حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک شفق ابیض (4) ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ غروب آفتاب کے بعد جب بکثرت ستارے نکل آویں تو وقت مغرب مکروہ ہو جاتا ہے بکراہت تنزیہی

وقت عشاء: دونوں قول کے مطابق وقت مغرب ختم ہونے کے بعد وقت عشاء ہے آدھی رات تک اس کے بعد جمہور (5) علماء کے نزدیک وقت عشاء ختم ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک طلوع صبح صادق سے قبل تک وقت عشاء باقی رہتا ہے۔ مگر کراہت تحریمی کے ساتھ۔

وقت وتر: نماز عشاء کے بعد وتر کا وقت ہے طلوع صبح صادق تک

---

(1) سورج جب نصف النہار پر ہو اس وقت جو سایہ ہوتا ہے وہی اصلی معتبر ہے۔ (2) سورج ڈوبنا۔
(3) سورج ڈوبنے کے پیچھے جو سرخی ہوتی ہے۔ (4) سرخی کے پیچھے جو سفیدی ہوتی ہے۔
(5) جمہور علماء سے مراد اکثر فقہاء رحمہم اللہ ہیں۔

استحباب تاخیر (1) در بعض نماز

گرمیوں میں نماز ظہر میں تاخیر کرنا یہاں تک کہ دھوپ کی تمازت (2) کم ہو جائے۔ نماز عشاء میں اتنی تاخیر کہ ایک تہائی رات ہو جائے۔ صبح کی نماز صبح کی روشنی میں ادا کرنا کہ اگر نماز میں کوئی فساد ظاہر ہو تو قراءۃ مسنونہ کے ساتھ نماز دہرائی جا سکے مستحب ہے۔ باقی عصر و مغرب میں تعجیل (3) بہتر ہے لیکن انتظار جماعت کے لیے ان میں بھی تاخیر کی جا سکتی ہے۔

اوقات مکروہہ

بوقت طلوع آفتاب (4)، نصف النہار (5)، غروب آفتاب، سواء اسی دن کی عصر کے کوئی نماز جائز نہیں ہے نہ سجدۂ تلاوت اور نہ نماز جنازہ۔ لیکن اگر جنازہ کی تیاری اسی وقت میں مکمل ہوئی ہو تو اسی وقت میں نماز جنازہ جائز ہے۔

اور فجر کے وقت میں سواء سنت فجر کے اور بعد عصر مغرب تک نفل نماز مکروہ ہے۔ اور قضا جائز ہے۔

اذان واقامت (6)

ہر اداء یا قضاء نماز کے لیے اذان واقامت مردوں کے لیے مسنون ہے خواہ حضر (7) میں ہو یا سفر میں۔ مسافر کے لیے اذان کا ترک مکروہ ہے۔ جو شخص گھر میں نماز ادا کر رہا ہو اس کے لیے مسجد کی اذان کافی ہے۔

---

(1) وقت کے اندر رہتے ہوئے لیٹ کرنا۔ (2) گرمی (3) جلدی کرنا (4) سورج نکلتے وقت (5) جس وقت سورج بیچ آسمان میں بلندی کی آخری حد پر ہوتا ہے کہ اس کے بعد نیچے کو جھکتا ہے۔ اسی وقت کو نصف النہار کہا جاتا ہے۔ بلندی کی اس آخری حد سے ذرا ہٹتے ہی نیچے کو جھک جاتا ہے اس لیے اس کو زوال کا وقت کہتے ہیں زوال ہوتے ہی وقت ظہر شروع ہو جاتا ہے۔ (6) تکبیر کہنا (7) اپنے گھر مقیم۔

کلمات اذان (1) مشہور ہیں اس لیے یہاں لکھے نہیں گئے۔

فصل در شرائط نماز

شرائط نماز میں مصلّی (2) کے لباس و بدن کا پاک ہونا ہے۔ نجاست حقیقی و حکمی سے۔ جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔ قبلہ کی طرف رخ کرنا۔ ستر کا چھپا ہوا ہونا۔ مرد کا ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک، باندی کا ستر بھی یہی ہے۔ آزاد عورت کا ستر پورا بدن ہے علاوہ چہرہ، ہتھیلی، اور قدم کے اور نیت کرنا، اور نماز کا وقت ہونا۔ مرد یا عورت کے اعضاء ستر میں سے جس عضو کا بھی چوتھائی حصہ کھل جائے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ لہٰذا عورت کے لٹکے ہوئے بالوں میں سے اگر چوتھائی حصہ کھل جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی بایں وجہ کہ عورت کے لٹکے ہوئے بال ایک عضو ہیں۔

نوازل میں لکھا ہے کہ عورت کی آواز بھی ستر میں داخل ہے لہٰذا اس کو جہری قراءۃ نہیں کرنا چاہیے۔

---

(1) اللہ اکبر ۲ بار اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۲ بار اشہد ان محمدا رسول اللہ ۲ بار حیّ علی الصلوۃ ۲ بار حیّ علی الفلاح ۲ بار اور فجر کی اذان میں اس کے بعد الصلوۃ خیر من النوم ۲ بار پڑھا جائے فجر کے علاوہ باقی نمازوں کی اذان میں حیّ علی الفلاح کے بعد فجر میں الصلاۃ خیر من النوم کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ ایک بار۔

اقامت کے کلمات بھی یہی ہیں فرق اتنا ہے کہ کسی اقامت میں الصلوۃ خیر من النوم نہیں کہیں گے دوسرا فرق یہ ہے کہ ۲ بار والے کلمات کو تکبیر میں ایک سانس میں ادا کرنا چاہئے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ حی علی الفلاح کے بعد ۲ بار ایک سانس میں قد قامت الصلوۃ کہنا چاہئے اس کے بعد آخری کلمات اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ کہنا چاہئے؟ اذان و اقامت کے کچھ اور اوضاع بھی فقہاء رحمہم اللہ سے منقول ہیں۔ مگر اکثر عالم میں شیوع اسی وضع کو حاصل ہے تقریباً جمہور امت کا معمول بہا یہی ہے اس لیے اسی پر اختصاراً اکتفا کیا گیا۔ فقط واللہ اعلم

(2) نماز پڑھنے والا

جس شخص کے پاس ستر چھپانے بھر کو کپڑا نہ ہو اس کو جائز ہے کہ برہنہ نماز پڑھے۔

اگر قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکے تو تحری کرے یعنی اپنی عقل سے غور وفکر کے ذریعہ سمت معلوم کرے جس سے قبلہ ظن غالب میں متعین ہو جائے اسی کو قبلہ سمجھ کر اسی رخ پر نماز ادا کرے، لیکن بغیر تحری نماز جائز نہ ہوگی۔

جو شخص قبلہ کی طرف رخ کرنے پر قادر نہ ہو خواہ کسی سبب سے وہ جس رخ پر قادر ہو نماز ادا کرے۔

نفل نماز سواری پر بیٹھے ہوئے جس رخ بھی سواری چل رہی ہو جائز ہے۔

نوافل وسنن کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے لیکن فرائض وواجبات کی ادائیگی کے لیے تکبیر تحریمہ کے ساتھ تعیین نیت ضروری ہے بایں طور کہ فرض پڑھ رہا ہے یا واجب اور مثلاً ظہر ہے یا عصر۔

مقتدی پر اقتداء کی نیت بھی لازم ہے نیت میں تعیین رکعات شرط نہیں ہے۔

فصل در ارکان نماز

نماز کے وہ فرائض جو نماز میں داخل ہیں ان میں ایک تکبیر تحریمہ ہے، دوسرا قیام، تیسرا رکوع، چوتھا سجدہ، پانچواں قعدہ اخیرہ، چھٹا قراءۃ کرنا فرض کی اوّل دو رکعتوں میں، وتر ونوافل وسنن کی ہر رکعت میں۔ لیکن حضرت امام شافعی وامام احمد بن حنبل رحمہا اللہ کے نزدیک فرائض ونوافل کی ہر رکعت میں قراءت کرنا ہے۔ ساتواں فرض اپنے کسی عمل کے ذریعہ بالارادہ (1) نماز ختم کرنا حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک۔

---

(1) یعنی اس ارادہ کے ساتھ کہ میں نماز ختم کر رہا ہوں ایسا کوئی عمل کرے جو نماز کے اندر نہیں کیا جاتا مثلاً رخ پھیر لینا، کسی سے بات کر لینا، یا حدث لاحق کرنا، یا السلام علیکم کہہ کر رخ بدل دینا۔

قومہ (1) ، جلسہ (2) اور تعدیل ارکان (3) حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فرض ہے لیکن جمہور کے نزدیک فرض نہیں ہے۔

قراءۃ کی فرضیت کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ کم از کم تین چھوٹی آیتوں مانند سورۂ کوثر کی تلاوت کی جائے یا ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کی برابر ہو۔

حضرت امام شافعی و امام احمد رحمہا اللہ کے نزدیک سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور ان کے نزدیک بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔

سجدہ میں پیشانی اور ناک کا زمین پر رکھ دینا فرض ہے لیکن ضرورت کے وقت ان دونوں میں سے ایک پر اکتفا (4) کرنا جائز ہے۔ مگر حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلی، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر رکھنا فرض ہے۔

ارکان نماز کے درمیان ترتیب قائم رکھنا سواء سجدۂ دوم کے فرض ہے لہٰذا اگر ایک رکعت میں ایک سجدہ کیا دوسرا سجدہ کرنا بھول گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی دوسری رکعت میں دوسرے بھولے ہوئے سجدہ کی قضا کرلے مگر اس صورت میں سجدۂ سہو ضروری ہوگا۔

قعدۂ اولیٰ و قعدۂ اخیرہ اور تشہد کا پڑھنا امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے مگر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے۔

درود شریف پڑھنا قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک فرض ہے۔ اور امام اعظمؒ کے علاوہ باقی تینوں اماموں کے نزدیک سلام (5) فرض

---

(1) رکوع اور سجدہ کے درمیان سیدھے کھڑے ہونا۔ (2) دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ (3) ہر رکن کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے ادا کرنا۔ (4) کفایت کرنا، کافی سمجھنا۔ (5) السلام علیکم کہہ کر نماز ختم کرنا۔

اور رکن نماز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے۔

تکبیراتِ انتقال (1) اور رکوع میں ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدہ میں ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور قومہ میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور دو سجدوں کے درمیان میں رَبِّ اغْفِرْ لِیْ (2) کہنا امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے لیکن اگر بھول گیا تو ان کے نزدیک بھی نماز ہو جائے گی باطل نہیں ہوگی۔ دوسرے ائمہ کے نزدیک یہ چیزیں فرض نہیں ہیں

مقتدی (3) پر قراءۃ کرنا صرف امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے۔ باقی ائمہ کے نزدیک فرض نہیں ہے بلکہ امام اعظمؒ کے نزدیک مقتدی کے لیے قراءۃ جائز نہیں ہے۔

فصل در واجبات نماز

نماز کے واجبات امام اعظمؒ کے نزدیک پندرہ ہیں۔ (۱) سورہ فاتحہ پڑھنا (۲) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا کم از کم تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت کی تلاوت کرنا فرض کی پہلی دو رکعتوں میں، واجبات، نوافل و سنن کی ہر رکعت میں۔ (۳) قراءۃ کے لیے اول دو رکعتوں کی تعیین۔ (۴) بالترتیب ایک کے بعد دوسرا رکن ادا کرنا۔ (۵) تعدیل ارکان (۶) قومہ۔ (۷) جلسہ۔

فتاویٰ قاضیخاں میں ہے کہ اگر نمازی رکوع میں گیا اور وہیں سے سجدہ میں چلا گیا اور قومہ نہیں کیا تو حضرات طرفین کے نزدیک نماز جائز ہو گی مگر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

---

(1) اٹھنے، جھکنے کے وقت تکبیر کہنا۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف آنے کو انتقال کہتے ہیں چونکہ حالت بدلنے کے وقت تکبیر کہنا مشروع ہے اس لیے ان تکبیرات کو تکبیرات انتقال کہا جاتا ہے۔ (2) اے میرے رب مجھ کو بخش دے۔ (3) امام کی ماتحتی قبول کرنے والا۔

(۸) قعدہ اولیٰ (1) کرنا۔ (۹) قعدہ میں تشہد پڑھنا۔ (۱۰) پے در پے (2) ارکان کو ادا کرنا۔ لہٰذا اگر رکوع کو مکرر کیا یا دو سجدہ کے بعد تیسرا سجدہ کرلیا یا قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھا اور تیسری رکعت میں دیر کیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (۱۱) قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنا۔ (۱۲) امام کا بالجہر (3) قراءۃ کرنا فجر میں، اور مغرب وعشاء کی اول دو رکعتوں میں، جمعہ وعیدین میں اور بالسر (4) قراءۃ کرنا ظہر وعصر اور دن کے نوافل میں۔ (۱۳) نماز ختم کرنا لفظ السلام علیکم کے ساتھ (۱۴) وتر کی نماز میں دعاءِ قنوت پڑھنا۔ (۱۵) عیدین کی تکبیرات زوائد۔ (5)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض اور واجب میں فرق ہے۔ فرض چھوڑنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے اور ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے پس اگر سجدۂ سہو کرلیا نماز درست ہوجائے گی اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز کا اعادہ (6) کرنا ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی واجب قصداً (7) چھوڑ دے اعادہ لازم ہوگا۔

دوسرے ائمہ فرض اور واجب میں فرق نہیں کرتے۔ اس کے باوجود بعض واجبات اور بعض سنتوں کے ترک پر سجدۂ سہو لازم قرار دیتے ہیں۔

سجدۂ سہو (8)

سجدۂ سہو یہ ہے کہ آخر نماز میں ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ کرے اور تشہد، درود، دعا حسب دستور (9) پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کرلیا (10) تو یہ بھی جائز ہے۔

---

(1) التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھنا۔ (2) یعنی ایک رکن کے بعد دوسرا رکن بالترتیب ادا کرنا۔ (3) بالجہر قرآن شریف کو اتنی آواز سے پڑھنا کہ کم از کم مقتدی سن سکیں۔ (4) آہستہ (5) تین تکبیریں اول رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قراۃ کے بعد رکوع سے پہلے کی تکبیرات زوائد کہلاتی ہیں۔ (6) دوہرانا (7) جان بوجھ کر۔ (8) بھول چوک کا سجدہ۔ (9) معمول کے مطابق (10) یعنی سلام پھیر کر سجدہ میں نہیں گیا بلکہ التحیات پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا گیا تو یہ بھی جائز ہے۔

اگر ایک نماز میں کئی واجب بھول سے چھوٹ گئے تو بھی ایک ہی سجدۂ سہو سے کفایت ہو جائے گی۔

سجدۂ سہو میں مقتدی اور مسبوق (1) کو امام کی تابعداری کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر مسبوق اپنی علیٰحدہ نماز میں بھول کرتا ہے تو اس کو الگ سے سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔
اگر سلام پھیر دینے کے بعد سجدۂ سہو یاد آیا تو جب تک قبلہ سے رخ نہ پھیرا ہو یا بات نہ کیا ہو سجدہ کر لے۔

فصل در جماعت

پنجگانہ نمازوں میں جماعت فرض ہے امام احمدؒ کے نزدیک لیکن ان کے نزدیک منفرِد (2) کی نماز بھی درست ہے امام شافعیؒ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ (3) ہے۔

امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے لہٰذا اگر سنت پڑھنے سے خطرہ ہو کہ جماعت فوت ہو جائے گی تو سنت فجر جیسی مؤکدترین سنت بھی ترک کر کے جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔
اگر کسی مسلم بستی کے تمام لوگ ترک جماعت کی عادت بنالیں تو ان سے جہاد جائز ہوگا۔

---

(1) جو نماز کی جماعت میں ایک دو رکعت ہو چکنے کے بعد شامل ہوا۔
احکام مسبوق و لاحق: مسبوق کا حکم یہ ہے کہ اپنی چھوٹی ہوئی نماز منفرد کی طرح پوری کرلے۔ لاحق کا حکم یہ ہے کہ اپنی درمیان کی چھوٹی ہوئی نماز بلاقرأۃ اسی طرح ادا کرے جیسے امام کے پیچھے کیونکہ یہ اب بھی حکماً مقتدی ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جہاں سے نماز کو چھوڑا تھا وہیں سے شروع کرے بلاقراۃ جلدی جلدی پڑھ کر امام جس رکن میں ہو اس میں آشامل ہو۔
(2) تنہا نماز پڑھنے والا شخص۔ (3) جس کا کرنا تو تمام مسلمانوں پر ضروری ہو، لیکن بعض کے انجام دینے سے بقیہ سے اس کا حکم ساقط ہو جائے، جیسے جہاد، نمازِ جنازہ

عورتوں کی جماعت

صرف عورتوں کی جماعت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے باقی دوسرے

تراویح میں حافظ قرآن عورت کی امامت

اگر عورت حافظ قرآن ہے اور تراویح میں ختم کلام پاک پڑھنا چاہتی ہے تو عورتوں کی جماعت بنا کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو اور مقام محصور و محفوظ ہو۔

قال محمد اخبر نا ابو حنیفه عن حماد عن ابراهیم عن عایشةؓ ام المؤمنین انها کانت تؤم النساء فی شهر رمضان فتقوم وسطاً (کتاب الآثارص) ۱۰۸

ترجمہ: فرمایا امام محمدؒ نے کہ ہم سے بیاں کیا امام ابوحنیفہؒ نے انہوں نے نقل کیا حمادؒ سے انہوں نے ابراہیم نخعیؒ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ام المؤمنین عورتوں کی امامت کرتیں تھیں رمضان کے مہینہ میں اور کھڑی ہوتی تھیں درمیان میں۔

قال الامام علاء الدین الکاسانی الحنفی رحمه الله فی البدائع علی ص ۱/۲۶۸ المرأة تصلح للامامة فی الجملة حتی لو امت النساء جاز و ینبغی ان تقوم وسطهن لما روی عن عائشه رضی الله عنها انها امت وقامت وسطهن و امت ام سلمةؓ نساءً وقامت وسطهن. وقال آخرا. الاان جماعتهن مکروهة عندنا.و عندالشافعی مستحبة کجماعة الرجال ویروی فی ذالک احادیث لکن تلک کانت فی ابتداء الاسلام. ثم نسخت بعد ذالک و قال الشیخ خلیل احمد رحمه الله فی البذل علی ص ۲۱۰/۴.

و قال القاری فی شرح النقایة قال فی شرح المجمع فعلن ای عائشه علیها و ام سلمةؓ کذالک حین کانت جماعتهن مستحبة ثم نسخ الاستحباب اقول الاظهر ان الکراهة محمولة علیٰ ظهورهن وخروجهن والجواز علیٰ تسترههن فی بیوتهن. انتهیٰ

و قال الشیخ زکریا رحمة الله فی تعلیقه علی البذل علی ص ۲۰۹/۴

قال المؤفق اختلفت الروایة عن احمد علیه فعنه مستحب وبه قال الشافعی واسحاق وابو ثور وعنه غیر مستحب وقال اصحاب الرأیه مکروه وان فعلن اجزائهن و قال الشعبی والنخعی وقتادة لهن ذالک فی التطوع دون الفرض وافتی استاذی الشیخ المفتی نظام الدین نور الله مرقدة رئیس المفتین فی دار العلوم بدیو بند فی فتاواه التی حررها باربعة عشر مضت من رجب سنة تسع عشر و اربعمأة بعد الالف من الهجرة النبویة علی صحبها الصلوٰة والسلام. بقیہ آئندہ صفحہ پر:

ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے۔

اگر صرف عورتیں اپنی جماعت کریں تو ان کا امام مردوں کی طرح آگے نہ کھڑی ہو بلکہ وسط (1) صف میں سب کے برابر کھڑی ہو۔

اقتداء وامامت

امامت کے لیے بہتر سب سے اچھا قاری ہے جو احکام نماز سے بھی واقف ہو اس کے بعد سب سے اچھا عالم جو نماز پڑھنے کے بقدر صحیح قرآن پڑھنے پر قادر ہو۔

لیکن اکثر ائمہ کے نزدیک اس کے برعکس افضل ہے یعنی عالم افضل ہے قاری سے امامت کے لیے۔

فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ فاسق وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی بلا مجبوری کرتا ہے۔

قرآن پڑھنے پر قادر عاقل بالغ کا اقتداء کرنا بچّے، عورت، یا ان پڑھ کی، اسی طرح فرض پڑھنے والے کا اقتداء کرنا نفل پڑھنے والے کی جائز نہیں ہے۔

اگر اُمّی (2)، قاری اور امیؔ کی امامت کرے تو تینوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

بقیہ صفحہ سابق کا:

الموافق ۱۱/۹۸/۵ ا من المسیح مجیباً عن السوال للسوال و اشاعت فتواه جامعة مفتاح العلوم مئو ناتھ بھنجن مفصلاً فی مجلتها مجلة المفتاح علی صفحة ۸۲ انه قال باللغة الاردوية واترجمه الی ا للغة العربية انه قال (ج) لو كانت امرأة حافظة للقرآن الكريم وامت طائفة من النساء فی التراويح وما كانت صوتها متجاوزة عن العادة ورعت قيود الشرع وشرائطها وتقدمت قدر اربع اصابع من الصف فيكون جائزا تحت قولهم الامور بمقاصده. انتهى. محمد امين غفر الله له ولوالديه ومشائخه المربين.

(2) صف کے درمیان (3) ان پڑھ جو مایجوز بہ الصلوۃ قرآن پڑھنے پر قادر نہ ہو۔ یعنی نماز میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت نہ پڑھ سکتا ہو۔

حدث (1) والے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہوگئی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی۔

امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں یا امام نے تیمم کیا ہو اور مقتدیوں نے وضو کیا ہو ایسی اقتداء جائز ہے۔

لیکن اگر امام اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی رکوع سجدہ کے ساتھ پڑھ رہے ہوں تو یہ اقتداء جائز نہیں ہے۔

اگر مقتدی ایک ہی ہو تو امام کے برابر داہنی جانب کھڑا ہو۔ اور اگر دو یا اس سے زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہو کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے لہٰذا اگر پیچھے تنہا ہو تو کسی کو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہیے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اس کی نماز جائز ہی نہیں ہوگی۔

اگر مقتدی امام سے آگے بڑھ جائے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

فضیلت مساجد

ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کا ثواب رکھتا ہے اور بستی کی مسجد میں پچیس نمازوں کا ثواب۔ اور میری مسجد یعنی جامع مسجد میں پانچ سو نمازوں کا ثواب، اور مسجد اقصیٰ میں ایک ہزار نمازوں کا ثواب اور میری مسجد نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور مسجد حرام (2) میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتا ہے۔

---

(1) جس کا وضو ٹوٹ گیا۔ (2) حرم شریف

فصل در طریقۂ نماز

سنت کے مطابق نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اذان واقامت کہی جائے اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر (1) امام ومقتدی سب کھڑے ہوکر صفیں سیدھی کرلیں، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر نیت کریں اور تکبیر کہیں دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھائیں اور داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھ لیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔

اور عورت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے اور سینہ پر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لے۔ پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آہستہ (2) پڑھے یہ حکم امام، منفرد (3) مقتدی تینوں کے لیے ہے۔ مقتدی (4) اگر قراءۃ شروع ہونے کے بعد شامل ہو توثناء نہ پڑھے بلکہ قراءۃ کی طرف کان لگائے۔

پھر امام ومنفرد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آہستہ پڑھیں۔

اور مسبوق (5) اپنی چھوٹی ہوئی نماز جب پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوتو پہلے تعوذ وتسمیہ پڑھ کر تب سورۂ فاتحہ پڑھے۔

پھر سورۂ فاتحہ پڑھے اور فاتحہ کے ختم پر سب آمین کہیں اس کے بعد سورۃ ملائے۔

اور حالت اقامت واطمینان میں سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل (6)

---

(1) اگر شروع اقامت سے سب کھڑے ہوجائیں تو یہ بھی درست ہے۔ (2) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (3) تنہا نماز پڑھنے والا۔ (4) امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا (5) جس کی ایک یا دو رکعت نماز میں شامل ہونے سے پہلے گذر گئی ہو۔ (6) سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتیں۔

پڑھے، اور عصر و عشاء میں اوساطِ مفصل (1) اور مغرب میں قصارِ مفصل (2)۔

لیکن اس کو لازم نہیں سمجھنا چاہیے کبھی کبھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز میں معوذتین اور مغرب کی نماز میں سورۂ طور، النجم، المرسلات پڑھی ہے۔

اگر مقتدیوں کو فرصت بھی ہو اور لمبی قراءۃ کی رغبت ہو تو جائز ہے کہ لمبی قراءۃ کرے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فجر کی ایک رکعت میں سورۂ بقرہ پڑھی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی دو رکعتوں میں سورہ اعراف پڑھی ہے۔ اور حضرت عثمان غنیؓ نماز فجر میں اکثر سورۂ یوسف پڑھا کرتے تھے۔ لیکن مقتدیوں کے حال کی رعایت ضروری امر ہے۔

ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی ایک مقتدی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا کہ کیا تم فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو؟ جاؤ ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ'' اور ''وَالشَّمْسِ'' جیسی سورتیں پڑھا کرو۔ غرض کہ مقتدیوں کے حال کا لحاظ زیادہ اہم ہے۔

جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ الم سجدہ اور سورۂ دھر پڑھی ہے۔

امام کی قراءۃ کے درمیان مقتدی لوگ خاموش رہیں اور قرأۃ پر کان رکھیں اور نوافل میں آیات ترغیب و ترہیب پر دعا و استغفار دوزخ سے پناہ مانگنا اور جنت کی درخواست کرنا مسنون ہے۔

جب قرأۃ سے فارغ ہو جائے تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین امام اعظمؒ کے نزدیک نہیں ہے لیکن اکثر فقہاء و محدثین اس وقت رفع یدین کے قائل ہیں۔

---

(1) سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک کی سورتیں۔

(2) سورۂ لم یکن سے آخر قرآن تک کی چھوٹی سورتیں۔

اور حالت رکوع میں دونوں زانو (1) کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑے اور انگلیوں کو کھلی رکھے سر اور پشت (2) کو سرین کے برابر کرے اور قیام وقرأۃ (3) کے مطابق رکوع کرے، اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھے اور عدد میں وتر (4) کا لحاظ رکھے اور کم از کم تین بار مسنون ہے۔ اور مقتدی امام کے بعد رکوع اور سجدہ میں جائیں یعنی امام سے پہل نہ کریں۔ ارکان میں مقتدی کا امام سے آگے بڑھنا حرام ہے۔

پھر امام سر اٹھائے اس کے بعد مقتدی سر اٹھائیں اور سر اٹھانے کے وقت امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے اور مقتدی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہیں اور منفرد دونوں کہے حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک۔ اور حضرات صاحبین کے نزدیک امام بھی دونوں کہے۔

اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر ناک اور پیشانی دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے اور انگلیوں کو سمیٹ کر قبلہ رخ سیدھی رکھے اور باہوں کو پہلو سے اور پیٹ کو ران سے اور پنڈلی اور ہاتھ کو زمین سے دور رکھے۔

اور عورت سمٹ کر پست سجدہ کرے اور ان اعضاء کو باہم ملا رکھے۔ اور قیام کے مناسب سجدہ بھی کرے اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی طاق عدد (5) کی رعایت

(1) گھٹنوں (2) پشت، پیٹھ، سرین، چوتڑ۔ (3) یعنی لمبا قیام ہو تو لمبا رکوع بھی اسی کے مناسب کرے (4) طاق، بے جوڑ۔ (5) طاق عدد جیسے ۱، ۳، ۵، ۷ وغیرہ۔

صف بندی: صف امام کے پیچھے سے بنانا چاہیے بعد میں آنے والے لوگ داہنے اور بائیں برابری کے ساتھ کھڑے ہوں۔ اگر عورت، مرد جماعت میں سب ہوں تو آگے مردوں کی صف ہو اس کے پیچھے بچے ان کے پیچھے عورتیں ہوں۔

مسئلہ محاذاۃ: اگر کسی مرد کی برابر میں کوئی بالغہ عورت آکر کھڑی ہو جائے اور دونوں کی نماز اور امام ایک ہو اور دونوں کے درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو اور امام کو عورت کے مقتدی ہونے کا علم ہو تو مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

سے پڑھے۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تین بار پڑھے آہستگی اور اطمینان کے ساتھ۔

پھر تکبیر کہتا ہوا سر اٹھائے اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائے امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ضروری ہے کہ بین السجدتین (1) ''رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ'' پڑھے۔ باقی ائمہ کے نزدیک ضروری نہیں۔

پھر تکبیر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے اول سجدہ کی مانند، پھر تکبیر کہتا ہوا اٹھے پہلے چہرہ پھر دونوں ہاتھ پھر گھٹنے اٹھائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا کرے بغیر ثناو تعوذ کے۔

اور جب دوسری رکعت پوری کر چکے تو بائیں پیر کو بچھائے اور اس پر بیٹھ جائے اور داہنے پیر کو کھڑا رکھے اور دونوں پیر کی انگلیوں کو قبلہ رو رکھے اور دونوں ہاتھوں کو ران پر رکھے انگلیاں متوجہ قبلہ رکھے اور تشہد (2) پڑھے۔

داہنے ہاتھ کی خنصر (3) و بنصر (4) کو باندھے وسطی (5) و ابہام (6) کا حلقہ بنائے اور شہادت (7) کی انگلی کو کھلی رکھے تشہد پڑھتے ہوئے جب اشہد ان لا الہٰ پر پہونچے تو انگشت شہادت کو اٹھا کر اشارہ کرے یہ اشارہ چاروں اماموں سے

(1) دونوں سجدوں کے درمیان (2) لتحیات للہ و الصلوٰات و الطیبات السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ، السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصالحین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ.

ترجمہ: تمام زبانی اور بدنی، اور روحانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سواء اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔

(3) سب سے چھوٹی انگلی (4) اس کے بغل والی انگلی۔ (5) درمیانی بڑی انگلی۔ (6) انگوٹھا۔ (7) کلمہ کی انگلی، انگوٹھے کے بغل والی۔

منقول ہے۔

ایک قول حضرت امام اعظمؒ کا یہ بھی ہے کہ انگلیاں متوجہ قبلہ رکھے اور اشارہ نہ کرے۔

فقیر کے نزدیک احوط یہ ہے کہ اشارہ سے پہلے اور اشارہ کے بعد انگلیاں کشادہ متوجہ قبلہ رکھے اور بوقت اشارہ حلقہ بنا کر اشارہ کرے اس طرح سب اقوال کے درمیان تطبیق ہوجائے گی۔

اور قعدۂ اولیٰ میں تشہد سے زیادہ نہ پڑھے۔

اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا تیسری رکعت کے لیے اٹھ جائے اور اس وقت میں بھی اکثر علماء کے نزدیک رفع یدین ہے لیکن اس وقت امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک رفع یدین نہیں ہے۔

اور تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور وہ بھی آہستہ۔

اور جب رکعتوں سے فارغ ہوجائے اور قعدۂ اخیرہ کرے تو قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد یہ درود پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (1)

اس کے بعد وہ دعا پڑھے جو ادعیۂ ماثورہ (2) میں سے ہو یا الفاظ قرآن کے مشابہ ہو۔ ادعیۂ ماثورہ زیادہ بہتر ہیں۔ جیسے یہ دعاء:

---

(1) ترجمہ درود شریف: اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت ﷺ کی آل پر جیسے رحمت نازل فرمائی آپ نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیمؑ کی آل پر بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ (2) وہ دعائیں جو آپ ﷺ سے منقول ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَحۡیَا وَالۡمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡمَاۡثَمِ وَالۡمَغۡرَمِ.(1)

یا جیسے: اللّٰھم اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ ظُلۡماً کَثِیۡراً وَّلَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ فَاغۡفِرۡلِیۡ مَغۡفِرَۃً مِّنۡ عِنۡدِکَ وَارۡحَمۡنِیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ.(2)

اور عورت دونوں جلسوں میں یعنی قعدۂ اولیٰ واخیرہ میں دونوں پیر داہنی جانب باہر نکالے اور بائیں سرین (3) پر بیٹھے۔ پھر سلام پھیرے دونوں جانب۔ السلام علیکم کہتے ہوئے منفرد فرشتوں کی نیت کرے۔ اور امام فرشتوں اور مقتدیوں کی۔ اور مقتدی امام، فرشتے، اور مقتدیوں کی نیت رکھے۔ نماز پوری ہوگئی۔

فائدہ: چاہیے کہ نماز پورے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے اور نظر سجدہ گاہ پر رکھے اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار اور کلمۂ توحید (4) ایک بار پڑھے۔

فصل در حدث درمیان نماز

اگر نماز میں حدث لاحق ہوجائے یعنی وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرے اور بنا کرے (5)۔ مگر جس رکن میں وضو ٹوٹا ہے اس کو پھر سے پڑھے۔

---

(1) ترجمہ دعا ماثورہ: اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے اور زندگی میں اور وقت موت کے فتنہ سے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی جرم سے اور تاوان سے۔

(2) ترجمہ دعاء ماثورہ ثانی: اے اللہ میں نے ظلم کیا اپنے اوپر بہت ظلم اور نہیں بخشتا ہے قصوروں کو مگر تو ہی پس مغفرت فرما میری اپنی بخشش سے اور رحم فرما مجھ پر بیشک تو ہی ہے بڑا بخشنے والا مہربان۔

(3) چوتڑ۔ (4) لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر۔ (5) یعنی جتنی نماز پڑھ چکا تھا اس کے آگے پڑھے۔

اگر منفرد ہو تو اس کے لیے اس نماز کو از سر نو پڑھنا افضل ہے اور امام ہو تو خلیفہ (1) بنائے اور خود وضو کر کے مقتدیوں میں آ کر کھڑا ہو جائے۔ اور وہ خلیفہ باقی نماز پڑھائے۔

اور مقتدی ہو تو وضو کر کے اسی مقام پر آ جائے جہاں سے گیا تھا۔ اور اس عرصہ (2) میں نماز کا جتنا حصہ امام ادا کر چکا ہے پہلے اس کو سوا قراءۃ کے ادا کرے اور امام کے ساتھ شریک رکن ہو جائے۔

اگر اس درمیان میں امام نے نماز پوری کر لی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے کہ اسی جگہ آ جائے جہاں سے گیا تھا یا اسی جگہ جہاں وضو کیا ہے اپنی نماز پوری کر لے۔ بایں طور کہ گویا مقتدی ہے پس وہی پڑھے جو مقتدی پڑھتا ہے۔

یہ احکام صرف اس صورت کے لیے ہیں کہ حدث بلا قصد لاحق ہو گیا۔ اور اگر کسی نے قصداً حدث لاحق کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

حدوثِ نواقض (3)

اگر نماز کے اندر جنون (4) لاحق ہو گیا، یا احتلام (5) ہو گیا، یا قہقہہ (6) کیا یا نمازی پر اتنی نجاست آ پڑی جو مانع صلوٰۃ (7) ہے یا نمازی کے کسی حصۂ بدن میں زخم ہو گیا یا حدث لاحق ہونے کے گمان سے مسجد سے باہر نکل گیا بعد میں معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا۔ ان تمام صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اور بنا کرنا جائز نہ ہوگا۔ آخری صورت میں اگر مسجد سے یا خارج مسجد صفوں سے باہر نہیں نکلا تھا اور معلوم ہوا کہ حدث لاحق نہیں ہوا تو بنا کرنا جائز ہوگا۔

---

(1) یعنی کسی جان کار مقتدی کو اپنی جگہ مصلّٰی کی طرف اشارہ سے کھڑا کر دے۔ (2) یعنی وضو کر کے صف میں آ کر کھڑے ہونے کے درمیان (3) وضو توڑنے والی چیزوں کا پیش آ جانا (4) دیوانگی (5) غسل کی حاجت ہو جانا، دفق و شہوت کے ساتھ منی نکل جانا۔ (6) قہقہہ۔ ہنسی میں اتنی آواز نکلنا جس کو بغل کے لوگ سن لیں (7) نماز میں رکاوٹ۔

حدث بعد تشہد

اگر تشہد کے بعد حدث لاحق ہو تو وضو کرے اور سلام پھیرے لیکن اگر تشہد کے بعد بالقصد (1) حدث کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس کی نماز پوری ہو گئی۔

اور اگر تشہد کے بعد تیمم کرنے والا پانی پر قادر ہوا، یا امی (ان پڑھ) کو کوئی صورت یاد ہوئی، یا برہنہ (2) کپڑے پر قادر ہو گیا، یا اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع و سجود پر قادر ہو گیا، یا مسح موزہ کی مدۃ پوری ہو گئی، یا موزہ کو عمل قلیل کے ساتھ پیر سے کھینچ لیا، یا صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آ گئی، یا قاری امام نے امیّ کو خلیفہ بنا دیا، یا فجر کی نماز تھی اور سورج نکل آیا، یا جمعہ کی نماز تھی اور وقت ظہر نکل گیا، یا سلسل بول (3) جیسی بیماری کا معذور تھا اور عذر دور ہو گیا، یا زخم پر پٹی باندھ رکھا تھا جس پر مسح کیا تھا اور اس وقت میں زخم نے ٹھیک ہو کر پٹی کو چھوڑ دیا۔ ان سب صورتوں میں امام اعظمؒ کے نزدیک اپنے ارادہ سے نماز ختم کرنا فرض ہونے کے سبب سے نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ کہ نماز ایسے وقت میں ٹوٹی کہ ابھی ایک رکن باقی رہ گیا تھا۔

لیکن جن اماموں کے نزدیک التحیات پڑھ لینے کے بعد ارکان نماز پورے ہو جاتے ہیں ان کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوگی جیسے حضرات صاحبین رحمہما اللہ۔

خلیفۂ مسبوق

اگر امام کو حدث لاحق ہوا اور مسبوق کو خلیفہ بنا دیا تو مسبوق امام کی نماز پوری کرے پھر مدرک (4) کو خلیفہ بنائے جو مقتدیوں کے ساتھ سلام پھیرے۔ اور وہ مسبوق (5) کھڑا ہو کر اپنی چھوٹی نماز پوری کرے۔

---

(1) جان بوجھ کر وضو توڑا (2) ننگا (3) قطرہ ٹپکنا (4) جو پوری نماز میں امام کے ساتھ شریک رہا (5) پچھڑا ہوا۔

حدث در رکوع یا سجود (1)

اگر رکوع یا سجدہ میں حدث لاحق ہوا جب بنا (2) کرے تو اس رکوع یا سجدہ کا اعادہ (3) کرنا واجب ہے۔

اگر رکوع یا سجدہ میں یاد آیا کہ رکعت اولیٰ (4) کا ایک سجدہ چھوٹ گیا ہے یا سجدۂ تلاوت فوت (5) ہو گیا تھا اور فوت شدہ سجدہ کی قضا کر لیا تو اس رکوع یا سجدہ کا اعادہ مستحب ہے واجب نہیں۔

مسائل متفرقہ

اگر امام کو حدث ہوا اور مقتدی ایک ہے تو وہی ایک خود امام کا خلیفہ بن جائے گا تعیین ضروری نہیں۔

اگر مقتدی ایک عورت یا ایک بچہ ہے تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ بعد حدث یہ خود خلیفہ بن کر امام ہو جائیں گے اور عورت و بچہ کی امامت درست نہیں۔ دوسری روایت یہ ہے کہ اگر امام نے ان کو خلیفہ بنایا نہیں تھا تو امام کی نماز فاسد نہ ہو گی۔

اگر امام کی قراءۃ میں رکاوٹ پڑ جائے اور ابھی بقدر فرض قراءۃ نہیں کیا تھا تو اس کے لیے جائز ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔

احکام مسبوق

اگر کوئی شخص نماز ہوتے ہوئے آیا تو امام کو جس رکن میں پائے اسی میں

(1) رکوع یا سجدہ کی حالت میں وضو ٹوٹنا۔ (2) بنا کرنا یہ ہے کہ جس رکن میں وضو ٹوٹا تھا بنا کی شرائط کے مطابق جب وضو کر کے آئے تو نماز اسی رکن سے شروع کرے جس رکن میں وضو ٹوٹا تھا مثلاً رکوع میں وضو ٹوٹا تھا تو اگلی نماز رکوع سے شروع کرے (3) دوہرانا۔ (4) پہلی رکعت چھوٹ جانا۔ (5) چھوٹی ہوئی

شامل ہو جائے ،اگر رکوع پایا تو رکعت پالیا اور رکوع نہیں ملا تو وہ رکعت نہیں ملی لہٰذا جس وقت امام اپنی نماز پوری کر چکے یہ مسبوق اپنی فوت شدہ (1) رکعت پوری کرے۔ اور مسبوق کی نماز قراءۃ کے حق میں اوّل نماز کا حکم رکھتی ہے لہٰذا جب اپنی نماز شروع کرے گا تو ثناء، تعوذ، تسمیہ (2) کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے گا جیسے نماز شروع کرنے والا۔ اور قعدہ کے حق میں آخر نماز کا حکم رکھتی ہے لہٰذا ما بقی نماز پڑھنے کے بعد قعدۂ اخیرہ کرے اور سلام پھیرے گا اگر چہ امام کے ساتھ قعدہ اسی ہیئت (3) کا کر چکا ہے، اور اگر امام کے ساتھ ایک رکعت پایا تھا تو دوسری رکعت پر قعدہ کرے گا کیوں کہ اگر چہ یہ اس کی اپنی پہلی رکعت ہے مگر قعدہ کے حق میں یہ دوسری ہے۔

بعض مسائل فراموشی (4)

اگر نمازی دو رکعت پر بھول کر تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا اور قعدہ اوّل نہیں کیا تو اگر قعود (5) کے قریب ہو تو بیٹھ جائے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر قیام کے قریب ہو گیا ہو تو کھڑا ہو جائے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر چوتھی رکعت پر پانچویں کے لیے کھڑا ہو گیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہیں کیا ہے واپس آ کر بیٹھ جائے قعدۂ اخیرہ کرے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے لیکن اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کا فرض باطل ہو گیا اگر چاہے چھٹی رکعت بھی پڑھ لے، سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے اور فرض دوبارہ پڑھے، اور اگر چھٹی رکعت نہیں ملایا

(1) باقی رہ گئی (2) سبحانک اللھم الخ تعوذ۔ اعوذ باللہ الخ تسمیہ۔ بسم اللہ الخ
(3) اسی طرح کا (4) بھول چوک کے کچھ مسائل (5) بیٹھنے۔

فائدہ: دکھتی آنکھ کا پانی ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اگر آنکھ میں دانے نکل آئے ہوں مگر زخم نہ ہوا ہو تو آنکھ سے بہنے والا پانی ناقض وضو نہیں ہے۔ لیکن اگر زخم ہو گیا ہو اور اس زخم سے پانی یا پیپ رس کر بہہ رہا ہو اور ٹپکتا ہو تو ناقض وضو ہے۔ ایسا پانی ٹپکنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

اور پانچ رکعت پر قعدہ اخیرہ کرلیا اور سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کرلیا تو چار رکعت نفل ہوگئی اور ایک رکعت باطل ہوگئی۔ فرض کا اعادہ کرے۔

اور اگر چار پر قعدہ کر کے کھڑا ہوا تھا تو فرض نماز پوری ہوگئی اور پانچویں باطل ہوگئی لیکن اسے سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔

فصل در فوائت(1) و ترتیب

اگر نماز کا وقت فوت ہو جائے تو اس کی قضاء اذان و اقامت کے ساتھ ہے اداء کی مانند لہٰذا اگر اس کی قضا جماعت کے ساتھ پڑھے تو جہری نماز ہو تو قراءۃ بالجہر واجب ہے لیکن اگر تنہا پڑھے تو قراءۃ بالسر کرے فوائت و وقتیہ (2) کے درمیان ترتیب فرض ہے ایسے ہی فرض اور وتر کے درمیان بھی جو کہ واجب ہے، ترتیب فرض ہے امام اعظمؒ کے نزدیک۔ لہٰذا اگر چھوٹی ہوئی نماز یاد ہوتے ہوئے وقتیہ کو ادا کرلیا تو وقتیہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر فائتہ یاد رہتے ہوئے وقتیہ کو ادا کیا اور اس کے بعد فائتہ کی قضاء کرلیا تو وقتیہ کی فرضیت باطل ہوگئی۔

اور اگر فائتہ کی قضا کرنے سے پہلے پانچ وقتیہ نمازیں ادا کر چکا تو وہ پانچوں وقتیہ نمازیں فاسد ہیں بفساد موقوف پس اگر چھٹی وقتیہ کو بھی ادا کرلیا اور ابھی فائتہ کی قضا نہیں کیا ہے تو وہ سب پچھلی فساد موقوف کی نمازیں صحیح ہوگئیں امام اعظمؒ کے نزدیک۔ کیوں کہ اب وہ صاحب ترتیب نہیں رہا۔

اگر بھول میں عشاء کی نماز بے وضو پڑھ لیا اور سنت و وتر کو باوضو پڑھا تو بے وضو پڑھنے کے سبب جب فرض ادا کرے گا تو ساتھ ہی باوضو پڑھی ہوئی سنت کو بھی دہرانا پڑے گا کیوں کہ سنت فرض کے تابع ہے جب فرض صحیح نہیں ہوا تو اس کے تابع سنت بھی صحیح نہیں ہوئی تھی لہٰذا دونوں کو دہرائے۔ لیکن وتر کو نہیں دہرائے

(1) چھوٹی ہوئی نمازیں (2) وقت کی نماز

گا امام اعظمؒ کے نزدیک۔ کیونکہ حضرت امام کے نزدیک وتر فرض کے تابع نہیں ہے بلکہ مستقل نماز ہے لیکن حضرات صاحبین رحمہا اللہ کے نزدیک وتر سنت ہے اور فرض کے تابع ہے لہٰذا وتر بھی دہرانا پڑے گا۔

سقوط ترتیب (1)

قضاء واداء کے درمیان ترتیب کی فرضیت تین وجوہ (2) سے ساقط ہو جاتی ہے۔

۱- تنگیٔ وقت یعنی وقت اتنا تنگ رہ گیا ہے کہ اگر قضاء ادا کرتا ہے تو وقتیہ نماز قضا ہو جائے گی ایسے وقت میں پہلے وقتیہ ادا کرے اور بعد میں قضا پڑھ کر پھر اس وقتیہ کو بھی قضا کرے فائدہ یہ ہوگا کہ ترک فرض کے وبال سے بچ جائے گا۔

۲- فراموشی یعنی قضاء نماز کا یاد نہ ہونا۔

۳- چھ نمازوں کی ادائیگی ذمہ میں واجب ہونا خواہ وہ نمازیں نئی ہوں، یا پرانی پھر جب سب نمازیں ادا ہو جائیں گی تو ترتیب پھر فرض ہو جائے گی۔

اگر چھ یا اس سے زیادہ نمازیں فوت ہو گئیں اس کے بعد چند نمازوں کی قضا کر لیا کچھ باقی رہ گئیں جو چھ سے کم ہیں بعض علماء کے نزدیک ترتیب فرض ہو جائے گی لہٰذا ان کے قول کے مطابق پہلے سب قضا نمازیں ادا کرے اس کے بعد وقت کی نماز میں مشغول ہو۔ مگر فتویٰ اس پر ہے کہ جب تک سابقہ ساری

فائدہ: اگر کسی کی ایک نماز یا کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور ابھی ادا نہیں کر سکا تھا کہ کسی نماز کا وقت ہو گیا تو فرض ہے کہ پہلے قضا نمازیں ادا کرے (بشرطیکہ وہ قضاء نمازیں پانچ تک ہوں اگر چھ نمازیں قضا رہ گئی ہیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہیں رہا لہٰذا جو سی چاہے پڑھے) اس کے بعد جس نماز کا وقت ہوا ہے اس کو ادا کرے۔ قضا نمازوں کو فائتہ اور وقت والی نماز کو وقتیہ کہتے ہیں۔

(1) ترتیب کا اتر جانا۔

فائدہ: اگر کسی کے ذمہ چھ نمازیں قضا رہ گئی ہیں تو وہ صاحب ترتیب نہیں رہا۔ یعنی ترتیب وار نمازوں کی ادائیگی اس پر فرض نہیں رہی۔

(2) وجوہ سے مراد اعذار ہیں یعنی وہ عذر جس کی وجہ سے ترتیب فرض نہیں رہتی۔

نمازیں ادا نہ ہو جائیں ترتیب فرض نہیں ہوگی۔

فصل در مفسدات نماز (1)

کلام (2) خواہ بھول سے ہو یا نیند میں ہو مفسد نماز ہے، ایسے ہی ایسی چیزوں کی دعا مانگنا جس کو لوگوں سے طلب کیا جاتا ہے، یا شکایت کرنا، یا اوہ یا اف کرنا، یا آواز سے رونا کسی درد یا مصیبت کی وجہ سے لیکن جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو مفسد نہیں ہے۔ بلا عذر کھنکھارنا، یا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا، یا کسی اچھی خبر پر الحمد اللہ کہنا، یا کسی بری چیز پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا، یا کسی تعجب خیز بات پر سبحان اللہ یا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ کہنا، یہ سب چیزیں نماز کو فاسد کر دیتی ہیں۔ اسی طرح اگر اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دیا اس سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ہاں اپنے امام کو لقمہ دینا مفسد نماز نہیں ہے اسی طرح سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا بھی مفسد نماز ہے۔ ہاں اگر بھول میں سلام کہتے ہوئے سلام پھیر دیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

دیکھ کر قراءۃ کرنا، کھانا، پینا، اور عمل کثیر نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ عمل کثیر یہ ہے کہ نماز کے اندر ایسا کوئی عمل کرے جس میں دونوں ہاتھ لگانے کی ضرورت پڑے۔ بعض علماء نے کہا کہ عمل کثیر اس عمل کو کہیں گے جس کے کرنے والے کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ جس عمل کو نمازی عمل کثیر سمجھے وہ کثیر ہے۔

---

(1) نماز توڑنے والی چیزیں (2) بولنا۔

جدید مسائل طہارت: وضو اور غسل میں مصنوعی اعضاء کا حکم: اگر کسی عضو کی پیوندکاری کی گئی ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ بہ آسانی اس عضو کو علیحدہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر بآسانی علیحدہ کیا جاسکتا ہے تو اس عضو کو نکال کر مقام وضو یا مقام غسل پر پانی پہونچانا ضروری ہے۔ اور اگر اس کو جدا کرنے میں دقت و دشواری ہے تو وہ اصل عضو کے حکم میں آجائے گا اور اسی پر پانی پہونچا لینا کافی ہوگا۔

اگر نمازی نے نجس چیز پر سجدہ کر لیا نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر ایک نماز میں تھا اس کو ختم کرنے سے پہلے دوسری نماز شروع کر دیا تو تکبیر کہتے ہی پہلی نماز ٹوٹ جائے گی۔

اگر کھانا دانتوں میں رہ گیا تھا اس کو زبان سے نکال کر کھا گیا تو دیکھا جائے یعنی اندازہ لگایا جائے کہ چنا کی مقدار سے کم تھا یا زیادہ اگر چنا کی مقدار کا تھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اس سے کم تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر کسی تحریر پر نظر پڑی اور دیکھتے ہی اس کے معنیٰ سمجھ میں آ گئے نماز فاسد نہ ہوگی۔

قیام سترہ(1): اگر نمازی کے آگے سے کوئی گذر گیا خواہ عورت ہو یا گدھا یا کتا کچھ بھی ہو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن اگر گذرنے والا عاقل ہے تو گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر نمازی اتنی بلندی پر ہے کہ گذرنے والے کا سر نمازی کے پیر کے مقابل نہیں آتا تو گنہگار نہیں ہوگا۔

اگر جنگل میں یا برسرِ راہ نماز پڑھنا ہو تو سنت یہ ہے کہ نمازی اپنے سامنے تھوڑا داہنے یا بائیں سترہ قائم کرے جس کی لمبائی ایک ہاتھ اور موٹائی کم از کم ایک انگل ہو۔ یہ سترہ کھڑا کرنا چاہیے سترہ زمین پر رکھ دینا یا نشان کھینچ دینا کوئی چیز نہیں۔

امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ اگر سترہ نہیں قائم کیا اور کوئی سامنے

ناخن پینٹ کا حکم: عورتیں زینت کے لیے ہاتھوں اور ناخنوں پر رنگ کا استعمال کرتی ہیں۔ اگر ایسا پینٹ استعمال کیا ہے جس کی موجودگی میں پانی کا ناخن یا کھال تک پہونچنا ممکن نہیں ہے تو وضو صحیح نہیں ہوگا اس کو صاف کر کے اصل عضو تک پانی پہونچانا ضروری ہوگا یہی حکم تارکول اور ہر اس چیز کا ہے جو پانی کے نفوذ میں مانع ہو۔ لیکن اگر ایسی چیزیں ضرورتاً لگائی گئی ہوں اور ان کے ہٹانے میں مضرت ہو تو کوئی حرج نہیں انہیں پر وضو ہو جائے گا۔

(1) نمازی کا اپنے سامنے آڑ کھڑی کرنا۔

سے گذرنے لگا تو نمازی اس کو اشارہ سے یا سبحان اللہ کہہ کر دفع کرسکتا ہے۔

بستر پر نماز: اگر بچھے ہوئے ایسے کپڑے (1) پر نماز پڑھ رہا ہے جو دوتہہ ہے اور استر نجس ہے تو دوصورتیں ہیں وہ دوتہہ سل کر یا جوڑ کر ایک کیا ہوا ہے یا غیر سلا ہوا الگ الگ ہے اگر سلا ہوا یا جوڑا ہوا ہے تو اس پر نماز نہیں ہوگی اور اگر الگ الگ ایک کے اوپر دوسرا بچھایا ہوا ہے اور اوپر والا پاک ہے تو نماز صحیح ہوگی۔

اگر بچھے ہوئے فرش پر نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے ایک کنارہ پر نجاست لگی ہوئی ہے تو دوسرا کنارہ جہاں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے اس حصہ پر نماز درست ہے ایک کنارہ کو حرکت دینے سے دوسرا کنارہ متحرک ہو یا نہ ہو۔

اگر کوئی بڑا کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھ رہا ہو اور اس کپڑے کے ایک کنارہ پر نجاست لگی ہوئی ہو اور وہ نجس حصہ زمین پر ہو اور نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھے سے نجس حصہ کپڑے کا ہلتا نہ ہو تو نماز درست ہوجائے گی لیکن اگر نمازی کی حرکت سے وہ نجس حصہ متحرک ہوتا ہو تو نماز درست نہیں ہوگی۔

جدید مسائل طہارت

پلاسٹر کا حکم: اگر ہاتھ یا پیر پر پلاسٹر چڑھایا گیا ہے تو وضو یا غسل میں اس کو دھلنے کی ضرورت نہیں اسی پر مسح کرلینا کافی ہوگا جب تک کہ صحت حاصل ہوکر پلاسٹر اتر نہ جائے۔

ناتھ، پھلی، ایئر رنگ کا حکم: عورتیں جو زیور ناک میں پہنتی ہیں انہیں ناتھ پھلی وغیرہ کہا جاتا ہے اور جو زیور کان میں پہنتی ہیں انہیں آئرنگ، بالی وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے وضو یا غسل کرتے ہوئے انہیں حرکت دیکر ان کے سوراخ میں پانی پہونچانا ضروری ہے اگر پانی نہ پہونچایا تو وضو یا غسل نہیں ہوگا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو تو ضروری نہیں۔ عذر یہ ہے کہ مثلاً ناک کا سوراخ پک آیا ہے اسے حرکت دینے میں اذیت ہوگی، تو یہ عذر ہے۔

(1) چادر، فرش، دری، وغیرہ

فصل در مکروہات نماز

بے ضرورت کپڑا، یا بدن کو سنوارنے میں لگنا اگر عمل قلیل کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے لیکن اگر عمل کثیر کے ساتھ ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ اسی طرح مقام سجدہ سے گرد وغبار یا سنگریزہ وغیرہ صاف کرنا مکروہ ہے لیکن اگر ایسی چیزیں مقام سجدہ پر ہوں کہ سجدہ کرنا مشکل ہو تو ایک دوبار ہٹانا مکروہ نہیں ہے۔

اسی طرح انگلیاں ملنا، چٹخانہ، کوکھ پر ہاتھ رکھنا، دائیں یا بائیں منھ پھیرنا بایں طور کہ سینہ قبلہ رخ سے نہ پھرے مکروہ ہے لیکن اگر سینہ قبلہ سے مڑ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اسی طرح اقعاء (1) اور حالت سجدہ میں دونوں ہاتھوں کو زمین پر بچھا دینا۔ اور ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا۔ اور بلا عذر فرض نماز میں چارزانو (2) بیٹھنا اور کپڑے کو مٹی سے بچانے کے لیے سمیٹنا۔ اور کپڑے کو سر پر یا کندھوں پر ڈال کر لٹکتا ہوا چھوڑ دینا۔ اور جمائی (3) لینا۔ اور انگڑائی لینا۔ اور نماز میں آنکھ بند رکھنا۔ اور سر کے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا۔ یہ سب امور مکروہ ہیں۔

اسی طرح مکروہ ہے برہنہ سر نماز پڑھنا جب کہ انتہائی تذلل (4) وانکسار کے جذبہ سے نہ ہو۔ اسی طرح مکروہ ہے آیات یا تسبیحات کا ہاتھ سے شمار (5) کرنا مگر حضرات صاحبینؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

ایسے ہی امام تنہا محراب میں ہو اور مقتدی سب باہر ہوں یا امام بلندی پر ہو اور باقی سب مقتدی نیچے ہوں۔ ایسے ہی صف کے پیچھے تنہا (6) کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

---

(1) یعنی سرین اور پیروں پر اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے اوپر اٹھے ہوئے ہوں اور ہاتھ زمین پر ہو۔ (2) پالتی۔ (3) سانس کھینچتے ہوئے منہ کھول دینا۔ (4) کمتر بننا عاجزی ظاہر کرنا (5) گننا (6) اگر صف میں کھڑے ہونے کی گنجائش نہ ہو تو کسی شخص کو اگلی صف سے کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لینا چاہیے۔

ایسے ہی مکروہ ہے ایسا کپڑا پہننا جس میں جاندار کی تصویر (1) بنی ہوئی ہو ایسے ہی نمازی کے سامنے یا اوپر یا دائیں یا بائیں تصویر کا ہونا۔ ہاں اگر نمازی کے پیچھے تصویر ہو اور وہ اس کی طرف پشت کر کے اپنی نماز پڑھ رہا ہے یا زیر قدم (2) تصویر ہے تو اس میں مضائقہ (3) نہیں۔ یہ حکم جاندار کی تصویر کا ہے اور غیر جاندار کی تصویر جیسے درخت پھول وغیرہ اس میں کوئی کراہت نہیں۔ اسی طرح وہ تصویر جو سر بریدہ ہو یعنی جاندار کی تصویر میں گلے سے اوپر سر کا حصہ نہ بنایا گیا ہو وہ بھی غیر جاندار کے حکم میں ہے۔

غیر مکروہات (4)

سانپ بچھو اگر حالت نماز میں پیش آ جائیں تو ان کو مار ڈالنا مکروہ نہیں ہے اگر چہ عمل کثیر کے ساتھ ہو بقیہ نماز حسب معمول ادا کرے۔ ایسے ہی امام مسجد میں کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے، یا ایسے شخص کی پیٹھ پیچھے نماز پڑھنا جو گفتگو میں مشغول ہو مکروہ نہیں ہے۔

ایسے ہی اگر نمازی کے سامنے کتاب اللہ، شمشیر، آویزاں (5) ہو، یا شمع (6) جل رہی ہو یا کوئی روشنی دینے والی چیز برائے روشنی رکھی ہو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔ بعض علماء اس کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

فصل در نماز معذور

مریض اگر قیام (7) پر قدرت نہ رکھتا ہو یا مرض بڑھ جانے کا خوف ہو تو نماز بیٹھ کر ادا کرلے مگر رکوع وسجدہ کرے۔

---

(1) تصویر، فوٹو۔ (2) زیر قدم۔ پیر کے نیچے (3) حرج (4) غیر مکروہات، وہ چیزیں جو مکروہ نہیں ہیں (5) آویزاں، لٹکی ہوئی۔ شمشیر، تلوار۔ (6) موم بتی یا کوئی ایسی چیز۔ (7) کھڑا ہونے کی طاقت۔

اگر مریض رکوع وسجدہ پر قادر نہ ہو مگر قیام پر قدرت رکھتا ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے لیے کھڑے ہونے کی بہ نسبت بیٹھ کر نماز پڑھنا بہتر ہے لہٰذا وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے اس طرح پر کہ سجدہ کا اشارہ رکوع سے زیادہ پست کرے، لیکن اگر نماز کھڑا ہو کر پڑھے اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اگر قیام پر قدرت حاصل نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرے۔

اگر قیام (1)، رکوع سجود، تینوں پر قدرت حاصل نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرے۔

اگر بیٹھنے پر بھی قدرت نہ ہو تو گدی (2) پر یعنی چت لیٹ کر گردن کو اونچی کر کے پیروں کو اور منھ کو قبلہ رخ کر کے سر کے اشارہ سے نماز ادا کرے، اگر سر سے اشارہ کرنے پر بھی قادر نہ ہو رکوع سجود کے لیے تو اب نماز کو موقوف کر دے یہاں تک کہ اشارہ کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے اگر اس عرصہ میں موت آ گئی تو ترک نماز کا گنہگار نہیں ہوگا۔

اگر نماز پڑھ رہا تھا اور بحالت نماز بیماری لاحق (3) ہو گئی تو اپنی قدرت کے مطابق (4) نماز پوری کر لے۔

اگر معذور بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور درمیان نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو اسی وقت کھڑا ہو جائے اور اسی نماز کو پوری کرے مگر حضرت امام محمدؒ کے نزدیک اسے نماز از سر نو (5) پڑھنا چاہیے۔

---

(1) قیام کھڑا ہونا۔ رکوع کھڑے سے نیچے کی طرف جھکنا۔ سجود جمع ہے سجدہ کی سجدہ کہتے ہیں زمین پر پیشانی رکھدینے کو۔ (2) گلے کا پچھلا حصہ جب گردن کے نیچے اونچا تکیہ یا کوئی ایسی چیز رکھ کر سیدھا لیٹ جائے گا تو گدی پر لیٹنے کی شکل بن جائے گی۔ (3) بیماری لگ گئی۔ (4) یعنی کھڑے، بیٹھے یا اشارے سے۔ جس طرح ہو سکے اپنی نماز پوری کرے۔ (5) دوبارہ

اگر مریض اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اور درمیان نماز رکوع وسجدہ پر قادر ہو گیا بالاتفاق از سرنو نماز پڑھے۔

اگر کسی شخص پر بے ہوشی یا دیوانگی طاری ہوئی اور اس کی مدۃ دراز (1) ہوگئی تو ایک دن رات تک قضا پڑھنا واجب رہے گا۔

اگر بے ہوشی یا دیوانگی (2) ایک دن رات سے تجاوز (3) کر گئی تو اب قضا واجب نہ رہے گی۔

حضرت امام محمدؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر پانچوں فرائض کا وقت گذر کر چھٹی نماز کا وقت داخل ہو گیا تب قضا ساقط ہوگی اس سے پہلے اگر ہوش بحال ہو گیا تو قضا لازم ہوگی۔

فصل در سفر

جو شخص مسافت سفر (4) کی نیت سے اپنے گھر سے نکلا اور بستی سے باہر نکل گیا وہ چار رکعت والے فرائض کو دو رکعت پڑھے۔

اگر مسافر نے دو کی بجائے چار رکعت پڑھ لیا تو اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تھا تو دو رکعت فرض ادا ہو کر باقی دو رکعتیں نفل ہو گئیں اور نفل کو فرض میں ملانے کا گنہگار ہوگا اور بھول کر ایسا کیا تو سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔

اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا تو فرض اس کا باطل ہو گیا دوبارہ ادا کرنا ہوگا اور پڑھی ہوئی چاروں رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

مسافت سفر

وہ مسافت جس پر سفر کے احکام جاری ہوتے ہیں تین منزل ہیں ایک منزل

---

(1) لمبی۔ (2) جنون، پاگل پن جس میں عقل صحیح کام نہ کر سکے۔ (3) گذر گئی۔ (4) یعنی کم از کم ۴۸ میل یعنی ۷۷ کلومیٹر جانے کے ارادہ سے نکل پڑا۔

سولہ میل کی ہوتی ہے۔ شرعی میل ۴۰۰۰ ہاتھ کا ہوتا ہے اور ایک ہاتھ ۲۴ انگل کا اور ایک انگل وہ معتبر ہے جس کی چوڑائی جو کے چھ دانوں کے برابر ہو جب کہ ایک دوسرے کے بغل میں رکھے جائیں۔ اب ہمارے زمانہ میں میل کی جگہ کلومیٹر نے لے لی ہے جس کی وجہ سے یہ حساب سمجھنا لوگوں کے لیے مشکل ہو گیا ہے بایں سبب کہ میل اور کلومیٹر کے حساب میں بہت فرق ہے دونوں کا پیمانۂ مسافت الگ الگ ہے۔

بعض علماء نے ۴۸ میل کا تجزیہ ۸۲ کلومیٹر سے کیا ہے اور اس کو انچ سوت سے محقق کیا ہے۔ عام لوگ ۷۲ کلومیٹر سمجھتے ہیں وہ ایک میل میں ڈیڑھ کلومیٹر کا تخمینہ لگاتے ہیں مفتیان دارالعلوم دیوبند ۷۷ یا ۷۸ کلومیٹر تسلیم کرتے ہیں (1)۔

وطنیت (2)

وطنیت سے احکام سفر ختم ہو جاتے ہیں، وطن دو قسم پر ہے وطن اصلی اور وطن اقامت۔ وطن اصلی وہ مقام کہلاتا ہے جہاں اپنا مستقل مکان ہو والدین یا گھر کے لوگ وہاں رہتے ہوں اور زندگی بسر کرنے کے وسائل وہیں بنایا ہو وغیرہ۔

---

(1) اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک مسافت سفر کے تعین میں وہ مدۃ معتبر ہے جتنی مدۃ میں تین منزل کی مسافت پیدل یا اونٹ کی سواری سے معمول کے مطابق چلتے ٹھہرتے آرام کرتے اور منزل پر قیام شب کرتے ہوئے طے کی جا سکتی ہو۔ هو ان يقصد الانسان موضعاً بينه و بين المقصد مسيرة ثلثة ايام بسير الابل و مشى الاقدام۔ (قدوری) پھر عام فقہائے نے ایک عمومی جائزہ کے مطابق ۴۸ میل کا تخمینہ مقرر کر دیا ہے ۴۸ میل منصوص مسافت نہیں ہے بلکہ تخمینہ ہے اس لیے انچ سوت سے اس کی تحقیق مطلوب شرعی نہیں ہے صحیح تخمین بھی کافی ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ آج کے اور قرون سابقہ کے لوگوں کے قویٰ میں بڑا فرق آ چکا ہے ہو سکتا ہے کہ موجودہ دور کے پیدل مسافروں کے لیے ایک دن میں سولہ میل اور تین دن میں ۴۸ میل کی مسافت قطع کرنا آسان نہ ہو۔ ۱۲ محمد امین غفرلہٗ

(2) جہاں آدمی رہتا سہتا ہے۔

وطن اقامت شرعاً وہ مقام کہلاتا ہے جہاں آدمی عارضی طور پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کرے خواہ وہ شہر ہو یا دیہات۔ اور جنگل میں اقامت کی نیت معتبر نہیں ہے۔ وہ لوگ جو ہمیشہ جنگلوں میں گزارہ کرتے ہیں اور مکان نہیں بناتے جیسے خانہ بدوش لوگ چند دن یہاں رہے پھر قریب ہی کہیں دوسری جگہ منتقل ہو گئے ایسے لوگ ہمیشہ مقیم کی نماز ادا کریں۔ ہاں اگر کسی ایسی جگہ کوچ کیا جو وہاں سے ۴۸ میل پر ہے یا اس سے زیادہ تو اس سفر میں وہ مسافر ہو جائیں گے اور مسافر کی نماز ادا کریں گے۔

مسافر نے اگر مقیم کی اقتداء کیا وقتیہ نماز میں۔ تو اس پر پوری نماز لازم ہوگی۔

قضاء نمازوں میں مسافر (1) کے لیے مقیم کی اقتداء درست نہیں ہے۔

مقیم کے لیے مسافر کی اقتداء ہر حال میں درست ہے مسافر امام دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقیم اٹھ کر اپنی چار رکعت نماز پوری کرے۔ اگر مسافر امام نے بھول سے چار رکعت پڑھا دیا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی (2)۔

سقوطِ وطنیت (3)

وطن اصلی صرف وطن اصلی سے باطل ہوتا ہے بایں طور کہ پہلے وطن سے منتقل ہو کر دوسری جگہ کو وطن بنالیا، اب پہلا وطن وطن نہیں رہا وہاں جانے پر وہ مقیم نہیں بنے گا۔

لہٰذا جس جگہ اس نے وطن اقامت بنایا تھا جب وہاں نہ رہنے کی نیت سے کوچ کرے گا تو وہ مقام اب اس کا وطن اقامت باقی نہیں رہ جائے گا وہاں

(1) کیونکہ مسافر امام کی دو رکعتیں مکتوبہ ہیں اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں اور مقتدی چونکہ مقیم ہیں ان کی چاروں رکعتیں مکتوبہ ہیں تو آخری دو رکعتوں میں اقتداء المفترض خلف المتنفل لازم آیا اور یہ جائز نہیں ہے۔ (2) وطن ہونے کا حکم جاتا رہنا۔

آنے پر وہ مسافر ہوگا بشرطیکہ پندرہ دن پھر وہاں ٹھیرنے کی نیت نہ کرے۔

دیگر احکام سفر

حضر(1) کی فائتہ(2) نمازوں کو سفر میں بھی چار رکعت ادا کرے گا۔ سفر کی فائتہ نمازوں کو حضر میں دو رکعت ادا کرے گا۔

حالت سفر میں نمازوں میں قصر(3) واجب ہے اور روزوں میں افطار(4) جائز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک۔ خواہ یہ سفر کسی مقصد سے ہو۔ مگر ائمہ ثلٰثہ(5) کے نزدیک گناہ کے سفر میں قصر جائز نہیں ہے۔

اقامت و سفر میں متبوع کی نیت کا اعتبار ہوگا تابع کا اعتبار نہیں متبوع جیسے امیر، قائد، آقا، شوہر وغیرہ۔

فصل در جمعہ

امام اعظمؒ کے نزدیک صحت جمعہ کے لیے چھ شرائط ہیں، ان کے بغیر جمعہ درست نہیں ہوگا اور نہ ظہر کا فرض ذمہّ سے ساقط(6) ہوگا۔ جمعہ قائم کرنا بلاد اسلامیہ(7) میں امیر، قاضی اور بلاد غیر اسلامیہ میں امیر شرعی یا قاضی شرعی کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔

۱- شہر ہونا یا قصبہ ہونا یا ایسا بڑا گاؤں ہونا جس میں کسی درجہ میں مدنیت(8) پائی جاتی ہو مثلاً وہاں بازار ہو یا دکانیں ہوں کہ وہاں کے باشندوں(9) اور پاس پڑوس کے باشندوں کی روزمرہ(10) کی ضروریات پوری ہوجاتی ہوں اور اس کی

(1) گھر رہنے کا زمانہ۔(2) چھوٹی ہوئی (3) چار رکعت والی فرض نمازیں دو رکعت ادا کرنے کو قصر کہا جاتا ہے۔(4) روزہ نہ رکھنا اور بعد میں اس کی قضا کرنا۔(5) امام اعظمؒ کے علاوہ باقی تین امام مالک، شافعی، احمد، رحمہم اللہ (6) حکم کا ذمہّ سے اتر جانا (7) اسلامی حکومتوں میں۔ (8) شہریت مل جل کر رہنے اور ایک دوسرے کی ضروریات پوری کرنے کی صفت (9) رہنے والے لوگ۔(11) روزانہ

.آبادی ڈھائی تین ہزار افراد پر مشتمل (1) ہو۔

لہٰذا اس سے چھوٹے گاؤں یا خالص دیہات میں جمعہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہوگا اور اگر پڑھا گیا تو ظہر کا فرض ذمّہ میں باقی رہے گا۔

لیکن امام شافعیؒ اور اکثر اماموں کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے ان کے نزدیک دیہات (2) اور شہر ہر جگہ جمعہ جائز ہے البتہ ان کے نزدیک فناء شہر میں جائز نہیں ہے۔

فناء شہر: شہر کے آس پاس کا وہ علاقہ جو اہل شہر کی ضروریات کے لیے بنایا گیا ہو جیسے اسپتال، تھانہ، ڈاکخانہ، گارڈن، عیدگاہ وغیرہ کے مواضعات۔

۲- امیر شرعی یا قاضی شرعی یا ان کا قائم کردہ امام کا ہونا۔ دوسرے ائمہ کے نزدیک یہ شرط بھی نہیں ہے۔

۳- ظہر کا وقت ہونا۔

۴- خطبہ کا ہونا۔ خطبہ کی کم از کم مقدار ایک تسبیح ہے امام اعظمؒ کے نزدیک۔

اور صاحبینؒ کے نزدیک ذکر طویل فرض ہے اس طرح پر کہ دو خطبہ ہو اور وہ خطبہ حمد وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن پر مشتمل ہو، عام مسلمانوں کو نصیحت ہو، اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے استغفار ہو۔ یہ اکثر ائمہ کے نزدیک فرض ہے۔ مگر امام اعظمؒ کے نزدیک سنت ہے اور اس کا ترک مکروہ ہے۔

۵- جماعت کا ہونا۔ لہٰذا بلا جماعت جمعہ پڑھنا درست نہ ہوگا۔ جماعت کی کم از کم مقدار تین مقتدی امام کے علاوہ ہیں۔ امام ابویوسفؒ کے نزدیک دو

---

(1) یعنی وہاں کی مردم شماری مسلم وغیر مسلم وغیرہ سب کو ملا کر ڈھائی ہزار یا کم از کم دو ہزار ہو۔

فائدہ: یاد رکھنا چاہئے کہ ائمہ متبوعین میں سے ہر ایک کے نزدیک صحت جمعہ کے لیے کچھ نہ کچھ شرط ضرور ہے بلا کسی شرط کے کسی کے نزدیک جمعہ نہیں ہے۔ (5) دیہات سے مراد حضرت امام شافعی امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک وہ بستی ہے جہاں کم از کم چالیس آزاد مقیم عاقل، بالغ مرد آباد ہوں۔

مقتدی امام کے علاوہ۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک کم از کم چالیس (1) افراد کی تعداد ضروری ہے جو آزاد اور مقیم ہوں۔

اگر جماعت کی یہ تعداد درمیان نماز میں کسی سبب سے کم ہوگئی تو باقی ماندہ لوگوں کا جمعہ درست نہ ہوگا۔ پھر ظہر پڑھنا ہوگا۔

۶- اذن عام کا ہونا۔ اذن عام سے مراد یہ ہے کہ نماز جمعہ میں شریک ہونے کی ہر مسلمان کو اجازت ہو، کوئی روک ٹوک نہ ہو۔

مسائل جمعہ

نابالغ لڑکا، بالغ غلام، عورت، مسافر، اور مریض و معذور پر نماز جمعہ واجب

فائدہ: صحت جمعہ کے لیے حنفیہ کی ذکر کردہ اول دو شرطوں (۱) شہر ہونا (۲) جمعہ قائم کرنے کا حق صرف خلیفہ یا اس کے نائب کے لیے مختص ہونا میں حالات زمانہ کی تبدیلی عالمی انقلاب و تغیرات کی وجہ سے ان دونوں کی تشریح و تعبیر میں خود علماء حنفیہ سے مختلف اقوال منقول ہیں مثلاً یہ کہ شہر وہ بستی ہے جہاں با اقتدار حکام رہتے ہوں اور حدود و قصاص کے احکام نافذ کرتے ہوں، شہر وہ ہے جس کو لوگ شہر سمجھتے ہوں، شہر وہ ہے جہاں لوگوں کی ضروریات کا سامان ملتا ہو، شہر وہ ہے جہاں گلی کوچے اور سڑکیں ہوں بازار لگتا ہو، شہر وہ ہے جہاں اتنے لوگ بستے ہوں کہ اگر وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں جمع ہو جاویں تو اس میں سمانہ سکیں، وغیرہ۔ ایسے ہی امیر مسلم وہ ہے جو با اقتدار ہو اور تنفیذ احکام حدود و قصاص پر قادر ہو، امیر مسلم وہ ہے جس کو مسلمانوں نے باہمی رضامندی سے اپنا امیر منتخب کرلیا ہو، امیر مسلم وہ متقی عالم دین ہے جو احکام شریعت کا ماہر ہو اور لوگ احکام و مسائل اور نزاعی معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں وغیرہ۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان دونوں شرطوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہاں تعبیر میں توسع سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

(1) جو حضرات ان بزرگوں کے قول کو دلیل بنا کر دیہاتوں میں جمعہ کی ادئیگی پر اصرار کرتے ہیں انہیں ان کی قائم کردہ اس شرط کو بھی ملحوظ نظر رکھنا چاہیے کہ نماز جمعہ میں کم از کم چالیس مقیم افراد کا جماعت میں موجود رہنا اول سے آخر تک شرط ہے اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو ان حضرات کے نزدیک بھی جمعہ ادا نہ ہوگا۔ اور ان چالیس کا مقیم ہونا ضروری ہے لہٰذا اگر چالیس کی تعداد مقیم لوگوں کی نہ ہوئی تو مسافروں سے اس کی تلافی نہیں کی جاسکتی۔

نہیں ہے۔

امام اعظمؒ کے نزدیک نابینا پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے اگرچہ جامع مسجد تک پہونچنا اس کے لیے میسّر ہو۔

امام احمدؒ کے نزدیک غلام پر جمعہ واجب ہے۔

اگر غلام، یا مریض، یا مسافر وہاں جمعہ کی نماز ادا کرلیں جہاں جمعہ جائز ہے تو ان کا جمعہ ادا ہو جائیگا اور ظہر کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ جو آدمی شہر سے دور رہتا ہے اگر جمعہ کی اذان سنتا ہے تو اس پر جمعہ میں پہونچنا لازم ہے۔

غلام، مریض، اور مسافر کو جمعہ کا امام بنایا جاسکتا ہے۔

اگر مسافروں کی جماعت مقام جمعہ میں جمعہ ادا کرے اور اس میں کوئی مقیم نہ ہو امام اعظمؒ کے نزدیک جمعہ صحیح ہوگا۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جب تک چالیس مقیم آزاد لوگ شامل نہ ہوں جمعہ جائز نہ ہوگا۔

غیر معذور کا ظہر: غیر معذور نے اگر جمعہ سے پہلے ظہر ادا کرلیا تو اس کا ظہر کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہو گیا، اس کے بعد اگر جمعہ میں پہونچنے کی کوشش کیا اور ابھی امام جمعہ سے فارغ نہیں ہوا تھا تو اس کا پڑھا ہوا ظہر باطل ہو گیا۔ پس اگر جمعہ پالیا تو ٹھیک ورنہ ظہر دوبارہ ادا کرنا ہوگا۔

اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر جمعہ میں شامل نہ ہوسکا تو پڑھا ہوا ظہر باطل (1) نہ ہوگا۔

معذورین (2) کی ظہر بجماعت

معذورین اور قیدیوں کے لیے جمعہ کے دن ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا

(1) ضائع (2) معذور لوگ جیسے لنگڑا، نابینا، بیمار وغیرہ۔

کرنا مکروہ ہے۔ دیہات کے لوگ ظہر کی نماز جماعت کیساتھ ادا کریں۔ عدم فرضیت جمعہ کی وجہ سے ظہر علیٰ حالہٖ(1) قائم رہے گا۔

حکم مسبوق در جمعہ

جس شخص نے جمعہ کی نماز میں امام کو تشہد میں پایا، یا سجدۂ سہو میں پایا اور نماز میں شامل ہوگیا امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت جمعہ پوری کرے۔

امام محمدؒ کے نزدیک اگر دوسری رکعت کا رکوع مل گیا تب تو جمعہ مل گیا لہٰذا ایک رکعت اور پڑھ کر دو رکعت پوری کرے لیکن اگر دوسری رکعت کا رکوع نہیں پایا تو اسی تحریمہ پر چار رکعت ظہر پوری کرے۔

احکام اذانِ اوّل(2)

جب جمعہ کے لیے اذان کہی جائے سعی الی الجمعہ(3) واجب ہو جاتی ہے اور خرید و فروخت ناجائز ہو جاتی ہے۔

جب امام خطبہ کے لیے نکل پڑے تو بات کرنا، نماز پڑھنا، کسی دوسرے عمل میں مشغول ہونا ممنوع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے۔

جب امام برائے خطبہ ممبر پر بیٹھے تو دوسری اذان اس کے سامنے کہی جائے اور تمام لوگ امام کی طرف متوجہ ہوں۔ جب امام خطبہ پورا کرے اقامت کہی جائے۔

جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم اور هل اتاك پڑھنا مسنون ہے۔

---

(1) بدستور، یعنی جب جمعہ فرض نہ ہوا تو جس طرح روزانہ ظہر جماعت کے ساتھ ادا کرنا مسنون ہے جمعہ کے دن بھی روزانہ کی طرح جماعت کے ساتھ ادا کرنا مسنون رہے گا۔ (2) پہلی اذان (3) جمعہ کے لیے چل پڑنا۔

در شہرے چند جمعہ (1)

امام اعظمؒ کے نزدیک ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے۔ ایک روایت امام اعظمؒ سے یہ مروی (2) ہے کہ ایک شہر میں ایک جگہ کے علاوہ کہیں جمعہ جائز نہیں اگر متعدد جگہ پڑھا گیا تو پہلا صحیح ہوگا اور بعد والے درست نہ ہوں گے۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ ایک شہر میں اگر درمیان شہر سے نہر جاری ہے تو دونوں جانب میں الگ الگ دو جمعہ درست ہوگا۔ فتویٰ اس پر ہے کہ ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ جائز ہے۔

فصل در نماز ہائے واجبہ (3)

امام اعظمؒ کے نزدیک نماز ہائے پنجگانہ کے علاوہ وتر، عید الفطر، اور عید الاضحیٰ کی نمازیں بھی واجب ہیں۔ باقی دیگر اکثر ائمہ کے نزدیک پنجگانہ نمازوں کے علاوہ کوئی نماز واجب نہیں ہے۔ ان کے نزدیک یہ نمازیں سنت ہیں۔

نماز وتر

وتر کی نماز امام اعظمؒ کے نزدیک ایک سلام سے تین رکعت ہے۔ تینوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور تیسری رکعت میں قراءۃ کے بعد رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھے۔ قنوت وتر کا یہ عمل ہمیشہ جاری رہے گا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک رمضان کے نصف آخر میں قنوت پڑھنا سنت ہے

(1) ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ کا حکم (2) منقول (3) وہ نمازیں جو حکم کے اعتبار سے واجب ہیں۔ () ایک قول امام شافعیؒ کا بھی یہی ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک دو سلام سے ہے۔ ایک قول امام شافعیؒ کا یہ بھی ہے۔ امام شافعیؒ کا اصل مسلک یہ ہے کہ وتر طاق عدد ہونا چاہیے خواہ ایک رکعت ہو یا تین یا پانچ یا سات وغیرہ۔ () جب قنوت پڑھنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہتا ہوا ہاتھ کانوں کی برابر اٹھائے پھر حسب دستور باندھ لے اور قنوت پڑھے۔ (۳) اولیٰ، پہلی۔ ثانیہ، دوسری۔ ثالثہ، تیسری۔

اور اکثر ائمہ کے نزدیک قنوت کا رکوع کے بعد قومہ میں پڑھنا مسنون ہے۔
امام اعظمؒ کے نزدیک فجر میں قنوت نہیں ہے۔ مگر امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے۔
مستحب یہ ہے کہ نماز وتر میں رکعت اولیٰ میں ''سبح اسم'' اور رکعت ثانیہ میں ''قل یاایہا الکافرون'' اور رکعت ثالثہ میں ''قل ھو اللہ احد'' پڑھے۔

نماز عیدین

نماز عید کے شرائطِ وجوب وشرائطِ اداء تقریباً وہی ہیں جو نماز جمعہ کے ہیں سواء اس کے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں خطبہ مسنون ہے۔ نماز عید کے بعد دو خطبہ دے جس میں اس روز کے مناسب احکام جیسے صدقۂ فطر یا احکام قربانی وتکبیرات تشریق وغیرہ بیان کرے۔

یوم عید الفطر

عید الفطر کے دن سنت یہ ہے کہ اوّل کچھ کھائے، اور صدقۂ فطر ادا کرے، مسواک کرے، غسل کرے، اچھا کپڑا پہنے خوشبو استعمال کرے، اور تکبیر کہتا ہوا عید گاہ کو نکلے اور اس تکبیر میں جہر نہ کرے۔
جب سورج بلند ہو جائے اس کی روشنی تیز ہو جائے کہ نگاہ اس پر نہ ٹھہرے اس وقت سے لے کر زوال آفتاب کے پہلے تک نماز عید کا وقت ہوتا ہے۔
نماز عید میں پہلی رکعت میں تحریمہ کے بعد تین تکبیریں زائد ہیں۔ ہر تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھائے تکبیر اوّل کے بعد ثناء پڑھے اس کے بعد زوائد کہے۔
دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیرات زوائد کہے اور ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھائے اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ یہ چھ تکبیرات تین اوّل میں تین آخر میں نماز عیدین میں واجب ہیں لہٰذا اگر چھوٹ

گئیں تو سجدۂ سہو لازم آئے گا(1)۔

اگر کوئی آدمی نماز عید میں شامل ہونے سے رہ جائے تو اس پر عید کی قضا نہیں ہے۔

اگر عید کے دن کسی عذر کی وجہ سے وقت پر نماز عید ادا نہیں ہوسکی تو اگلے روز نماز عید کے وقت میں ادا کرے۔

یوم عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ عید الفطر کی مانند ہے۔ مگر یہ کہ نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے۔ اور قربانی نماز عید سے پہلے جائز نہیں ہے اور تکبیرات عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں بالجہر کہے۔ عید الاضحیٰ میں بھی نماز عید سے پہلے کچھ کھالیا تو مکروہ نہیں ہے۔

تکبیراتِ تشریق

ہر فرض نماز باجماعت کے بعد مقیم اہل شہر پر تکبیرات تشریق واجب ہیں۔

ان تکبیرات کا آغاز (2) نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے ہوگا اور اس کی انتہا (3) اگلے روز عید کے دن عصر پر ہوگی امام اعظمؒ کے نزدیک۔

اور تیرھویں ذی الحجہ کی عصر پر ہوگی صاحبینؒ کے نزدیک اور فتویٰ اسی پر ہے۔

اگر عورت یا مسافر مقیم امام کی اقتداء کریں تو ان پر بھی تکبیر تشریق واجب ہوگی۔

تکبیر تشریق یہ ہے کہ ایک بار بآواز بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہے۔

اگر یہ تکبیر کہنا امام بھول جائے تو مقتدی لوگ ترک نہ کریں۔

---

(1) اگر جماعت کثیر ہو اور خطرہ ہو کہ لوگ سجدۂ سہو کر سمجھ نہ پا کر اپنی نماز خراب کرلیں گے تو سجدۂ سہو کو ترک کر دیا جائے گا۔ (2) شروعات (3) ختم۔

فصل در نمازہائے نافلہ

نماز فجر سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے جس میں سورۂ کافرون وسورۂ اخلاص پڑھنا بہتر ہے۔

نماز ظہر و جمعہ سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور بعد ظہر دو رکعت اور بعد جمعہ چار رکعت مگر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چھ رکعت ہے۔ مستحب یہ ہے کہ بعد ظہر چار رکعت ادا کرے دو سلام سے۔

نماز عصر سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت مستحب ہے۔

نماز مغرب کے بعد دو رکعت سنت ہے اور اس کے بعد چھ رکعت اوّابین مستحب ہے۔

نماز عشاء سے پہلے چار رکعت مستحب ہے اور بعد عشاء دو رکعت سنت ہے اور مزید چار رکعت دو سلام سے مستحب ہے۔

نماز وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر (1) پڑھنا مستحب ہے اوّل میں اذا زلزلت اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون پڑھے۔

نماز تہجد

نماز تہجد سنت مؤکدہ ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں فرمایا اور کبھی چھوٹ گئی تو دن میں قضا فرمایا۔

نماز تہجد چار رکعت سے کم اور بارہ سے زیادہ ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات میں مرد اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور دونوں دو رکعات نماز پڑھتے ہیں تو ان کا نام ذاکرین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (1) باقی نوافل بھی بیٹھ کر جائز ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوہرا ثواب اور بیٹھ کر پڑھنے میں اکہرا ثواب ہے۔

نماز وتر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد تہجد پڑھا کرتے تھے (1) ۔ جو شخص اعتماد (2) رکھتا ہو کہ تہجد کے وقت بیدار (3) ہو جائے گا اس کے لیے بھی افضل یہی ہے کہ بعد تہجد وتر ادا کرے لیکن اگر اعتماد نہ ہو تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا چاہیے کہ احتیاط اسی میں ہے۔

نماز تہجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی سات رکعت معہ وتر کبھی گیارہ کبھی تیرہ کبھی پندرہ رکعت پڑھا ہے۔ کبھی دو دو رکعت اور کبھی چار چار کبھی پوری تہجد ایک ہی سلام سے اور کبھی دو دو رکعت نئے وضو اور مسواک کے بعد ادا کیا ہے اس طرح پر کہ دو رکعت پڑھ کر آرام فرمایا پھر بیدار ہو کر جدید وضو و مسواک کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد میں طویل قیام فرماتے تھے کبھی کبھی پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ کبھی چار رکعت اس طرح ادا فرمایا کہ اوّل رکعت میں سورۂ بقرہ اور دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران تیسری میں سورۂ نساء چوتھی میں سورۂ مائدہ تلاوت فرمایا اور جتنا طویل قیام ہوتا اسی اعتبار سے طویل رکوع، قومہ، سجدہ، اور جلسہ بھی ادا فرماتے۔ کبھی ایک ہی رکعت میں یہ چاروں سورتیں پڑھ لیتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن پاک ختم کیا ہے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ روزانہ اتنا پڑھے کہ جس پر مداومت کر سکے ایک مہینہ میں ایک ختم کرے یا دو ختم یا تین ختم اکثر صحابہؓ سات راتوں میں ختم فرمایا کرتے تھے پہلی رات میں اوّل تین سورتیں دوسری رات میں پانچ سورتیں تیسری میں سات چوتھی شب میں نو پھر گیارہ پھر تیرہ سورتیں اور ساتویں رات میں باقی پورا ختم فرماتے تھے اور اس ختم کا نام ''فمی بشوق'' رکھا تھا۔ اور قرآن ترتیل (4) کے ساتھ پڑھتے تھے۔

(1) نماز وتر کا وقت عشاء کا فرض ادا کر لینے کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ (2) بھروسہ، اطمینان (3) جاگنا، سو کر اٹھنا۔ (4) اس طرح ٹھیر ٹھیر کر تلاوت کرنا کہ حروف اپنے مخرج سے صحیح صحیح ادا ہوں۔

نماز اشراق (1)

مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور جب تک سورج بلند نہ ہو جائے (2) ذکر میں مشغول رہے اور اس وقت دو رکعت نماز نفل ادا کر کے ایک حج و عمرہ کا ثواب حاصل کرے اور چار رکعت پڑھے تو اس کے بارے میں حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ اس کی دن کے آخری حصّہ تک میں کفایت کرتا ہوں۔

نماز چاشت

جب سورج اونچا ہو جائے اس کی روشنی گرم ہو جائے اس وقت سے لے کر زوال کے پہلے تک چاشت کا وقت ہے۔ چاشت کی آٹھ رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں۔

نماز تحیۃ

جس وقت نیا وضو کرے دو رکعت تحیۃ الوضو سنت ہے۔ جس وقت مسجد میں داخل ہو دو رکعت تحیۃ المسجد سنت ہے۔ بعد عصر مغرب تک ذکر الٰہی میں مشغول

---

(1) اشراق کے معنیٰ ہیں چمکنا، روشن ہونا۔ چونکہ یہ نماز سورج روشن ہونے کے بعد ادا کی جاتی ہے اس لیے اس کو نماز اشراق کہا جاتا ہے۔
وقت اشراق: نماز اشراق کا صحیح وقت یہ ہے کہ سورج نکل کر ایک نیزہ بلند ہو جائے جس میں طلوع آفتاب کے بعد تقریباً ۱۱ منٹ لگتا ہے احتیاطاً ۱۲ منٹ کے بعد نماز اشراق پڑھنا بہتر ہے۔
(2) سورج کی بلندی کا معیار حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے دو طرح ذکر فرمایا ہے ایک یہ کہ جب تک آفتاب طلوع کے بعد اس کیفیت پر رہے کہ اس کو دیر تک دیکھنے میں آنکھوں کو خیرگی (چوندھیا جانے کی کیفیت) نہو وقت مکروہ ہے اس وقت میں نماز جائز نہیں۔ اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے جب سورج اس کیفیت پر آجائے تو وہ وقت مکروہ ہے۔
دوسرا معیار یہ ذکر کیا ہے کہ جب سورج طلوع کے بعد ایک نیزہ بلند ہو جائے جس کی مقدار ۱۲ بالشت ہے اور غروب کے وقت ایک نیزہ باقی رہ جائے تو وہ وقت مکروہ ہے۔

رہنا سنت ہے۔

جماعت نفل اور تراویح

نفل کی جماعت مکروہ ہے مگر رمضان میں تراویح کی جماعت سنت ہے بیس رکعتیں دس سلام سے ادا کی جائیں اور ہر رکعت میں دس آیات تلاوت کی جائیں تاکہ رمضان پورا ہونے پر پورا قرآن پاک ختم ہو جائے اور لوگوں کی کاہلی کی وجہ سے اس سے کم نہ پڑھا جائے۔

اگر مقتدیوں میں شوق ہو تو رمضان بھر میں دو تین ختم پڑھا جائے۔

ہر چار رکعت کے بعد اتنی ہی مقدار کا جلسہ کرے اور ذکر میں مشغول رہے اس طرح پانچ ترویحہ (1) میں بیس رکعت پوری کرے۔ اور بعد تراویح وتر جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ سواء رمضان کے وتر کی جماعت مکروہ ہے۔

نماز استخارہ

اگر کوئی اہم کام پیش آئے تو سنت ہے کہ استخارہ کرے وضو کرے اور دو رکعت نفل ادا کرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ دعاء پڑھے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُكَ وَ اَسۡتَقۡدِرُكَ بِقُدۡرَتِكَ وَاَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّكَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَ تَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلّامُ الۡغُیُوۡبِ اللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ خَیۡرٌلِیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ اَوۡ دُنۡیَایَ اَوۡ عَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ فَقَدِّرۡہُ وَیَسِّرۡہُ لِیۡ ثُمَّ بَارِكۡ لِیۡ فِیۡهِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّلِیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ اَوۡ دُنۡیَایَ اَوۡ عَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ فَاصۡرِفۡهُ عَنِّیۡ

(1) ترویحہ، تراویح میں ہر رکعت پر کچھ دیر بیٹھ کر ذکر و تسبیح پڑھنے کو ترویحہ کہا جاتا ہے۔

وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ"۔(1)

نمازتوبہ

اگرکوئی گناہ ہوجائے تو چاہیے کہ وضوکر کے دورکعت نماز ادا کرے استغفار اوراس گناہ سے توبہ کرے اوراپنے کئے پر شرمندہ ہواور آئندہ پکاارادہ کرے کہ پھرایسا نہیں کروں گا۔

استغفار کے لیے یہ کلمات بہت بہتر ہیں:

"اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ".(2)

نمازحاجت

اگرکوئی ضرورت پیش آئے تووضوکرے اوردورکعت نماز ادا کرے اورحمدو ثناءودرود کے بعد یہ دعا پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالْعِصْمَةَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّالسَّلَامَةَ

---

(1) ترجمہ: اے اے اللہ میں تجھ سے بہتر کا طلبگار ہوں اور تیری قدرۃ سے قوۃ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں اس لیے کہ تو قادر ہے میں قادر نہیں ہوں اور تو غیب کا خوب خوب علم رکھتا ہے۔اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین یا میری دنیا یا میرے انجام کے لیے بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما اور اس کو میرے لیے آسان بنا پھر اس میں مجھ کو برکت دے۔اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین یا میری دنیا یا میرے انجام کے لیے ٹھیک نہیں ہے تو اس کو مجھ سے موڑ دے اور میرے لیے بہتر کا فیصلہ فرما جہاں کہیں بھی ہو۔پھر مجھ کو اس پر راضی کر دے۔

(2) ترجمہ: میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جن کے سوا کوئی معبود نہیں جو خود زندہ اور زندگی بخشنے والے خود قائم اور دوسروں کو پائیداری دینے والے ہیں اور میں جھکتا ہوں انہیں کی طرف۔

مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْباً اِلاَّ غَفَرْتَهٗ وَلاَ هَمّاً اِلاَّ فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَاءً اِلَّا شَفَيْتَهٗ وَلَا دَيْناً اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ هِيَ لَكَ رِضاً اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.(1)

صلوٰۃ التسبیح

یہ نماز تمام گناہوں کی مغفرت کے لیے ہے خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ (2)، بھول سے ہوئے ہوں یا ارادہ سے چھپ کر کیا ہو یا دیکھا کر۔ حدیث شریف میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سکھایا تھا۔

یہ نماز چار رکعت اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ ہر رکعت میں قراءت کے بعد پندرہ بار ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر'' پڑھے پھر رکوع میں دس بار قومہ، سجدہ، جلسہ میں دس دس بار اور دوسرے سجدہ میں دس بار دوسرے سجدہ میں بیٹھ کر دس بار پس ہر رکعت میں پچھتّر بار ہوا اسی طرح چار رکعت میں تین سو بار پڑھے۔

اگر ہو سکے تو یہ نماز روزانہ پڑھے ورنہ ہفتہ میں ایک بار نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لے۔

(1) ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے جو بردبار بخشنے والا ہے پاک ہے اللہ ہر عیب و نقص سے پالنہار ہے بڑے عرش کا تمام تعریفیں اللہ کو جو پروردگار ہے تمام عالموں کا۔ میں مانگتا ہوں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب، تیری مغفرت کے لوازم، ہر نیکی کی کمائی ہر قصور سے حفاظت ہر گناہ سے سلامتی، نہ چھوڑ میرے لیے کوئی قصور کہ جس کو بخش نہ دے نہ کوئی فکر کہ جس کو دور نہ کر دے نہ کوئی بیماری کہ جس کو ٹھیک نہ کر دے نہ کوئی قرض کہ جس کو ادا نہ کر دے نہ دنیا و آخرت کی کوئی ضرورت جو تیری مرضی کے مطابق ہو کہ اس کو پوری نہ کر دے اے رحم کرنیوالے سب سے بڑے مہربان۔

(2) کبیرہ وہ گناہ کہلاتے ہیں جس کے کرنے والے کے لیے شارع کی جانب سے کوئی وعید وارد ہوئی ہو یا اس کے کرنے والے کے لیے شریعت میں کوئی سخت سزا مقرر ہو۔ جیسے جھوٹ بولنے والے پر لعنت کی وعید ہے اور بہتان لگانے والے پر کوڑوں کی سزا مقرر ہے۔

اور افضل یہ ہے کہ اس نماز کی چاروں رکعات میں مسبحات پڑھے۔ اور وہ سات سورتیں ہیں: بنی اسرائیل، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن، اعلیٰ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے صلوٰۃ التسبیح میں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ وَالْعَصْرِ، قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، یا اِذَا زُلْزِلَتِ، اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ، قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ منقول ہے اور یہ سہل ہے۔

نماز کسوف (1)

جب سورج گرہن ہو تو سنت یہ ہے کہ جمعہ کا امام دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک رکوع کرے جیسے کہ دوسری نمازیں اور قراءۃ لمبی کرے اور بالسرّ کرے مگر صاحبینؒ کے نزدیک قراءۃ بالجہر کرے اور نماز کے بعد ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ پورا سورج روشن ہو جائے۔

اگر جماعت نہ ہو تو تنہا پڑھے دو یا چار رکعت۔

ایسے ہی اگر چاند گرہن ہو یا سخت اندھیرا چھا جائے، یا سخت طوفان آ جائے یا زلزلہ آ جائے وغیرہ اسی طرح نماز پڑھے اور ذکر کرے۔

---

(1) سورج گرہن کی نماز

فائدہ: سورج یا چاند کے گرہن پر اہل جاہلیت کا یہ تصور تھا کہ یہ عالم میں کوئی بڑا انقلاب رونما ہونے کی نشانی ہے حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے حضرات صحابہ کو لے کر با جماعت چار رکعت نماز ادا فرمائی اور لمبی قراءۃ فرمائی یہاں تک کہ نماز ختم ہونے پر دیکھا تو سورج کھل چکا تھا۔ آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں ان کا گرہن کسی کی زندگی یا موت کی علامت نہیں جب ایسی صورت حال دیکھا کرو۔ یعنی سورج یا چاند گرہن ہو تو اللہ کو یاد کیا کرو یعنی نماز، تسبیحات ذکر اذکار میں مشغول ہو کر اللہ کی طرف رجوع کیا کرو۔

نماز استسقاء

طلب بارش کے لیے کبھی تو حضور ﷺ نے صرف دعا فرمائی ہے اور کبھی خطبۂ جمعہ میں دعا فرمائی۔

حضرت عمرؓ استسقاء کے لیے نکلے اور استغفار پر اکتفا کیا۔ اسی وجہ سے حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک استسقاء میں نماز سنت نہیں ہے بلکہ استسقاء دعا و استغفار ہے اگر نماز پڑھے تو بلا جماعت تنہا تنہا جائز ہے۔

لیکن نبی ﷺ سے استسقاء میں نماز با جماعت محدثین کے نزدیک ثابت ہے اس لیے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور اکثر علماء کا کہنا ہے کہ امام جماعت مسلمین کے ساتھ جائے نماز کو نکلے اور کفار ساتھ میں نہ ہوں امام دو رکعت نماز پڑھائے اور قراءۃ بالجہر کرے اور بعد نماز عید کی مانند خطبہ دے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک خطبہ دے۔

امام محمدؒ کے نزدیک دو خطبہ دے۔ حضرت امام اعظمؒ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک خطبہ نہیں ہے۔ استغفار کرے اور دعاء کرے بہتر یہ ہے کہ ادعیۂ ماثورہ پڑھے جیسے۔ ''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثاً مُغِیْثاً مَرِیْئاً مُرِیْعاً نَافِعاً غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَیْرَ اٰجِلٍ مُمْرِعَ النَّبَاتِ اللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَھَائِمَكَ وَاَنْزِلْ رَحْمَتَكَ وَاَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ (1) وغیرہ اور امام اپنی چادر پلٹ دے نہ کہ باقی لوگ۔

مستحب یہ ہے کہ نماز استسقاء کے لیے نکلنے سے پہلے سب لوگ گناہوں

---

(1) ترجمہ: اے اللہ ہمیں سیراب فرما ایسی بارش سے جو مددگار ہو، خوشگوار ہو، شادابی لانے والی ہو، جلد آنے والی ہو، دیر نہ کرنے والی ہو، گھاس پودے اگانے والی ہو۔ اے اللہ سیراب کر دے اپنے بندوں کو اپنے چوپایوں کو، اور اپنی رحمت نازل کر دے اور اپنی مردہ بستی کو زندگی عطا کر دے۔

سے توبہ کریں، صدقہ وخیرات کریں، مسلسل تین دن روزہ رکھیں اور چوتھے روز معمولی کپڑوں میں ضعیفوں، بزرگوں، علماء وصلحاء کو لے کر قبولیت دعا کے یقین کے ساتھ نکلیں اور بارش کی دعاء کریں۔

احکام نفل

نفل شروع کر دینے پر واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کسی نے نفل شروع کرنے کے بعد توڑ دیا تو وہ دو رکعت کی قضاء کرے طرفین کے نزدیک۔ اگرچہ چار کی نیت کیا رہا ہو۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر چار کی نیت کیا تھا تو چار کی قضاء کرے۔

نوافل میں دو رکعت پر قعدہ لازم ہے اگر کسی نے چار کی نیت کیا اور قعدۂ اولیٰ ترک کر دیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو گئی مگر شیخینؒ کے نزدیک اگر بھول سے ایسا ہو گیا تو سجدۂ سہو سے نماز صحیح ہو جائے گی۔

اگر کسی عورت نے نذر مانی کہ کل نفل نماز ادا کروں گی یا روزہ رکھوں گی پھر حائضہ ہو گئی تو کل نفل کی ادائیگی نہیں کرے گی فراغت کے بعد قضا لازم ہو گی۔

نوافل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن اعمال عباد میں جس عمل کا حساب سب سے پہلے ہو گا وہ نماز ہو گی پس اگر وہ ٹھیک ہے تو وہ کامیاب و بامراد ہوا اور اگر وہ نادرست ہوئی تو وہ ناکام ہوا۔ پھر اگر اس کے فرائض میں کوتاہی، کمی رہ گئی تھی تو حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میرے بندے کے نوافل دیکھو اگر نامۂ اعمال میں نوافل ہوں گے تو فرائض میں کوتاہی کی تلافی نوافل سے کر دی جائے گی۔ ایسے ہی دوسرے اعمال کا بھی حساب ہو گا یعنی مثلاً زکوٰۃ، روزے حج وغیرہ سب میں نوافل کام آئیں گے کہ فرائض میں نقصان کی تلافی نوافل سے کر دی جائے گی اس لیے فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل کا بھی کچھ ذخیرہ اپنے پاس رکھنا چاہیے اللہ ہم کو اور آپ کو سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

قیام پر قدرت ہونے کے باوجود نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ثواب اور کھڑا ہو کر پڑھنے سے اس کا دوگنا ثواب ملتا ہے۔

اگر نفل کو کھڑے ہو کر شروع کیا اور بیٹھ کر تکمیل کیا تو یہ بھی جائز ہے لیکن بلا عذر مکروہ ہے۔

باب نفل میں تکان بھی عذر ہے۔

اگر تکان ہو تو نفل کی ادائیگی میں کسی چیز کے سہارے کھڑا ہونا بھی جائز ہے۔

سواری پر چلتے ہوئے جس رخ پر بھی سواری چل رہی ہو نفل جائز ہے استقبال قبلہ اس وقت شرط نہیں اگر دریں صورت رکوع وسجود پر قدرت نہ ہو تو اشارہ سے پڑھ لے۔

اگر گھوڑے سوار تھا اور نفل شروع کیا ابھی نماز پوری نہیں ہوئی تھی کہ زمین پر اتر آیا تو اسی نماز کو پوری کر لے اور اب چونکہ زمین پر رکوع وسجود پر قدرت ہوگئی ہے اس لیے رکوع وسجدہ کرے۔ مگر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بنا جائز نہیں از سر نو نماز پڑھے۔

اگر زمین پر نماز نفل شروع کیا پھر درمیان نماز سوار ہوگیا تو بالاتفاق اس کی نماز باطل ہوگئی۔ بنا جائز نہ ہوگی از سر نو نماز پڑھے۔

فصل در سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت ہر اس شخص پر واجب ہوتا ہے جو آیت سجدہ بشمول حرف سجدہ پڑھے یا کسی عاقل بالغ یا صبی ممیز سے سنے اگرچہ بے ارادہ سنا ہو۔ علاوہ حائضہ و نفساء، اور امام ومقتدی کے حنفیہ کے نزدیک۔ مالکیہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت سنت ہے۔

حائضہ ونفساء پر آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا لیکن اگر ان کی زبان سے کسی غیر حیض ونفاس والی نے آیت سجدہ سنا تو سننے والے پر سجدہ

واجب ہوگا۔

پاگل، یا سوتے ہوئے شخص یا پرندے کی زبان سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

آواز بازگشت (1) میں آیت سجدہ سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں۔ اسی طرح چھوٹے بچے کی زبان سے سن کر بھی سجدہ واجب نہیں، ریڈیو، ٹیپ رکارڈ، ٹیلی ویزن وغیرہ مشینوں پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں۔

مسائل سجدہ

امام نے آیت سجدہ پڑھا اگرچہ آہستہ پڑھا ہوا امام کے ساتھ مقتدیوں پر بھی سجدہ واجب ہوگا۔

مقتدی نے آیت سجدہ پڑھا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوگا نہ امام پر نہ مقتدی پر۔

مقتدی نے آیت سجدہ پڑھا نماز کے باہر کوئی آدمی سن رہا تھا تو اس سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا۔

مقتدی نے رکوع، سجدہ، قومہ یا جلسہ میں آیت سجدہ پڑھ دیا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوگا علاوہ باہری شخص کے۔

اگر کسی نے نماز کے باہر آیت سجدہ تلاوت کیا اور نمازی نے اس کو سنا تو بعد نماز سجدہ کرے نماز میں وہ سجدہ اداء نہ ہوگا۔ لیکن اگر نماز میں ہی کر لیا تو نماز باطل نہ ہوگی۔

اگر امام نے آیت سجدہ پڑھا کوئی نماز کے باہر اس کو سن رہا تھا پھر سننے والے نے اسی امام کی اقتداء کر لیا دریں صورت اگر ابھی امام نے سجدہ نہیں کیا تھا تو یہ شریک ہونے والا امام کے ساتھ سجدہ کرے لیکن اگر امام کے سجدہ سے

---

(1) آواز بازگشت: وہ آواز ہے جو بولنے والے کی زبان سے نکلنے کے بعد دوبارہ سننے میں آئے جیسے بڑے گنبد میں بولنے پر یا کہساروں میں بولنے پر اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

فراغت کے بعد اسی رکعت میں شامل نماز ہوا تو امام کا سجدہ کافی ہے سننے والے پر سجدہ ضروری نہیں رہا بصورت دیگر اگر اسی رکعت میں شامل نماز نہ ہوا بلکہ دوسری رکعت میں شامل ہوا تو بعد نماز سجدہ کرے۔

جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوتا ہے اس کی ادائیگی نماز کے باہر نہیں ہوتی اور جو سجدہ نماز کے باہر واجب ہوتا ہے اس کی ادائیگی نماز میں نہیں ہوتی نماز میں آیت سجدہ کے بعد دو ایک آیت اور پڑھ کر سجدہ کیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اگر کسی نے نماز کے باہر آیت سجدہ تلاوت کیا اور سجدہ نہیں کیا اور نماز میں بھی اسی آیت سجدہ کو پڑھا تو ایک سجدہ کافی ہے لیکن اگر نماز سے پہلے والا سجدہ کر چکا تھا تو دوسرا سجدہ واجب ہوگا۔

اگر کسی نے ایک ہی مجلس میں بار بار ایک ہی آیت سجدہ پڑھا تو ایک سجدہ کافی ہے۔

آیت سجدہ کی تبدیلی یا مجلس کی تبدیلی سے دوسرا سجدہ لازم ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ ایک مجلس میں ایک آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے خواہ کتنی بار ہو۔

آیت سجدہ کے بدلنے یا مجلس تبدیل ہو جانے سے تکرار سجدہ لازم آئے گا تبدیل مجلس کرنے والا قاری ہو یا سامع۔

تبدیل مجلس

مجلس تبدیل ہو جاتی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانے سے، ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلے جانے سے، ندی، نہر، یا بڑے حوض میں تیرنے سے۔

کمرہ، یا مسجد میں ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ میں چلے آنے سے مجلس تبدیل نہیں ہوتی۔

کشتی کے تیرنے سے اس میں بیٹھنے والے کی مجلس تبدیل نہیں ہوتی (1)۔

اسی طرح ایک ہی محل میں ایک دو رکعت نماز پڑھنے، ایک دو لقمہ کھانے پینے، ایک دو قدم چلنے، سہارا لگانے، بیٹھے ہوئے کے کھڑے ہو جانے، کھڑے ہوئے کے بیٹھ جانے، پیدل کے سوار ہو جانے، یا سوار کے نیچے اتر آنے سے مجلس تبدیل نہیں ہوتی۔ سواری کے چلنے سے بھی مجلس تبدیل نہیں ہوتی۔

کیفیت سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت کی وہی شرائط ہیں جو نماز کی۔ سجدہ کی صورت یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے تسبیح پڑھے اور تکبیر کہتا ہوا سجدہ سے سر اٹھائے۔

تکبیر تحریمہ، تشہد، اور سلام سجدۂ تلاوت میں نہیں ہے۔

اوقات مکروہہ میں سجدۂ تلاوت بھی جائز نہیں جیسا کہ نماز مگر یہ کہ اسی وقت میں آیت سجدۂ تلاوت کیا ہو تو اسی وقت میں ادائیگی بھی جائز ہے۔

بہتر یہ ہے کہ صرف آیت سجدہ نہ پڑھے بلکہ ایک دو آیت اس کے ساتھ ملالے۔

بہتر یہ ہے کہ آیت سجدہ آہستہ پڑھے تا کہ سامعین پر سجدہ واجب نہ ہو۔

نماز میں آیت سجدہ تلاوت کیا اور رکوع میں چلا گیا اور سجدہ کی نیت کرلیا تو سجدہ ادا ہو گیا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ ائمہ ثلٰثہ کے نزدیک رکوع سجدۂ تلاوت کی کفایت نہیں کرتا۔

نماز میں آیت سجدہ تلاوت کیا اور ایک دو آیت مزید پڑھ کر سجدہ میں چلا گیا تو سجدہ ادا ہو گیا نیت کرے یا نہ کرے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ خلافاً

---

(1) لہٰذا موٹر گاڑی، ٹرین وغیرہ کے چلنے سے اس میں بیٹھنے والے کی مجلس تبدیل نہیں ہوگی۔
سجدہ کی قضا: اگر آیت سجدہ پڑھا اور اسی رکعت میں سجدہ کرنا بھول گیا تو اس کی قضاء نماز کے اندر ہی کرنی چاہئے کیونکہ نماز میں واجب ہوئے سجدہ کی ادائے گی نماز کے باہر نہیں ہوگی۔

للجمهور.(1)

نماز میں آیت سجدہ تلاوت کیا اور اسی آیت، یا ایک دو آیت پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اس کے بعد سجدۂ نماز میں چلا گیا تو سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو گیا نیت کرے یا نہ کرے۔

بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی مصلحت شرعی پیش نظر نہ ہو تو سجدۂ تلاوت مستقل کیا جائے۔

اگر نماز میں آیت سجدہ تلاوت کیا اور اس کے بعد تین آیتوں سے زیادہ تلاوت کرنے کے بعد رکوع سجدہ کیا تو سجدۂ تلاوت نہ رکوع سے ادا ہوگا اور نہ سجدۂ صلبیہ سے اس پر سب ائمہ کا اتفاق ہے۔

سورۂ ص کا سجدہ حنفیہ کے نزدیک واجب ہے، مالکیہ کے نزدیک سنت ہے، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی ایک روایت میں سورۂ ص کا سجدہ نماز میں نہیں ہے لیکن نماز کے باہر مستحب ہے۔

☆☆☆

(1) یعنی باقی ائمہ اس سے اتفاق نہیں کرتے لہٰذا ان کے نزدیک ضروری ہوگا کہ سجدہ والی آیت مکمل کرنے کے بعد فوراً سجدہ کرے اور اگر مزید آیتوں کی تلاوت کر لیا تو سجدہ کی نیت کرنا ضروری ہوگا۔

سجدۂ تلاوت کا اہتمام

حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو خطاب فرمایا اور سورہ صٓ کی تلاوت فرمایا جب آیت سجدہ سے گذرے تو ممبر سے اتر آئے آپؐ نے سجدہ کیا۔ اور ایک دوسرے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی سورۂ صٓ کی تلاوت فرمائی جب آیت سجدہ پر پہونچے تو ہم لوگ سجدہ کرنے کے لیے تیار ہونے لگے جب آپؐ نے ہم کو دیکھا کہ ہم سجدہ کرنے کو تیار ہیں تو فرمایا کہ یہ ایک نبی کی توبہ کا سجدہ ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سجدہ کرنے کو تیار ہو پس آپؐ نے بھی سجدہ کیا اور ہم لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔

کتاب الجنائز

موت کو ہمیشہ یادرکھنا اور ضروری امور کا وصیت نامہ لکھ کر رکھنا مستحب ہے۔ اور جب موت کا ظن (1) غالب ہوجائے تو وصیت نامہ لکھوا دینا بالخصوص حقوق واجبہ (2) کا واجب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص روزانہ موت کو بیس مرتبہ یاد کرے درجۂ شہادت پائے۔

عند الموت (3)

جب مسلمان موت کے قریب ہوجائے یعنی آثار موت نظر آنے لگیں تو تلقین (4) شہادتین کی جائے یعنی آس پاس کے لوگ بآواز بلند اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھیں تاکہ مرنے والے کو بھی یہ کلمہ پڑھنا یاد آجائے۔ اور اس کے سر کے پاس سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جائے۔

بعد الموت

جب روح نکل جائے تو اس کے منہ اور آنکھوں کو بند کردیا جائے بند کرنے والا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھے، اور دفن میں جلدی کی جائے۔

---

(1) یعنی موت کا گمان یقین کے درجہ میں ہوجائے۔ (2) جیسے نماز، روزہ، حج، قرض، امانت، عاریت، وغیرہ (3) موت کے وقت (4) تلقین، تعلیم دینا، یاد دلانا۔

فائدہ: مرنے والے کے پاس موجود لوگوں کو چاہئے کہ خود پڑھ کر اس کو کلمہ پڑھنا یاد دلائیں مگر کلمہ پڑھنے کا حکم نہیں دینا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ موت کی تکلیف کی وجہ سے انکار کردے جیسا کہ کسی پریشانی میں مبتلا شخص کو خواہ کتنی اچھی بات کہی جائے وہ پلٹ دیتا ہے۔

تکثیر (1) جماعت کے لیے جنازہ کو مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تدفین میں عجلت (2) کی تاکید فرمائی ہے۔

اگر مرنے والی حاملہ عورت ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کر رہا ہو تو پیٹ چاک (3) کر کے بچہ نکال لیا جائے اور آپریشن صرف بقدر ضرورت (4) کیا جائے۔

مرنے کے بعد بلا ضرورت شدیدہ (5) کسی عضو کا نکالنا، کاٹنا خراب کرنا، جائز نہیں ہے انسان کا ہر عضو واجب الاحترام ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

مردہ مسلمان کو غسل دینا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا، دفن کرنا، فرض کفایہ ہے اور بغیر غسل اور کفن دیئے نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔

غسل میت

غسل دینے سے پہلے غسل والے تخت کو تین مرتبہ کسی خوشبودار چیز مثلاً اگر یا لوبان سے دھونی دی جائے اور مردہ کے کپڑے اتار کر اور ستر کو چھپا کر تخت پر لایا جائے۔

پہلے نجاست حقیقی کو پاک کیا جائے پھر وضو کرایا جائے مگر منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے سوا جنبی (6) اور حیض و نفاس والی کے، پھر ایسے پانی سے جس میں بیری کے پتے یا ایسی چیز جوش دی گئی ہو غسل کرایا جائے، سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو گل خطمی (7) سے دھویا جائے اور آخری پانی کافور ملا ہوا اس کے بدن پر ڈالا جائے۔

---

(1) جماعت کی تعداد بڑھانا۔ مؤخر، لیٹ کرنا، دیر کرنا۔ (2) دفن کرنے میں جلدی کرنا۔ (3) چاک، چیر کر۔ (4) بقدر ضرورت، یعنی صرف اتنا چیرا دیا جائے جتنے سے بچہ نکالا جاسکے۔ (5) ضرورت، شدیدہ۔ سخت مجبوری۔ (6) جس پر موت سے پہلے غسل واجب تھا۔ غسل کن چیزوں سے واجب ہوتا ہے اس کو کتاب الطہارۃ موجبات غسل میں دیکھا جائے۔ (7) ایک پھول ہے جو پنساری کے یہاں ملتا ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو اس کی جگہ خوشبودار صابن استعمال کیا جائے۔

پہلے بائیں پہلو کروٹ کر کے داہنے حصہ جسم پر پانی ڈالا جائے پھر پیٹھ کو سہارا دے کر اوپر کو اٹھا کر پیٹ کو ہلکے ہاتھوں مل دیا جائے تاکہ کوئی گندگی قریب ہو تو نکل جائے اور اس کو صاف کر دیا جائے اور اس گندگی کی وجہ سے غسل کو دہرانا ضروری نہیں ہے۔ اس کے بعد تولیہ وغیرہ سے اس کا بدن پونچھ دیا جائے پیشانی اور ڈاڑھی پر عطر یا کوئی خوشبو لگادی جائے اور اعضاء سجدہ پر کافور مل دیا جائے اور کفن پہنا دیا جائے۔

کفن

مردوں کے لیے تین کپڑا مسنون ہے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ: ایک کفنی (1) نصف ساق تک اور دو چادر سر سے پیر تک۔ ایک حدیث سے تین چادروں میں کفن دیا جانا ثابت ہے۔ جس میں کرتا نہیں تھا۔

پگڑی باندھنا بدعت ہے۔ اوپر کی بڑی دو چادروں میں سے نیچے والی کو ازار اور اوپر والی کو لفافہ کہتے ہیں۔

اگر تین کپڑا میسر نہ ہو تو دو کپڑا ہی کافی ہے۔ یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک کپڑا بھی کفایت کرے گا، جیسا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک کوتاہ کپڑا میسر ہوا تھا تو سر چھپا کر پیروں پر اذخر ڈال دیا گیا تھا۔

عورتوں کے کفن میں دو کپڑوں کا اضافہ کیا جائے گا ایک دوپٹہ کہ جس میں سر کے بالوں کو لپیٹ کر سینہ پر رکھ دیں گے دوسرا سینہ بند جو بغل سے گھٹنوں تک رہے گا۔ کفن کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے کرتہ، پھر دوپٹہ، پھر سینہ بند، پھر ازار پھر لفافہ پہنایا جائے۔ کفن لپیٹتے وقت پہلے بایاں پلہ لپیٹ کر پھر اس پر دایاں پلہ رکھ دیا جائے۔ اگر اڑنے کا خطرہ ہو کفن کو ہلکا بندھن سے باندھ دیا جائے بعد میں کھول دیا جائے۔

---

(1) کفنی، کرتا۔ آدھی پنڈلی

عورتوں کے لیے اگر پانچ کپڑا میسر نہ ہو تو تین کپڑا بھی کافی ہے۔ اور اگر اتنا بھی میسر نہ ہو تو جتنا میسر ہو جائے۔

کفن کے کرتا میں آستین، کلی گریبان نہیں بنایا جائے گا نہ بغل کو سلا جائے گا صرف شق کیا جائے گا تا کہ پہنایا جا سکے۔ کفن سوتی اور سفید رنگ بہتر ہے۔

مسائل متفرقہ

مردوں کا غسل مردوں کو دینا چاہیے اور عورتوں کا غسل عورتوں کو دینا چاہیے۔

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ لیکن شوہر اپنی بیوی کو غسل نہ دے۔

اگر کوئی عورت مردوں کے درمیان مر جائے اور وہاں کوئی عورت غسل دینے والی نہ ہو تو اس کو مرد لوگ تیمم کرا دیں اور دفن کر دیں۔ اگر اس کا ذی رحم محرم (1) موجود ہو تو وہ تیمم کرا دے اگر اس کا ذی رحم محرم موجود نہ ہو تو اجنبی مرد اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دیں۔

چھوٹے بچے کو عورت اور چھوٹی بچی کو مرد غسل دے سکتا ہے۔

میت کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تجہیز و تکفین (2) کا خرچ عورت کا اس کے شوہر پر لازم ہے۔ اور مرد کا اس کے ورثاء پر اگر میت مرد مالدار نہ ہو۔ اور اگر مالدار ہو تو اسی کے مال سے اس کو

---

(1) ذی رحم محرم وہ کہلاتا ہے جس سے نکاح کبھی جائز نہ ہو۔ (2) کفن دفن کے انتظامات۔

فائدہ: حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے جب ہم جنت البقیع پہونچے تو آپؐ نے ایک قبر دیکھی جس پر جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی آپؐ نے سوال کیا کہ یہ کس کی قبر ہے بتایا گیا ہے فلاں انصاریہ کی ہے آپؐ نے فرمایا مجھے کیوں نہیں اطلاع کیا؟ ایسا مت کیا کرو جب تک میں تمہارے درمیان میں ہوں میت کی اطلاع مجھے کر دیا کرو میری نماز و دعا میت کے لیے رحمت ہے پھر آپ قبر پر تشریف لائے ہم لوگوں نے پیچھے صف بنائی اور آپ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور چار بار تکبیر کہی۔ ا

کفن دیا جائے گا۔

اگر میت کا کوئی ولی موجود نہ ہو تو اولاً حکومت اور اگر حکومت انتظام نہ کرے تو عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی تجہیز و تکفین کا خرچ برداشت کریں۔

امامت نماز

غسل و کفن کے بعد نماز جناہ پڑھی جائے۔ نماز جنازہ کی امامت کا حق سب سے پہلے امیر المسلمین کو ہے پھر قاضی کو پھر محلہ کے امام کو پھر میت کے ولی کو اور اولیاء میں جو سب سے قریب ہو۔ اور ولی اقرب میں اگر باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو بیٹے کے مقابلہ میں باپ زیادہ حقدار ہے۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ نماز جنازہ کا رکن چار تکبیرات ہیں تکبیر اولیٰ (1) کے بعد ثناء (2) پڑھے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا مشروع نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی نے ثناء کے بجائے سورۂ فاتحہ پڑھا تو جنازہ ہو جائے گا۔ حضرت امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک فاتحہ مشروع ہے۔

تکبیر ثانیہ کے بعد درود پڑھے، تکبیر ثالثہ کے بعد میت اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا پڑھے بڑوں کے لیے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنا وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى

---

(1) اولی، پہلی۔ ثانیہ، دوسری، ثالثہ، تیسری۔ رابعہ، چوتھی۔ (2) سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ

الِاسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّاهُ عَلَى الِايْمَانِ"(1)

نابالغ لڑکا پر یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّذُخْراً وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً"(2)

نابالغ لڑکی پر اِجْعَلْهُ کی جگہ اِجْعَلْهَا اور شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً کی جگہ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔ تکبیر رابعہ کے بعد سلام پھیرے۔

مسائل متفرقہ

جو شخص امام کی تکبیر کے بعد حاضر جنازہ ہو وہ تکبیر ثانی کا انتظار کرے جب امام دوسری تکبیر کہے امام کے ساتھ تکبیر کہتا ہوا شامل جنازہ ہو جائے اور فوت شدہ تکبیر کی قضا امام کے سلام پھیرنے کے بعد کرے امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مسبوق تکبیر ثانی کا انتظار نہ کرے بلکہ تکبیر کہہ کر شامل نماز ہو جائے۔

سوار ہو کر نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔

نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے۔

امام اعظمؒ کے نزدیک غائب میت پر نماز جنازہ جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر لاش نصف سے کم ملی ہے تو بھی جنازہ نہیں ہے، اگر بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو اگر پیدائش کے بعد آثار حیاۃ (3) پائے گئے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی ورنہ نہیں۔

---

(1) ترجمہ: اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو، حاضروں کو، غائبوں کو، چھوٹوں کو، بڑوں کو، مردوں کو، عورتوں کو، اے اللہ ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا ہو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے ایمان پر خاتمہ کر۔ (2) اے اللہ! اس بچہ کو بنا دے ہمارے لیے پیشگی سامان راحت اجر، ذخیرہ، اور مقبول الشفاعۃ سفارشی۔ (3) زندگی کا نشان جنازہ میں یہ درود مشہور ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو اگر اعضاء بدن (1) بنے ہوئے تھے تو غسل دیا جائے گا مگر نہ با قائدہ کفن ہے اور نہ نماز جنازہ۔ اور قبر میں دفن کیا جائیگا۔

اگر اعضاء بنے ہوئے نہیں تھے تو نہ غسل ہے نہ کفن ہے نہ جنازہ بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر اسی میں ڈال دیا جائے۔

جو بچہ دارالحرب (2) سے بغیر ماں باپ کے لایا گیا اور اس کا مسلمان بچہ ہونا معلوم نہیں۔ یا ماں باپ کے ساتھ لایا گیا اور ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو گیا یا خود سمجھدار تھا مسلمان ہو گیا ان تینوں صورتوں میں اگر وہ بچہ مر گیا تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اگر بغیر جنازہ پڑھے ہوئے مردہ دفن کر دیا گیا ہو تو تین دن تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے تین دن کے بعد قبر پر جنازہ نہیں پڑھی جائے گی حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک۔

اور شہداء احد پر جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات سال بعد جنازہ پڑھا تھا یہ شہداء احد اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

تدفین

مردہ کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ نماز جنازہ کے بعد میت کو چار آدمی اپنے کاندھوں پر اٹھائیں اور قبر کی طرف چلیں رفتار نہ زیادہ تیز ہو نہ زیادہ آہستہ درمیانی رفتار ہو باقی لوگ جنازہ کے پیچھے چلیں اور جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا جائے لوگ نہ بیٹھیں۔

جنازہ لے کر چلتے ہوئے منزل کرنا ثابت نہیں ہے۔

قبر میں لحد (3) بنائی جائے اور قبلہ کی جانب سے مردہ کو قبر میں داخل کیا

(1) ہاتھ، کان، ناک، وغیرہ (2) وہ غیر اسلامی ملک جو اسلامی ملک سے برسرِ پیکار رہتا ہو۔
(3) لحد، بغلی کو کہتے ہیں۔

جائے اور اس وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھا جائے۔ مردہ کا چہرہ رو بقبلہ (1) کر دیا جائے۔ کچی اینٹیں، بانس نرکل وغیرہ سے لحد کو پاٹ دیا جائے عورت کی میت کو قبر میں اتارتے وقت قبر پر پردہ کر لیا جائے (2)۔ پھر مٹی سے قبر کو بھر دیا جائے۔ اور قبر کو اونٹ کی کوہان کی مانند بنا دیا جائے چوکور نہ بنائی جائے۔

قبر میں پکی اینٹ، چونہ، قیمتی لکڑی وغیرہ نہ لگائی جائیں۔

اسی طرح قبور اولیاء پر جو عمارت بنائی جاتی ہے اور اس پر چراغاں کیا جاتا ہے اور اس طرح کی اور بھی کچھ چیزیں ہیں یہ سب مکروہ ہیں۔

فصل در شہید

جو شخص لشکر کفار کے ہاتھوں یا خلیفۂ برحق سے بغاوت کرنے والے باغیوں کے ہاتھوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا ہو یا میدانِ جنگ میں مردہ پایا گیا ہو اور اس پر قتل کا اثر پایا گیا یا اس کو کسی مسلمان نے ناحق قتل کیا ہو اور اس کی دیت شرعاً واجب نہ ہوتی ہو بلکہ شرعاً قاتل واجب القصاص ہو۔

اور ایسا مقتول بچہ، پاگل، جنبی، حائض نہ ہو اور زخمی ہونے کے بعد موت سے پہلے کھانا، پینا، علاج، بیع وشراء، وصیت کرنا وغیرہ فوائد سے منتفع نہ ہوا ہو اور نہ زخمی ہونے کے بعد اس پر کوئی نماز فرض ہوئی ہو۔

بشرائط مذکورہ بالا وہ شخص شہید ہے اس کو غسل نہ دیا جائے گا بلکہ بغیر غسل اس کے بدن پر موجود کپڑوں میں ہی دفن کر دیا جائے گا لیکن اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اگر مذکورہ بالا شرائط پائی نہ جائیں اور ظلماً قتل کیا گیا ہو تو وہ اگر چہ حکماً شہید ہوگا اور اجر شہادت پائے گا لیکن اس کو غسل وکفن دیا جائے گا۔

---

(1) قبلہ رخ (2) ایسے ہی عورت کی میت اٹھاتے وقت اوپر ایک چادر ڈال دی جائے تاکہ پردہ قائم رہے۔

اگر کوئی شخص حد (1) یا قصاص (2) میں قتل کیا گیا ہو تو وہ شہید نہیں ہے اس کو غسل دیا جائے اور اس پر جنازہ بھی پڑھی جائے۔

اگر ڈاکو یا باغی خلیفۃ المسلمین مارا گیا ہو تو اس کو غسل دیا جائے گا لیکن نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

فصل در ماتم

اگر عورت کا شوہر مر جائے تو عورت پر زمانہ عدۃ وفات چار مہینہ دس دن تک سوگ واجب ہے۔ یعنی زیب وزینت ترک کردے۔ مثلاً زیور، ریشمی لباس، خوشبو، تیل کنگھی برائے زینت، سرمہ کاجل، مہندی وغیرہ ترک کردے۔

الّا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ اور شوہر کے گھر سے نہ نکلے اور اگر ضرورۃً باہر نکلے تو دن میں ضرورت پوری کر کے رات وہیں گذارے۔

اگر سوگ والی عورت کو جبراً گھر سے باہر نکال دیا گیا، یا گھر کی عمارت خطرہ میں آ گئی، یا کسی اور سبب سے عزت یا جان یا مال کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اس گھر سے نکل جانا جائز ہے۔

شوہر کے علاوہ اور کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔

کسی کی موت پر غم ہونا، یا آنسو نکالنا جائز ہے مگر بلند آواز سے بنا بنا کر رونا، چلا کر رونا، گریبان پھاڑنا، سر یا منہ پر مار کر بے چینی جتانا جائز نہیں ہے۔

سنت یہ ہے کہ مصیبت میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہے اور صبر کرے۔

میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجنا مصیبت کے دن سنت ہے۔

---

(1) شرعی سزا (2) قتل کے بدلہ۔

فصل درزیارتِ قبور(1)

زیارت قبور مردوں کے لیے سنت ہے۔ عورتوں کے لیے جائز ہے۔
قبرستان جائے تو یہ دعا مستحب ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَآاَهْلَ الْقُبُورِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ والمُؤمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ يَرْحَمُ اللهُ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنَّا وَالْمُتَأَخِّرِيْنَ اَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ وَيَرْحَمُنَا اللهُ وَاِيَّاكُمْ.(2)

سیّدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ جو شخص قبرستان سے گذرے اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار پڑھ کر مردوں کو بخشے تو اس کو سب مردوں کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے مردے اس کی شفاعت کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو شخص قبرستان میں جا کر سورۂ یٰسٓ پڑھے حق تعالیٰ شانہٗ اس کی برکت سے عذاب قبر ہلکا کر دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو تمام مردوں کے برابر ثواب عطا فرماتے ہیں۔

---

(1) قبریں دیکھنا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔

(2) ترجمہ: سلامتی نازل ہو تم پر اے قبر والو مؤمنین و مسلمین۔ تم ہم سے پہلے اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم اگر اللہ چاہے تو تم سے ملنے والے اللہ رحم کرے ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر میں اللہ سے عافیت کا طلبگار ہوں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ مغفرت کرے ہماری اور تمہاری اور اللہ رحم فرمائے ہم پر اور تم پر۔

علماء محققین کا اتفاق ہے کہ عبادات بدنی یا مالی مثلاً نماز یا روزہ یا صدقہ یا حج کا ثواب اگر مردوں کو بخشا جائے تو وہ ان کو پہونچتا ہے۔

بدعات(1)

انبیاء واولیاء کی قبروں پر سجدہ کرنا یا ان کی قبر کا طواف کرنا اوران سے دعا کا طلب گار ہونا اوران کے لیے نذر ونیاز قبول کرنا سب ناجائز ہے۔ بلکہ بعض امور کفر تک پہونچانے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے تمام امور سے منع فرمایا ہے۔

ایسے تمام امور جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ سے ثابت نہیں ان سے پوری طرح پر ہیز کرنا چاہیے۔

تمت کتاب الصلوۃ

وتلحقہ کتاب الزکوۃ انشاءاللہ تعالیٰ بتوفیقہ

☆☆☆

(1) بدعت نام ہے ایسے کاموں کا جن کو عبادت یا طاعت سمجھ کر کیا جاتا ہے حالانکہ ان کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نہیں ملتا۔

کتاب الزکوٰۃ

ارکان اسلام کا دوسرا رکن زکوٰۃ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال (1) کے بعد جب عرب کے بعض قبائل (2) نے چاہا کہ زکوٰۃ نہ دیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ فرمایا اور ایسے لوگوں سے جہاد کرنے پر حضرات صحابہ کا اجماع (3) منعقد ہوگیا۔ اس لیے منکر زکوٰۃ کافر ہے اور تارک فاسق ہے۔

وجوبِ زکوٰۃ (4)

ہر مسلمان عاقل، بالغ، جو مالک ہو بقدر نصاب کا دراں حالیکہ وہ مال نامی (5) ہو اور حوائج اصلیہ (6) سے فاضل ہو ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے بشرطیکہ اس بچت کے مال پر سال گذر گیا ہو۔

اگر مالک نصاب ہونے کے بعد سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کیا تو ادا ہو جائے گی۔

اگر دو تین سال کی زکوٰۃ پیشگی (7) ادا کر دیا تو جتنے مال کی ادا کیا ہے وہ ادا ہو گئی پھر ادائیگی کی ضرورت نہیں۔

---

(1) وصال، وفات (2) قبائل، خاندان (3) قرآن وسنت کے ماہرین کا کسی مسئلہ کے حکم پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔ (4) زکوٰۃ واجب ہونا (5) بڑھنے والا (6) حوائج اصلیہ یعنی بنیادی ضروریات مثلاً اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا کھانا، کپڑا، مکان، سواری نوکر، کارخانہ کی مشین، آلات دستکاری وغیرہ۔ فاضل، بچا ہوا۔ (7) واجب ہونے سے پہلے۔

اگر ایک نصاب کا مالک تھا اور کئی نصاب (1) کی زکوٰۃ ادا کر دیا اور ادائے گی کے بعد کئی نصاب کا مالک بھی ہو گیا تو ادا کردہ زکوٰۃ معتبر ہے جس جس نصاب کی زکوٰۃ ادا کیا ہے وہ اداء ہو چکی۔

بچے اور مجنون (2) کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی امام اعظمؒ کے نزدیک۔ مگر ائمہ ثلٰثہ کے نزدیک واجب ہوتی ہے ان کی جانب سے ان کا ولی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

مالِ ضمار (3)

وہ مال جو گم ہو گیا ہو یا دریا میں گر گیا ہو یا کسی نے چھین لیا ہو اور اس پر ثبوت وشہادت نہ ہو یا اس مال کو جنگل میں دفن کیا تھا اور اس کی جگہ کو بھول گیا یا کسی کو قرض دیا تھا اور مقروض نے قرض کا انکار کر دیا اور اس کے پاس ثبوت وشہادت بھی نہیں ہے یا کسی ایسے بااقتدار (4) وبااختیار شخص نے اس مال کو روک لیا ہو جس کے خلاف چارہ جوئی ممکن نہ ہو ایسے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اگر پھر ہاتھ آ جائے تو گذشتہ ایام کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

اور اگر کسی کو قرض دیا تھا اور مقروض اقرار کرتا ہے اگرچہ وہ مفلس (5) ہے کہ دینے کی پوزیشن نہیں رکھتا۔ یا صاحب مال کے پاس قرض پر ثبوت وشہادت موجود ہو یا مال کو اپنے مکان میں دفن کیا تھا اور اس کی جگہ بھول گیا ان صورتوں

---

(1) وہ مال جن کی زکوٰۃ کے لیے شریعت نے نصاب مقرر کیا ہے اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) سونا (۲) چاندی سامان تجارت اور روپے چاندی کے ماتحت ہیں از روئے قیمت (۳) جانور پھر جانوروں کی تین اصناف ہیں اونٹ، گائے بھینس، اور بکری بھیڑ اور تینوں اصناف کا نصاب الگ الگ ہے۔ (۴) زمین کی پیداوار اور غلہ وغیرہ (۵) پیڑ پودوں کی پیداوار پھل وغیرہ۔ (2) پاگل (3) پوشیدہ۔ (4) جیسے کوتوال، تھانہ دار، ڈی ایم، ایس۔ پی، وغیرہ (5) مفلس، تنگدست

میں ممکن الحصول (1) ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر یہ مال ہاتھ آ گیا تو گذشتہ ایام کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

بینک میں جمع شدہ (2) مال

جو مال بینک میں رکھا ہوا ہے خواہ وہ سیونگ کھاتہ ہو یا فکس ڈپازٹ اس پر زکوٰۃ واجب ہے ہر سال کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ یہ مسئلہ الگ ہے کہ بینک کا سود حرام ہے سود والی رقم کو بلا نیت ثواب (3) فقراء و مساکین پر صدقہ کر دینا چاہیے زکوٰۃ کا حکم جمع کردہ (4) رقم سے وابستہ ہے۔

پراویڈنٹ فنڈ

سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں سے کچھ رقم دینے سے پہلے ہی کاٹ لی جاتی ہے سبکدوشی (5) کے بعد وضع کردہ رقم مع سود ملازم کو بنام فنڈ دے دی جاتی ہے۔ چونکہ اس پر ملکیت تامہ حاصل ہوتی ہے بصورت فنڈ ملنے کے بعد اس لیے زکوٰۃ بھی اس کے بعد ہی واجب ہوگی فنڈ ملنے سے پہلے اس کاٹی گئی رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے زکوٰۃ ملکیت تامہ (6) رہوتی ہے استحقاق پر نہیں۔ رہا سود کا مسئلہ تو اس کا وہی حکم ہے جو فکس ڈپازٹ میں مذکور (7) ہوا، لیکن اگر ملازم نے فنڈ لینے سے پہلے اس فنڈ کی رقم میں کوئی تصرف کیا مثلاً کسی انشورنش کمپنی میں حصہ لیا یا اور کوئی تصرف کیا کہ اس کے مطالبہ پر حکومت نے فنڈ کی رقم کسی شخص یا کمپنی کے حوالہ کر دیا تو اتنی

---

(1) وہ چیز جس کو کوشش کر کے حاصل کیا جا سکتا ہو۔ (2) جمع کیا ہوا۔ (3) حرام مال قابل اجر نہیں ہوتا اس کا لینا بجائے خود معصیت ہے پھر اس کو کسی ضرورت مند کو دیتے ہوئے ثواب کی نیت کرنا ایسا ہی ہے جیسے بسم اللہ پڑھ کر گناہ کرنا ظاہر ہے کہ یہ دین کا مذاق ہے جو موجب کفر ہے۔ (4) جمع کی ہوئی رقم وابستہ، متعلق۔ (5) ریٹائرمنٹ۔ وضع کردہ، کاٹی گئی۔ (6) کسی چیز کی ملکیت تام تب ہوتی ہے جب اس پر مالک کا حق ثابت ہونے کے بعد اس پر قبضہ بھی ہو جائے۔ استحقاق، حقدار ہونا۔ (7) مذکور، ذکر کیا گیا۔

رقم پر ملکیت تام ہو جائے گی اور زکوٰۃ کا حکم اس کی طرف متوجہ ہوگا۔

مال دَین (1)

اگر مال کسی کے ذمہ میں قرض تھا اور اس نے مثلاً سال دو سال ادائیگی نہیں کی تو جس وقت یہ قرض وصول (2) ہوگا اسی وقت اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ پھر اس دین کی تین صورتیں ہیں یا تو یہ دین بدل تجارت ہوگا یا بدل مال (3) یا نہ بدل تجارت نہ بدل مال بلکہ اور کسی چیز کا بدل ہو یا حق ہو۔

اگر وہ دین بدل تجارت ہے تو یہ دین قوی کہلاتا ہے جیسے تجارتی سامان فروخت کیا گیا اور خریدار نے اس کی قیمت روک رکھی تھی یہ قرض جب وصول ہوگا تو بدل تجارت کہلائے گا۔ اور اگر وہ دین بدل مال ہے مثلاً کسی کا درخت کاٹ لے گیا، یا بکری ذبح کر ڈالی، پھر اس پر تاوان آیا۔ تاوان جب وصول ہوگا تو بدل مال کہلائے گا اس کو دین وسط کہتے ہیں۔

اور تیسری صورت یہ ہے کہ وہ مال نہ بدل تجارت ہو نہ بدل مال بلکہ کسی فعل کے بدلہ میں حقاً یا بغیر کسی فعل کے صرف حقاً جیسے عورت کا مہر یا بدل خلع (4) یا وراثت یا وصیت وغیرہ اس کو دین ضعیف کہتے ہیں۔

دین قوی کی وصولیابی میں کم از کم چالیس درہم وصول ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

دین وسط میں بقدر نصاب وصول ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ دین ضعیف

خالص مال حرام: جو مال خالص حرام ہو اور اس میں مال حلال کی آمیزش نہ ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ مال حرام یا تو دوسرے کا ہوگا تو یہ اس کا مالک نہیں ہے اور اگر یہی اس کا مالک ہے تو کل مال واجب التصدق ہے۔

(1) قرض کا مال (2) وصول، ملنا، حاصل ہونا، (3) مثلاً کسی نے کسی کا کوئی مال ضائع کر دیا اور ضائع کرنے والے پر اس کا تاوان عائد ہوا جب یہ تاوان ادا کرے گا تو یہ بدل مال ہوگا۔
(4) طلاق کا عوض۔

میں دونوں شرطیں پوری ہونے پر یعنی وصولیابی بقدر نصاب کی ہو جائے اور اس پر بعد وصولیابی سال گذر جائے تب زکوٰۃ واجب ہوگی یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

مگر حضرات صاحبینؒ کے نزدیک دین کی تینوں قسموں میں جتنا بھی وصول ہو جائے بلا لحاظ قدر نصاب (1) وحولانِ حول (2) زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سواء دیت (3) وارش جنایت (4) وبدلِ کتابت (5) کے کہ ان میں ان کے نزدیک بھی قدر نصاب (6) وحولان حول شرط ہے۔

نیت

اداءِ زکوٰۃ کے لیے بھی دیگر عبادات کی طرح نیت شرط ہے لہٰذا زکوٰۃ دیتے وقت یا مال زکوٰۃ کو دوسرے اموال سے علیٰحدہ کرتے وقت اداءِ زکوٰۃ (7) کی نیت کرنا ضروری ہے۔

---

(1) نصاب کی مقدار (2) سال گذرنا۔ (3) خوں بہا (4) قصور کا تاوان (5) غلام کی آزادی کا عوض (6) نصاب کی مقدار، اور سال گزرنے کی جو شرط ہے اس کا لحاظ کئے بغیر۔

حقوق اللہ مانع زکوٰۃ نہیں: اگر کسی کے پاس اتنا مال ہے کہ اس میں سے حقوق اللہ کی ادائیگی کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا مثلاً صدقۂ فطر، قربانی، حج یا کفارہ وغیرہ ادا کرنے کے بعد مال نصاب سے گھٹ جاتا ہے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ایسے ہی بیوی کا مہر اگر ابھی ادائیگی کا ارادہ نہیں ہے تو وہ بھی مانع زکوٰۃ نہیں ہے۔

زکوٰۃ اور ٹیکس میں فرق: زکوٰۃ ایک عبادت ہے، اس میں نیت ضروری ہے، اس سے رضاءِ الٰہی مطلوب ہوتی ہے۔ اس کے مصارف متعین ہیں غیر مصرف میں اس کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اس کے واجب ہونے کے لیے دولت کی ایک حد مقرر ہے، اس کی ایک مقدار اور تناسب معین ہے اس کے وجوب کے لیے ایک سال کی مدۃ مشروط ہے جن اموال پر زکوٰۃ واجب ہے ان کی اقسام بھی متعین ہیں اس کے برخلاف ٹیکس عبادت نہیں ہے، اس سے رضاءِ الٰہی کے بجائے حکومت کی اعانت مطلوب ہوتی ہے۔

اگر بلا نیت زکوٰۃ سارا مال صدقہ کر دیا تو حکم زکوٰۃ ساقط (1) ہو جائے گا۔

اگر سارا مال نہیں بلکہ اس کا کچھ حصہ صدقہ کیا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کچھ ساقط نہ ہو گا پورے مال کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔

حضرت امام محمدؒ کے نزدیک جتنا مال صدقہ کیا ہے اس کا حصۂ زکوٰۃ ساقط ہو جائے گا۔ باقی مال پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

حولانِ حول

اداءِ زکوٰۃ کے وجوب (2) کے لیے بقدر نصاب مال پر سال گذرنا شرط ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

اگر کسی کا مال آغاز سال (3) میں بقدر نصاب کامل (4) تھا اور آخر سال میں بھی کامل ہو گیا مگر درمیان سال میں ناقص ہو گیا تھا یعنی نصاب سے گھٹ گیا تھا تو اس نقصان کا اعتبار نہیں نصاب (5) کامل کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔

مال نامی: اداءِ زکوٰۃ کے لیے مال کا نامی (6) ہونا بھی شرط ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

مالِ نامی کی تین قسمیں ہیں۔ ۱- سونا، چاندی۔ ۲- سامان تجارت۔ ۳- جانور۔ ہر ایک کا نصاب الگ الگ ہے جس کو آگے بیان کیا جاتا ہے۔

---

(1) ساقط ہونا، اتر جانا یعنی زکوٰۃ دینے کا حکم ذمہ سے اتر آئے گا زکوٰۃ واجب نہیں رہے گی۔ (2) زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم واجب ہونے کے لیے (3) شروع سال (4) کامل: پورا، ناقص: کم۔ (5) پورا نصاب، مال کی اس حد کو کہتے ہیں جس پر شریعت نے زکوٰۃ واجب ہونے کا حکم دیا ہے جیسے چاندی میں ساڑھے باون تولہ چاندی کا ہونا۔ (6) نامی بڑھنے والا حقیقۃً یا حکما

مقدار نصاب

فصل درسیم وزر (1)

سونا، چاندی، خواہ بصورت سکہ (2) ہو یا بصورت ڈلا یا زیور یا برتن ہر ایک کا ایک ہی حکم ہے۔

سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ۱۲ ماشہ کے تولہ سے ساڑھے سات تولہ موجودہ گراموں کے لحاظ سے ۸۷ گرام اور ۴۸۰ ملی گرام ہوتا ہے۔

چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے جس کا ۱۲ ماشہ کے تولہ سے ساڑھے باون تولہ بنتا ہے اور موجودہ گراموں کے لحاظ سے ساڑھے باون تولہ کا وزن ۶۱۲ گرام اور ۳۶۰ ملی گرام ہوتا ہے۔ (ایضاح المسائل ص ۱۰۲)

مقدارِ زکوٰۃ

دونوں جنس کی مقدار زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے جو مقدار نصاب سے فاضل (3) ہو جائے صاحبینؒ کے نزدیک اس پر بھی اسی حساب سے زکوٰۃ ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک مادون الخمس (4) میں زکوٰۃ نہیں ہے لہٰذا فاضل (5) جب چالیس درہم کے برابر ہو جائے تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(1) سیم چاندی، زر سونا (2) روپیہ پیسہ۔ (3) مقدار نصاب سے بڑھ جائے کچھ ضروری نہیں ہے کہ مال نصاب کے برابر ہی رہے کم زیادہ بھی ہوگا اگر مقدار نصاب سے کم ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے ہی نہیں اور اگر مقدار نصاب سے مال بڑھ گیا تو؟ صاحبینؒ کا فتویٰ ہیکہ جتنا مال ہے کل مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہوگا۔ مفتیٰ بہ یہی ہے اور اسی پر عمل جاری ہے حساب کے لیے بھی اسی میں سہولت ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کا قول یہ ہے کہ نصاب سے اوپر جو مال بڑھ رہا ہے اس کی ایک معتد بہ مقدار ہونی چاہیے جس میں کم از کم چالیس میں ایک کا تناسب قائم ہو سکے اگر اس سے کم ہے تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ (4) پانچواں حصہ سے کم جسکی مقدار چالیس ہے۔ (5) نصاب سے بچا ہوا۔

اگر ایک کا نصاب کامل نہ ہو اور دوسرے کا نصاب بھی غیر کامل ہو تو دونوں جنس کو قیمت کے اعتبار سے جوڑ لیا جائے گا اور جس کا نصاب بھی پورا ہو جائے سونے کا یا چاندی کا زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ مثلاً اگر سو درہم چاندی ہو پانچ مثقال مثلاً سونا ہو جو قیمت کے لحاظ سے سو درہم کے برابر ہو تو چاندی کا نصاب پورا ہو گیا لہٰذا زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

اگر کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ نوٹ ہوں یا سامان تجارت تو سب کو قیمت کے لحاظ سے جوڑ کر چاندی کے نصاب کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اگر سونے کی انگوٹھی ہے اور کچھ روپیہ تو انگوٹھی کی قیمت لگا کر روپیہ بنالیا جائے اور پھر روپیہ کو اس کے ساتھ جوڑ کر دیکھا جائے کہ چاندی کا نصاب قیمتاً پورا ہوتا ہے یا نہیں اگر پورا ہے تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔

کھوٹا سونا چاندی

اگر سونے یا چاندی میں کھوٹ ہو تو دیکھا جائے کہ کھوٹ غالب ہے یا کھرا اگر کھوٹ مغلوب ہے تو زکوٰۃ کے لیے اصلی سونا یا چاندی سمجھا جائے گا اور اگر کھوٹ غالب ہو اور سونا یا چاندی مغلوب تو سامان کے حکم میں ہو گا۔

فصل در مال تجارت

جو مال بنیت تجارت خریدا گیا ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

اگر بلاعوض کسی کے دینے سے مال حاصل ہوا یا اس کے لیے مال کی وصیت کی گئی یا عورت کو مہر میں مال حاصل ہوا یا مرد کو خلع (1) میں یا قصاص (2) کے صلح

(1) کچھ مال لے کر اس کے عوض میں طلاق دینے کو خلع کہتے ہیں۔
(2) قتل کے بدلہ قتل کو قصاص کہتے ہیں ایسی صورت میں مقتول کے وارثوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ قاتل سے کچھ مال لے کر اسکا خون معاف کر دیں یہ قصاص میں صلح کی صورت ہے۔

میں مال حاصل ہوا اور ملکیت حاصل ہوتے وقت اس نے تجارت کی نیت کرلیا تو امام ابویوسفؒ کے نزدیک اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مگر امام محمدؒ کے نزدیک جب تک تجارت شروع نہ کردے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

اگر میراث (1) میں مال حاصل ہوا اور مورث (2) کی موت کے وقت وارث نے تجارت کی نیت کرلیا تو یہ مال تجارت نہیں ہوا اور بالاتفاق اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

اگر کوئی سامان بنیت تجارت خرید امگر اس کو اپنے استعمال کے لیے رکھ لیا تو یہ مال تجارت نہیں رہا۔

اگر کوئی سامان اپنے استعمال کے لیے خریدا پھر تجارت کی نیت کرلیا تو یہ اس وقت تک مال تجارت شمار نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس کو فروخت (3) نہ کرے۔

مال تجارت کو سونے یا چاندی میں سے کسی ایک کے نصاب کے مطابق قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، قیمت لگانے میں قیمت کے لحاظ سے جس کا نصاب قریب تر (4) ہو اس کا اعتبار کیا جائے اور فقراء کے نفع کا لحاظ رکھا جائے۔

کان (5) یا دفینہ

اگر کسی مسلمان یا ذمی (6) کو جنگل میں سونے، چاندی، لوہے، تانبے وغیرہ کی کان مل گئی تو اس سے پانچواں حصہ وصول کیا جائے گا۔ اور باقی چار حصہ پانے

(1) مرنے والا جو کچھ مال و دولت و جائداد چھوڑ کر جاتا ہے وہ اس کے وارثوں کو ملتا ہے اسی چھوڑے ہوئے مال کو میراث کہتے ہیں۔ (2) ترکہ چھوڑ کر جانے والا میت مورث کہلاتا ہے اور جس کو وہ ترکہ ملتا ہے اس کو وارث کہتے ہیں۔ (3) بیچنا۔ (4) سب سے نزدیک مثلاً ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے اور ساڑھے سات تولہ سونا کی قیمت مثلاً دس ہزار ہے اور تجارتی مال کی قیمت مثلاً دو ہزار ہے تو چاندی کا نصاب قریب تر ہے اور چونکہ نصاب چاندی کا پورا ہو رہا ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (5) کان۔ خلقی اور قدرتی خزانہ (6) اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلموں کو ذمی کہا جاتا ہے۔

والے کا ہوگا۔ بشرطیکہ وہ زمین کسی کی ملکیت میں نہ ہو اگر کسی کی ملکیت میں ہوئی تو وہ چار حصہ مالک زمین کا ہوگا۔

اگر کسی کو اپنے گھر میں کان دریافت (1) ہوئی تو اس میں امام اعظمؒ کے نزدیک خمس واجب نہیں مگر صاحبینؒ کے نزدیک خمس واجب ہے۔

اور اگر اپنی زراعتی زمین (2) میں پایا تو اس میں دو روایتیں ہیں۔ اگر کسی نے دفینہ پایا تو اگر کوئی قرینہ اہل اسلام کا ہونے پر موجود ہو تو لقطہ (3) کا حکم ہے لہٰذا اس کا مالک تلاش کر کے اس کو پہونچایا جائے۔ اور اگر علامت کفر موجود ہو تو خمس (4) لے کر باقی پانے والے کو دے دیا جائے۔ یہ خمس بیت المال میں جمع ہوگا۔ اگر دارالاسلام (5) نہ ہو تو یہ خمس فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

فصل درسوائم (6)

مال نامی کی تیسری قسم جانور ہیں۔ وہ جانور جو چرنے پر گذارا کرتے ہوں اگر مقدار نصاب کو پہونچ جائیں تو ان میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

مویشی (7) کی عموماً تین قسمیں پائی جاتی ہیں: ۱- اونٹ ۲- گائے، بھینس ۳- بھیڑ، بکری، دنبہ، ان میں سے ہر ایک کا علیٰحدہ نصاب ہے جس کو آگے ذکر کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ اموال دیار ہند میں مقدار نصاب پائے نہیں جاتے اس لیے ان کے احکام نہایت اختصار (8) کے ساتھ ذکر کیے جائیں گے۔

اونٹوں کی زکوٰۃ

اونٹوں کا نصاب پانچ اونٹ ہیں جو چر کر گذارہ کرنے والے ہوں، جب

(1) مل گئی (2) جوتی، بوئی جانے والی زمین۔ (3) گری پڑی چیز۔ (4) پانچواں حصہ (5) اسلامی ملک جہاں قرآن وسنت کے احکام نافذ ہوں (6) چرنے پر گزارہ کرنے والے جانور (7) پالے جانے والے جانور۔ (8) مختصر طور پر

ان پر سال گذر جائے تو زکوٰۃ میں ایک بکری واجب ہوتی ہے، نو اونٹوں تک۔ جب دس کی تعداد ہو جائے تو دو بکری ہے چودہ تک پھر ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری کا اضافہ ہوتا جائے گا(1) چوبیس تک۔ جب پچیس ہو جائیں تو ایک بنت مخاض(2) پینتیس تک، پھر چھتیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون(3)۔ پھر چھیالیس سے ساٹھ تک ایک حقہ(4) پھر اکسٹھ سے پچھتّر تک ایک جذعہ(5) پھر چھہتر سے نوے اونٹوں تک دو بنت لبون۔ پھر اکیانوے سے ایک سو بیس اونٹوں تک دو حقہ۔ اس کے بعد حسب ترتیب بیان مذکور مسائل عود(6) کر آئیں گے۔

گائے بھینس کی زکوٰۃ

گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی تعداد اگر تیس کو پہونچ جائے اور چرید(7) و حولان حول کی دونوں شرطیں متحقق ہوں تو ایک تبیعہ (8) واجب ہوگی۔ اور چالیس کی تعداد میں ایک مسنہ (9) پھر ساٹھ کی تعداد میں دو تبیعہ۔ پھر ستر میں ایک تبیعہ اور ایک مسنہ اور اسّی میں دو مسنہ اور نوے میں تین تبیعہ اور سو میں دو تبیعہ ایک مسنہ۔

---

(1) مثلاً پندرہ اونٹ ہو گئے تو تین بکری اور بیس اونٹ ہو گئے تو چار بکری کا اضافہ ہو جائے گا۔
(2) ایک سال کی اونٹنی (3) دو سال کی اونٹنی (4) تین سال کی اونٹنی (5) چار سال کی اونٹنی۔
(6) یعنی ایک سو بیس کے بعد اگر مزید اونٹوں کی تعداد موجود ہے تو ایک سو بیس کا حساب کرنے کے بعد باقی اونٹوں کا حساب اوپر ذکر کی گئی ترتیب کے مطابق کیا جائے گا مثلاً پھر ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری اور جب تعداد پچیس کو پہونچ جائے تو بنت مخاض آخر تک اسی طرح۔ (7) چرنے پر گذر کرنا۔ (8) ایک سال کی بچھیا۔ (9) دو سال کی کلور

گوٹہ، لچکہ، گھڑی کی چین میں زکوٰۃ

کبھی کپڑوں میں سونے چاندی کا کام ہوا ہوتا ہے۔ گھڑی کی چین سونے کی ہوتی ہے یا کسی استعمالی چیز میں سونا، چاندی لگوا لیا جاتا ہے، یا خرید لیا جاتا ہے یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ سونا چاندی اس انداز کا ہے کہ اس کو کسی طرح الگ کیا جا سکتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

اس کے بعد ہر دس پر تبیعہ سے مسنہ کی طرف فرض پلٹتا رہیگا اوپر بیان کے مطابق۔

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ

بھیڑ بکریوں کا ریوڑ اگر چالیس کی تعداد تک پہونچ جائے اور ان میں مذکورہ بالا دونوں شرطیں پائی جاتی ہوں چرید(1) وحولان حول کی تو ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہے ایک سو بیس بکریوں تک۔ پھر ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکری۔ پھر دو سو ایک پر تین بکری۔ پھر چار سو پر چار بکریاں۔

اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری کا اضافہ ہوتا جائے گا۔

زمین کی پیداوار اور پھلوں کی زکوٰۃ

حضرت امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ عشری(2) زمین کی پیداوار خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ پیداوار کا دسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے چاہے اس کی سینچائی جاری پانی سے کی گئی ہو یا بارش کے پانی سے۔

یہ زکوٰۃ اس پیداوار پر ہے جو زمین کی کاشت سے مقصود ہوتی ہے یا اس پھل پر جو درخت لگانے سے مقصود ہوتے ہیں لہٰذا جھاڑ جھنکال، بانس، نرکل، اور گھاس پھوس پر یہ زکوٰۃ واجب نہیں۔

اگر زمین کی سینچائی قابل اعتبار محنت کر کے یا کچھ معمولی پیسہ لگا کر کی گئی ہو

---

(1) یعنی انکا گذر چرنے پر ہوتا ہو اور سال بھی گذرا ہو یعنی اپنے مالک کے قبضہ میں وہ سال بھر سے ہوں (2) عشری، زمین وہ زمین کہلاتی ہے جس پر ملکیت کفر طاری نہ ہوئی ہو مثلاً اسلامی لشکر نے اس پر قبضہ کیا ہو اور اہل اسلام کی ملکیت میں دے دی گئی ہو اور مسلسل مسلمانوں کی ملکیت میں باقی ہو، یا جہاں کے باشندے از خود مسلماں ہوئے ہوں اور وہ زمین برابر مسلمانوں میں ہی منتقل ہوتی چلی آرہی ہو، یا اس زمین کو ابتدائً مسلمانوں نے بنایا اور آباد کیا ہو یعنی قابل کاشت و پیداوار بنایا ہو اور وہ مسلسل انہیں کی ملک ہو۔

مثلاً اس کی آب پاشی (1) رہٹ چلا کر یا دولاب (2) لگا کر یا چرس، موٹ، وغیرہ کھینچ کر کی گئی ہو تو بیسواں حصہ واجب ہوگا۔ حضرات صاحبین رحمہا اللہ کے نزدیک عشری زمین کی پیداوار پر وجوب زکوٰۃ کے لیے دو شرطیں ہیں۔

(۱) ایسی پیداوار جو بغیر کسی تدبیر خاص کے سال بھر باقی رہ سکتی ہو جیسے غلہ کی اجناس (۲) وہ پیداوار ساٹھ ساع کے وسق سے کم از کم پانچ وسق (3) ہو جو تقریباً ساڑھے دس کوئنٹل ہوگا۔ چونکہ ہندوستان کی زمین عشری نہیں ہے اس لیے مسائل عشر کو اسی اختصار پر اکتفاء کرتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔

فائدہ: عشری زمین کی پیداوار پر وجوب زکوٰۃ کی علت بلا خاص محنت و مشقت نعمت خداداد (4) کا شکریہ ہے اور صدقات نافلہ کا اجر و ثواب احادیث مبارکہ میں کثرۃ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

اس لیے ہر ایسی پیداوار جو بلا خاص محنت و خرچہ کے حاصل ہوتی ہے اس میں دسواں حصہ اللہ کی راہ میں نکال دینا بڑا اجر و ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

فصل

درمصارف زکوٰۃ وصدقات واجبہ

قرآن پاک میں زکوٰۃ وصدقات کے مصارف متعین کئے گئے ہیں اس لیے زکوٰۃ وصدقات کو اپنے قیاس سے جہاں چاہے خرچ نہ کرنا چاہیے بلکہ اس کا صحیح مصرف (5) تلاش کر کے اسی پر خرچ کرنا چاہیے۔

---

(1) سینچائی (2) پُر لگا کر (3) وسق وہ پیمانہ ہے جس میں ساٹھ صاع غلہ سما جائے ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔ حضرات صاحبینؒ کے نزدیک ایسے پانچ وسق کی پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہوگی جس کا تخمینہ تقریباً ساڑھے دس کوئنٹل ہوتا ہے۔ (4) اللہ کی دی ہوئی نعمت (5) زکوٰۃ جن لوگوں کو دی جا سکتی ہے قرآن پاک میں ان کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ان کو مصرف زکوٰۃ کہا جاتا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ یہ ہیں

(۱) فقراء (1) (۲) مساکین (2) (۳) مکاتب غلام (3) (۴) مقروض اگر چہ وہ خوشحال ہو مگر قرض ادا کر دے تو مالک نصاب نہ رہے۔ (۵) مجاہد جو آلاتِ حرب (4) کا حاجتمند ہو۔ (۶) مسافر جو اگر چہ اپنے وطن میں مالدار ہو مگر سفر میں حاجتمند ہے۔ (۷) دارالاسلام (5) میں عاملین (6) زکوٰۃ کو امام المسلمین (7) مال زکوٰۃ سے ہی ان کو خرچ دے گا۔

ان اقسام میں سے جس کو چاہے دے چاہے ہر قسم کے لوگوں کو بانٹ دے۔

مندرجہ ذیل قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔

(۱) اپنے اصول (8) باپ، دادا، پردادا، ماں، نانا، نانی، دادی، پردادی، وغیرہ اوپر تک ــــ خود جن کی اولاد ہے خواہ باپ کی طرف ہو یا ماں کی طرف۔ (۲) اپنے فروع (9) بیٹا، بیٹی، پوتا، نواسا، نواسی وغیرہ کو نیچے تک جو اپنی اولاد ہیں۔ (۳) شوہر اور بیوی کو (۴) اپنے غلام کو۔ مکاتب اور ام ولد (10) کو (۵) کافر کو (۶) بنی ہاشم یعنی حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ حضرت عقیلؓ اور حارث بن عبدالمطلب کی اولاد کو اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو۔ مگر صدقۂ نافلہ جائز ہے۔ (۷) مالدار کے غلام اور مالدار کے نابالغ بچوں کو۔

---

(1) وہ لوگ جو مالک نصاب نہ ہوں۔ (2) وہ لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو۔ (3) وہ غلام جس کی آزادی کا عوض متعین کر دیا گیا ہو۔ (4) سامان جنگ (5) وہ ملک جہاں اسلامی نظام حکومت قائم ہو۔ (6) زکوٰۃ کی وصولی کا کام کرنے والا (7) مسلمانوں کا حاکم اعلیٰ یا اس کا مقرر کردہ۔ (8) اصول جمع ہے اصل کی اصل کے معنیٰ جڑ، بنیاد، باپ، دادا، ماں، دادی، وغیرہ اولاد کے لیے جڑ اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے ان کو اصول کہا جاتا ہے۔ (9) فروع جمع ہے فرع کی فرع کے معنیٰ شاخ اولاد ماں باپ کے تن سے نکلنے والی (ٹہنی) کے مانند ہوتی ہے اس لیے اولاد کو ماں باپ کی نسبت سے فروع کہا جاتا ہے۔ (10) وہ باندی جس سے آقا کا بچہ پیدا ہوا یہ باندی آقا کی موت پر آزاد ہو جاتی ہے۔

اسی طرح تعمیر (1) مسجد یا تعمیر مدرسہ یا کفن میت یا میت کے قرض کی ادائیگی میں خرچ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان میں مالک بننے کی صلاحیت نہیں ہے اور بلا تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

خطا (2) در مصرف

اگر مصرف زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دیدی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مالدار تھا یا ہاشمی تھا یا کافر تھا یا باپ تھا یا بیٹا تھا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اعادہ (3) لازم نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اعادہ لازم ہے۔ لیکن اگر معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ لینے والا اپنا غلام یا مکاتب تھا تو بالاتفاق اعادہ لازم ہے۔

عطاءِ زکوٰۃ (4)

مستحب یہ ہے کہ ایک فقیر کو اتنا دیا جائے کہ اس روز اس کو کچھ تلاش باقی نہ رہ جائے۔

ایک فقیر غیر مقروض (5) کو مقدار نصاب یا اس سے زیادہ دینا یا زکوٰۃ اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر بھیجنا مکروہ ہے، مگر یہ کہ مزکی (6) کا مستحق رشتہ دار دوسرے شہر میں رہتا ہو یا دوسرے شہر کے لوگ اپنے شہر سے زیادہ حاجتمند ہوں تو ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ نہیں بلکہ مستحسن (7) ہے۔

جس شخص کے پاس ایک دن کا نفقہ (8) موجود ہو اس کو صدقہ کا سوال (9) نہ کرنا چاہیے۔

---

(1) عمارت بنانا، خواہ وہ یتیم خانہ کی ہی عمارت ہو۔ (2) بھول چوک۔ مصرف میں وہ لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دیجاتی ہے۔ (3) دہرانا، دوبارہ دینا (4) زکوٰۃ دینے میں مستحقین کا لحاظ (5) وہ فقیر جو قرض دار نہ ہو۔ (6) زکوٰۃ دینے والا۔ (7) اچھا ہے۔ (8) خرچہ (9) مانگنا

فصل در صدقۃ الفطر

ہر مسلمان آزاد جو مالک نصاب (1) ہو اور وہ نصاب قرض اور بنیادی ضروریات کھانا، کپڑا، مکان، برتنے کا سامان، سواری، ہتھیار، خدمت گار وغیرہ سے فاضل (2) ہو ایسے شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے اپنی جانب سے اور اپنے نابالغ بچوں کی جانب سے اور اپنے غلاموں کی جانب سے۔ بشرطیکہ بچے مالدار نہ ہوں اگر بچے مالدار ہوں تو انہیں کے مال سے انکا فطرہ ادا کیا جائے گا۔

صدقۂ فطر میں مال کا نامی (3) ہونا شرط نہیں ہے اور نہ سال کا گذرنا شرط ہے۔ فی الحال مقدار نصاب کا مالک ہونا کافی ہے۔

تجارتی غلام، مکاتب، مدبرؔ، اور ام ولد کا صدقۂ فطر مالک پر، اسی طرح بیوی کا شوہر پر، اور بالغ اولاد کا صدقۂ فطر باپ پر واجب نہیں۔ بھاگا ہوا خدمتی غلام جب تک واپس نہ آجائے اس کا فطرہ بھی مالک پر واجب نہیں۔

---

(1) جو اتنے مال کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو یا خود چاندی ہی ہو اس کو مالک نصاب کہا جاتا ہے۔ (2) بچا ہوا (3) بڑھنے والا۔

سونے چاندی کے مصنوعی اعضاء پر زکوٰۃ:

بعض حالات اور بعض مصالح کے پیش نظر سونے، چاندی کے مصنوعی اعضا کا استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً کھوکھلے دانتوں کو سونے سے یا چاندی سے بھرنا یا ان کے تاروں سے دانتوں کو باندھنا۔ ایسے ہی ناک کی پیوندکاری کرانا وغیرہ انکی پیوندکاری کی دو صورتیں ہیں۔ انکو وقت ضرورت نکالا اور لگایا جاسکتا ہے جیسے سونے کے دانت لگوائے گئے (۲) ان کو ایسا فٹ کیا گیا ہے کہ نکالا یعنی جسم سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا ہے جیسے کھوکھلے دانتوں میں بھرا گیا سونا۔ ان دونوں میں سے پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی دوسری صورت میں وہ عضو کا جزو بن کر عضو کے تابع ہیں لہٰذا ان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ ۱۲ منہ۔

اگر ایک خدمتی غلام کئی آقاؤں کے درمیان مشترک ہو تو اس کا فطرہ کسی پر واجب نہ ہوگا۔

وقت وجوبِ اداء(1)

صدقۂ فطر عید کے دن صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح عید سے پہلے مرجائے یا عید کی صبح صادق کے بعد پیدا ہو یا اسلام لائے اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔

پیشگی (2) صدقۂ فطر کی ادائیگی جائز ہے۔ لیکن مسنون یہ ہے کہ عید گاہ کو نکلنے سے پہلے فطرہ ادا کردیا جائے۔

اگر کسی نے عید کے دن صدقۂ فطر ادا نہ کیا تو بعد میں قضاء کرے۔ یعنی جب موقع ہو ادا کردے۔ صدقۂ فطر کی ادائیگی میں تاخیر مکروہ ہے۔

مقدار صدقۂ فطر

صدقۂ فطر کی مقدار گیہوں، اس کے آٹا، اس کے ستو میں نصف صاع ہے اور چھوارا اور جَو میں ایک صاع ہے اور کشمش حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک گیہوں کے مانند ہے اور صاحبین کے نزدیک جو کے مانند ہے۔

اگر گیہوں یا جو یا چھواروں کے علاوہ اور کوئی جنس صدقۂ فطر میں دینا چاہے تو انہیں چیزوں کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

آٹا اور ستو اسی جنس کے حکم میں ہیں جس سے ان کو آٹا یا ستو بنایا گیا ہے۔

صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل مسور یا ارد (3) سما جائے ایک رطل آدھ سیر سے کچھ کم ہوتا ہے۔

اسی تولہ کے سیر سے ایک صاع کا وزن ساڑھے تین سیر تقریباً اور نصف صاع کا وزن پونے دو سیر تقریباً ہوتا ہے۔

---

(1) فطرہ کی ادائیگی واجب ہونے کا وقت (2) قبل از وقت۔ (3) ماش

موجودہ مروجہ (1) اوزان کلوگرام کے لحاظ سے نصف صاع کا وزن ڈیڑھ کلو ۴۷ گرام ۶۴۰ ملی گرام ہوتا ہے (ایضاح المسائل ص۔۱۰۱)

صدقۂ فطر کی ادائیگی میں پونے دو کلو گیہوں کا اعتبار اس وقت رائج ہے اور یہی بہتر ہے تا کہ واجب کی ادائیگی میں کمی کا شبہ نہ رہ جائے۔ اور بڑھا کر دینا اجر سے خالی نہیں۔

صدقۂ فطر میں گیہوں، جو، اور چھواروں کے بجائے اس کی قیمت ادا کر دینا جائز ہے۔

فصل در صدقۂ نافلہ

اوپر صدقات واجبہ کا بیان تھا دوسری قسم صدقات نافلہ ہیں جو شرعاً واجب نہیں ہیں مگر خیر کثیر حاصل کرنے کا وسیلہ (2) ہیں۔ کلام ربانی (3) میں ارشاد باری ہے کہ تم نیکی میں کمال اس وقت تک حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ اس کلام نورانی کو سن کر حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے اپنا سب سے پیارا مال باغ بیرحاء جو مسجد نبوی کے سامنے تھا جس

(1) وہ وزن جو اس وقت اس ملک میں رائج ہے۔ (2) ذریعہ (3) قولہ عز وجل: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

صنعتی اوزار، اور مشینیں:

صنعتی اوزار جو کام کرنے کے لئے رکھے جاتے ہیں جیسے رنچ، پانا، ہتھوڑا، وغیرہ ہر وہ سامان جو کسی کام کے کرنے کا ذریعہ اور آلہ بنتا ہے اور وہ کام ذریعۂ آمدنی بنتا ہے۔ ایسے ہی کارخانوں کی مشینیں جن سے سامانوں کی تجارت ذریعہ آمدنی ہے ایسے اوزاروں اور مشینوں پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن ان سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ ہے۔

اجزاء (پارٹ) کا حکم:

وہ سامان جن کو کاریگر اس لیے اپنے پاس رکھتا ہے کہ اگر کسی کا سامان یا کسی کی مشین خراب ہو گئی تو اس پارٹ کو لگا کر اس کو درست کر دے گا اور اس کی قیمت وصول کریگا۔ ایسے اجزاء (پارٹ) سامان تجارت میں داخل ہیں لہٰذا زکوٰۃ میں ان کا بھی حساب لگایا جائیگا۔ فقط

سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بڑا لگاؤ تھا آپؐ اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی پیتے صدقہ کر دیا تھا۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ صدقہ نفلی تھا واجبی نہیں تھا۔

حضرت زید بن حارثہؓ کے پاس سب سے پیارا مال ایک گھوڑا تھا جو جہاد میں کام آتا تھا اس آیت کو سن کر حضرت زیدؓ نے وہ گھوڑا صدقہ کر دیا تھا۔

حضرت عمرؓ کے پاس ایک باندی تھی جو آپ کو سب سے زیادہ پسند تھی آپ نے اس آیت کو سن کر اس کو لِوجہ اللہ (1) آزاد کر دیا تھا۔ یہ سب صدقات نافلہ تھے۔

معلوم ہوا کہ واجبات کی ادائیگی کے بعد جو مال اپنے پاس بچا ہوا ہے اس میں اچھے اموال میں سے صدقہ وخیرات کرنا بڑی نفع بخش چیز ہے۔

صدقات نافلہ کے لیے اوپر بیان کردہ مصارف کی پابندی ضروری نہیں ہے۔

یہ صدقہ فقراء ومساکین کے علاوہ اپنے ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، عزیز، رشتہ دار، پڑوسی، بھائی، بہن، مشائخ، بزرگان دین، علماء صلحاء، سب کو دیا جا سکتا ہے اور دینی وملی کسی بھی کام میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔

مال اللہ کی بڑی نعمت ہے اس کو بیہودہ کاموں میں خرچ نہیں کرنا چاہیے۔

بیہودہ کام وہ ہے جس میں دین یا دنیا کا کوئی فائدہ نہ ہو اور ناجائز کاموں میں تو ایک پیسہ بھی خرچ کرنا جائز نہیں۔

صدقۂ نافلہ ذمی (2) کو دینا جائز ہے مگر حربی (3) کو نہیں۔ مہمانی بھی صدقہ نافلہ ہے۔

مہمان کی مہمانی تین دن تک سنت ہے اس کے بعد مستحب۔

تمت کتاب الزکوٰۃ بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ واستعین باللہ لکتاب الصوم

☆☆☆

(1) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ (2) وہ غیر مسلم جو دارالاسلام میں امان لے کر رہا ہو۔ اس کی جان ومال کی حفاظت سب مسلمانوں پر لازم ہوتی ہے اس کی مدد کرنا اسلامی اخلاق میں داخل ہے۔ (3) دارالحرب کا رہنے والا غیر مسلم۔

کتاب الصوم (1)

اسلام کا چوتھا رکن (2) ماہ رمضان المبارک کا روزہ ہے۔

ہر مکلف (3) مسلمان پر فرض قطعی ہے، اس کا منکر کافر اور بلا عذر شرعی قصداً (4) ترک کرنے والا فاسق ہے۔

صحیحین (5) میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے ابن آدم کی ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے ستر گنا تک بڑھا کر دیا جائے گا، مگر روزہ کہ روزہ تو میرے ہی لیے ہے روزہ کا بدلہ میں خود ہی ہوں۔ یعنی روزہ جنت میں لیجانے کا یقینی سامان ہے۔

روزہ نام ہے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کا۔

شرائط اداء روزہ (6)

اداء روزہ کی دو شرطیں ہیں۔ (۱) نیت کا ہونا (۲) حیض و نفاس سے عورت کا پاک ہونا۔

روزوں کی چھ قسمیں ہیں (۱) روزۂ رمضان (۲) روزۂ قضاء (۳) روزۂ

(1) روزہ کا بیان (2) اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ (۱) توحید و رسالت کا اقرار (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ رمضان (۵) حج۔ یہ اسلام کی شناخت اور مسلمان کی پہچان ہیں انہیں کو ارکان خمسہ کہا جاتا ہے۔ (3) عاقل بالغ (4) جان بوجھ کر چھوڑنے والا۔ (5) حدیث کی دو مستند کتابیں: بخاری و مسلم۔ (6) روزہ اداء ہونے کی شرطیں جس سے حکم پورا ہو جائے۔

نذر معین (1) (۴) روزۂ نذر غیر معین (2) (۵) روزۂ کفارہ (۶) روزۂ نفل۔

امام اعظمؒ کے نزدیک رمضان کے روزوں کی ادائیگی کے لیے روزہ رکھنے کی مطلق نیت (3) کافی ہے چنانچہ اگر رمضان کے مہینہ میں رمضان کے علاوہ کسی اور روزے کی نیت کرے گا تو بھی اگر صحیح و مقیم ہے تو رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا اور دوسرے روزہ کی نیت معتبر نہ ہوگی۔ ہاں اگر معذور یا مسافر ہے تو اس کی نیت معتبر ہوگی۔ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک۔

مگر حضرات صاحبینؒ کے نزدیک اگر معذور یا مسافر رمضان میں غیر رمضان کی نیت کریں تو ان کی نیت کا اعتبار نہ ہوگا اور رمضان میں جو روزہ بھی رکھے گا رمضان کا ہی ادا ہوگا۔

حضرت امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک رمضان کے روزوں کے لیے بھی فرض وقت (4) کی تعیین نیت ضروری ہے۔ نذر معین کا روزہ مطلق نیت، نذر کی نیت، نفل کی نیت سے بھی ادا ہوجاتا ہے لیکن اگر نذر معین کے دن میں کسی دوسرے واجب کی نیت کرے گا تو وہی روزہ ادا ہوگا یعنی نیت واجب آخر (5) معتبر ہوگی۔ اور اکثر ائمہ کے نزدیک نذر معین کے لیے بھی نذر کی تعیین (6) نیت ضروری ہے اس کے بغیر ادائیگی نہ ہوگی۔

نفلی روزہ نفل کی نیت اور مطلق نیت دونوں سے ادا ہوجائے گا۔

---

(1) کسی خاص دن میں روزہ رکھنے کی منت۔ جیسے کسی نے کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں ہر جمعرات کو روزہ رکھوں گا یہ نذر معین ہے (2) بلا دن معین کئے ہوئے روزہ رکھنے کی منت۔ (3) مثلاً یہ کہ آج میں نے روزہ رکھا۔ (4) مثلاً یہ کہ آج میں نے رمضان کا روزہ رکھا۔ (5) دوسرے واجب روزہ کی نیت کیونکہ دونوں مرتبہ میں برابر ہیں اور جہاں کئی چیزیں ایک ہی مرتبہ کی جمع ہوجائیں وہاں نیت کے ذریعہ متعین کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے شریعت نے ایسے مواقع میں تعیین نیت ضروری قرار دیا ہے۔ (6) مثلاً یہ کہ میں آج اپنی فلاں مانی ہوئی منت کا روزہ رکھتا ہوں۔

باقی تین روزے نذر غیر معین، قضا(1) وکفارہ(2) بغیر تعیین نیت(3) ادا نہیں ہوں گے اس پر سب کا اتفاق ہے۔

وقت نیت روزہ

روزہ کی نیت کا وقت غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق کے طلوع تک ہے۔ طلوع صبح صادق کے بعد نیت معتبر نہ ہوگی سواء روزۂ نفل کے حضرت امام شافعیؒ وامام احمدؒ کے نزدیک۔ امام مالکؒ کے نزدیک طلوع صبح صادق کے بعد نفلی روزہ میں بھی نیت معتبر نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک روزۂ رمضان، روزۂ نذر معین، اور روزۂ نفل میں زوال سے پہلے تک نیت درست ہے۔ روزۂ قضاء، روزۂ کفارہ، اور روزۂ نذر غیر معین میں طلوع صبح صادق کے بعد کسی کے نزدیک بھی نیت درست نہیں ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک رمضان کے ہر روزہ کی مستقل نیت شرط ہے۔

بخلاف حضرت امام مالکؒ کے کہ ان کے نزدیک پورے رمضان کے روزوں کے لیے شبِ اوّل(4) کی ایک نیت کافی ہے۔

---

(1) قضا روزہ یہ ہے کہ مثلاً رمضان کا کوئی روزہ چھوٹ گیا تھا سفر میں ہونے یا کسی مجبوری کے پیش آجانے کی وجہ سے تو رمضان ختم ہونے کے بعد اس کو رکھنا ضروری ہے اس کو قضا کا روزہ کہا جاتا ہے۔ (2) بعض قصور ایسے ہیں کہ ان کی سزا میں شریعت نے روزہ رکھنا عاید کیا ہے جیسے بلا عذر قصداً رمضان کا کوئی روزہ توڑ دیا تو اس کی سزا یہ ہے کہ متواتر دو مہینہ روزہ رکھے یا کسی نے قسم کھائی اور پھر قسم کو توڑ دیا تو اس کی سزا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا دے یا کپڑا دے یا غلام آزاد کرے اور اگر ان میں سے کچھ نہ کرسکتا ہو تو تین روزے رکھے اس طرح کے اور بھی بہت سے احکام ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ (3) یعنی بغیر یہ صراحت کئے ہوئے کہ فلاں روزہ قضاء کا یا کفارہ کا رکھ رہا ہوں ادا نہ ہوگا۔ (4) پہلی رات۔

اگر رمضان کی شب اول میں روزہ کی نیت کیا اور درمیان رمضان میں مجنون ہو گیا اور حالت جنون میں کئی روزے گذر گئے دراں حالیکہ اس نے مفطرات (1) صوم کا ارتکاب نہیں کیا تو امام مالکؒ کے نزدیک اس کے سب روزے صحیح ہو گئے اور باقی ائمہ ثلٰثہ (2) کے نزدیک حالت جنون (3) میں شروع ہونے والے روزے درست نہ ہوں گے لہٰذا ان کی قضا کرنا ہوگا نیت فوت ہونے کی وجہ سے کیونکہ مجنون کی نیت شرعاً معتبر نہیں ہے۔

اگر پورا مہینہ رمضان کسی پر جنون طاری رہا اور ایک لحہ بھی ہوش میں رمضان کا نہیں پایا تو روزہ کی فرضیت اس سے ساقط ہو جائے گی اور قضا واجب نہ ہوگی۔

اگر ایک گھڑی بھی رمضان کی ہوش میں پایا تو فوت شدہ (4) روزوں کی قضا کرنی ہوگی۔

سبب وجوب صوم (5)

روزوں کی فرضیت کا سبب بحالت صحت و اقامت (6) رمضان کا ملنا ہے اور رمضان ملتا ہے دو طرح پر (۱) نیا چاند دیکھا گیا ہو یا (۲) شعبان کے تیس دن پورے ہو گئے ہوں۔

رویتِ ہلال (7)، ۲۹ کے چاند کا ثبوت

اگر آسمان ابر (8)، یا غبار آلود ہو تو ثبوت رمضان کے لیے ایک عادل (9) مرد یا عورت کی شہادت (10) کافی ہے۔

(1) روزہ توڑنے والی چیزیں (2) حضرت امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ (3) پاگل پن، عقل کا درست نہ ہونا۔ (4) فوت شدہ، چھوٹے ہوئے۔ (5) رمضان کے روزے فرض ہونے کا سبب۔ (6) بحالت صحت و اقامت یعنی وہ مسلمان عاقل بالغ مقیم ہو مسافر نہ ہو اور تندرست ہو معذور نہ ہو مثلاً کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ اس کے لیے روزہ رکھنا دشوار ہو جائے۔ (7) پہلا چاند دکھنا۔ پہلے چاند سے عربی مہینہ شروع ہوتا ہے۔ رات پہلے آتی ہے دن پیچھے۔ (8) ابر آلود، بادل چھایا ہوا ہونا۔ غبار آلود، آسمان میں دھندلا پن ہونا۔ (9) دین دار (10) گواہی۔

اور ثبوت شوال یعنی عید کے لیے دو آزاد عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ضروری ہیں جو لفظ شہادت (1) کے ساتھ اپنی گواہی پیش کریں۔

اگر مطلع (2) صاف ہو تو ثبوت رمضان و ثبوت عید دونوں کے لیے زیادہ تعداد میں لوگوں کے چاند دیکھنے کا ثبوت ضروری ہے یعنی اتنی تعداد میں لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ عادۃً (3) ان کو جھٹلایا نہ جا سکتا ہو۔

ذرائع ابلاغ کی خبر (4)

ذرائع ابلاغ میں خط، اور ٹیلی گرام، کی خبر شرعاً معتبر نہیں ہے۔

ٹیلی فون پر اگر غیر معلوم شخص بات کرے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر معلوم و متعارف (5) شخص بات کرے تو اس کا وہی حکم ہے جو فرد (6) کا اوپر بیان ہوا۔

ریڈیو، ٹیلی ویزن کی خبر

ریڈیو یا ٹیلی ویزن پر اعلان کرنے والا اگر کسی ذمہ دار رویت ہلال کمیٹی، یا جماعت علماء، یا قاضیٔ شریعت کے فیصلہ کا نام کی صراحت کے ساتھ اعلان کرے تو یہ اعلان قابل تسلیم ہے ایسی خبر پر صوم و افطار (7) جائز ہے۔

ریڈیو وغیرہ کی مطلق (8) خبر مثلاً یہ کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا ہے یا فلاں جگہ عید منائی جا رہی ہے معتبر نہیں ہے۔ مگر یہ کہ قرائن سے اس خبر کی صحت (9) کا علم ہو جائے۔

---

(1) مثلاً یہ کہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود چاند دیکھا ہے۔ (2) آسمان پر چاند دیکھنے کا مقام (3) مثلاً دس بارہ آدمی کسی بات کی خبر دیں جو الگ الگ مقام کے رہنے والے ہوں تو ظاہر ہے کہ ان کو جھوٹا نہیں کہا جا سکتا آدمی کا ضمیر اس کو قبول کرنے پر مجبور ہوتا ہے ایسے ہی متعدد مقام سے بہت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں تو یہ خبر قابل اعتبار ہے۔ (4) خبر پہونچانے کے ذریعے (5) جانا پہچانا۔ (6) فرد۔ ایک شخص۔ (7) یعنی روزہ شروع کرنا اور عید منانا۔ (8) مطلق، آزاد (9) یعنی دوسرے ذرائع سے اس خبر کا صحیح ہونا معلوم ہو جائے۔

اختلافِ مطالع (1)

بلاد بعیدہ کا اختلاف مطالع معتبر ہے بلاد بعیدہ سے مراد وہ شہر ہیں جو اتنی دوری پر واقع ہوں کہ عادۃً وہاں اور یہاں کی رویت ایک دن نہ ہوتی ہو جیسے ہند اور حجاز (2) کہ ان دونوں ملکوں کی رویت میں ایک دن کا فرق رہتا ہے۔

البتہ بلاد قریبہ کا اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے جیسے ہند و پاکستان، کہ ان دونوں کا مطلع ایک ہے لہٰذا اگر ایک ملک کی رویت کا معتبر شرعی ثبوت دوسرے ملک والوں کو فراہم ہو جائے تو ثبوت رمضان وعید ہو جائے گا اور صوم وافطار لازم ہوگا۔

احکام شاہد (3) در ثبوت رمضان

اگر رمضان ایک عادل کی شہادت (4) سے ثابت ہوا ہو اور تیسویں رمضان کو چاند نظر نہ آئے تو افطار (5) جائز نہیں ہوگا لہٰذا اگلے دن کا روزہ رکھا جائے گا۔

اگر رمضان کا ثبوت دو عادل کی شہادت سے ہوا ہو اور تیسویں کو چاند نظر نہ آئے پھر بھی مہینہ پورا ہو گیا اگلا دن عید (6) کا ہوگا۔

اگر کسی نے چاند اپنی آنکھ سے دیکھا اور قاضی نے اس کی شہادت کو رد کر دیا

---

(1) مطالع جمع ہے مطلع کی چاند دیکھنے کا مقام۔ مسئلہ یہ ہے کہ چاند دیکھنے کا مقام ہر جگہ کا ایک ہی ہے یا الگ لگ؟ ظاہر ہے کہ ہر مقام میں کچھ نہ کچھ فرق ہے تو کیا یہ فرق شرعاً قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ ہر جگہ کا فرق قابل اعتبار نہیں ہے ہاں اگر اتنا فرق ہے کہ ایک جگہ پہلے دن اور دوسری جگہ دوسرے دن چاند دکھتا ہے تو اتنا فرق البتہ شریعت کی نظر میں قابل اعتبار ہے۔ بلاد بعیدہ، دور کے شہر۔ بلاد قریبہ، نزدیک کے شہر۔ (2) مراد ہے عرب۔ (3) گواہ۔ رمضان کا چاند ثابت ہونے کے سلسلہ میں گواہوں سے متعلق حکموں کا بیان۔ (4) یعنی ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنے کی گواہی ایک دیندار مرد نے دیا اور اس کی گواہی کو قاضی نے قبول کر کے رمضان شروع ہونے کا اعلان کر دیا۔ (5) یعنی عید منانا، روزہ توڑ دینا۔ (6) کیونکہ دو دیندار کی گواہی سے جو حکم ثابت ہوتا ہے وہ یقینی ہوتا ہے۔

تو اگر یہ رمضان کا چاند تھا تو خود اس پر روزہ رکھنا واجب ہے کیوں کہ اس کے نزدیک رمضان محقق (1) ہو چکا اگر افطار کیا تو قضا واجب ہوگی لیکن کفارہ واجب نہ ہوگا۔

اور اگر عید کا چاند ہے پھر بھی روزہ رکھنا ہوگا اور اپنے دیکھنے پر افطار جائز نہیں ہوگا کیوں کہ ثبوت عید کے لیے کم از کم دو شہادت ضروری ہے اگر روزہ توڑے گا تو قضا لازم آئے گی۔

بلادِ بعیدہ (2) کا مسافر

بلاد بعیدہ کا مسافر دوسرے ملک میں شاہد واحد غیر مقبول (3) کا حکم رکھتا ہے ،لہٰذا روزہ رکھنے میں اس ملک کا پابند ہوگا جہاں مقیم ہے اور افطار میں اس ملک کا پابند ہوگا جہاں پہونچ رہا ہے (4)۔

یوم الشک

اگر شعبان میں ۲۹ کو چاند نہ ہوا اور مطلع صاف نہیں تھا تو تیسویں تاریخ یوم الشک ہے اس دن کوئی بھی روزہ رکھنا مکروہ ہے سواء نفل معین (5) کے۔

اگر نفل روزہ رکھا تھا بعد میں چاند ثابت ہوگیا تو وہ روزہ رمضان کا ہوگا اور

---

(1) کیونکہ دو دیندار کی گواہی سے جو حکم ثابت ہوتا ہے وہ یقینی ہوتا ہے۔ (2) دور دراز کے شہر یا ملک (3) وہ ایک گواہ جس کی گواہی کو قاضی نے رد کر دیا ہو۔ (4) لہٰذا اگر کوئی شخص ہندوستان سے رمضان کے شروع ہونے کے بعد عرب گیا اور عرب میں عادۃً ایک دن پہلے روزہ شروع ہوتا ہے تو اس مسافر کو عید وہاں کے مطابق کرنی ہوگی اور عید کے دن روزہ جائز نہیں ہوگا۔ اور چھوٹے ہوئے کی قضا کرنی ہوگی۔ اور اگر کوئی عرب سے ہندوستان آیا اور یہاں ۳۰ کو چاند ہوا تو اس مسافر کے ۳۱ روزے ہو جائیں گے۔ ۳۰ کے بعد والا روزہ اس کو رکھنا پڑے گا اور یہاں کے مطابق ہی اس کو عید کرنی ہوگی۔ (5) وہ نفلی روزہ جس کو کسی خاص دن میں رکھنا طے کر لیا ہے۔ مثلاً جمعرات کو یا ہر دوشنبہ کو۔

اگر چاند ہونا ثابت نہ ہوا تو نفل روزہ اداء ہو جائے گا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔

اس دن عام مسلمانوں کو دوپہر تک کھانے پینے سے پرہیز رکھنا چاہیے اگر چاند کا ثبوت ہو جائے تو روزہ کی نیت کرلیں ورنہ کھائیں پئیں۔

خواص کے لیے بہتر ہے کہ اس روز نفل روزہ کی نیت کرلیں اور اس کو پورا کریں یعنی اگر چاند نہ ہوا تو اس کو توڑیں نہیں۔ کیوں کہ تردد کے ساتھ نیت درست نہ ہوگی اور کوئی بھی روزہ ادا نہ ہوگا۔

فصل در مفطرات

روزہ کی حالت میں کوئی چیز کھانا، پینا، یا جماع (1) کرنا خواہ آگے ہو یا پیچھے، حقیقتاً ہو یا حکماً (2)، دوا کے لیے یا غذا کے لیے یا لذّت حاصل کرنے کے لیے روزہ کو توڑ دیتا ہے۔

موجباتِ قضا و کفارہ (3)

اگر کسی نے روزہ کی حالت میں قصداً کچھ کھایا، یا پیا، یا جماع کیا تو روزہ اس کا

(1) جماع نام ہے شرمگاہ کو شرمگاہ میں داخل کرنے کا۔ معیار یہ ہے کہ اگر مرد کے عضو تناسل کی سپاری اندر داخل ہوگئی تو بس جماع متحقق ہو گیا اگر داخل ہوتے ہی فوراً نکال لیا پھر بھی غسل واجب ہوا اور روزہ ٹوٹ گیا شرمگاہ چاہے آگے کی ہو یا پیچھے کی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ پیچھے کی شرمگاہ میں یہ عمل زنا سے زیادہ بدتر اور موجب عذاب ہے چاہے وہ اپنی عورت ہی کیوں نہ ہو بہر حال حرام ہے۔ (2) مثلاً بیوی سے بغل گیر ہوا، یا اسکا بوسہ لیا، یا اسکو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا اور انزال ہو گیا تو اس کا حکم وہی ہے جو جماع کا یعنی اس سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (3) قضاء و کفارہ دونوں لازم کرنے والی چیزیں۔ جماع کرنے سے قضا و کفارہ دونوں بالاتفاق لازم ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک مرد اور عورت دونوں پر کفارہ لازم ہوگا لیکن اگر عورت اس عمل کے لیے کسی طرح تیار نہیں تھی مرد نے ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے جبراً جماع کیا ہے تو عورت پر صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں یہی قول حضرت امام مالکؒ کا بھی ہے اور اس گناہ کے وبال کا مستحق مرد ہوگا۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک اسکا ذمہ دار پورے طور پر مرد ہی ہوگا یعنی اس کا کفارہ اپنی جانب سے اور اپنی عورت کی جانب سے مرد کو ادا کرنا ہوگا خواہ جماع بالجبر کیا یا بلا جبر۔

ٹوٹ جائے گا قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔
حضرت امام شافعیؒ و امام احمدؒ کے نزدیک صرف جماع سے کفارہ واجب ہوگا۔
قضا: یہ ہے کہ اس کی جگہ بعد رمضان دوسرا روزہ رکھے۔
کفارہ: یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو دو مہینہ کا مسلسل روزہ رکھے اس طرح پر کہ درمیان میں رمضان اور عید اور ایام تشریق نہ آویں، اگر درمیان میں کوئی روزہ چھوٹ گیا کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر کے تو روزہ پھر سے رکھنا ہوگا سواء عورت کے حیض و نفاس کے کہ اس کی وجہ سے روزہ از سرنو (1) رکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے دونوں وقت یا ہر ایک کو ایک صدقۂ فطر کے برابر دے۔
اگر ایک رمضان میں کئی روزے توڑ دیئے تو اگر دو ایک روزہ توڑ کر کفارہ ادا کر دیا اس کے بعد پھر توڑ دیا تو دوسرا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر سب سے آخر میں کفارہ ادا کیا تو ایک ہی کفارہ سب روزوں کی جانب سے کافی ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔
حضرت امام مالکؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک ہر روزہ کا الگ الگ کفارہ واجب ہوگا۔ سب کی طرف سے ایک کفارہ کافی نہیں ہوگا (2)۔

موجباتِ قضا (3)

اگر چوک سے یا مجبوری سے افطار کر لیا اگر چہ جماع سے ہو یا حقنہ (4) کیا گیا ہو یا کان یا ناک میں دوا ڈالی گئی (5) ہو یا سر کے زخم میں دوا ڈالی گئی اور وہ

---

(1) پھر سے۔ (2) یاد رکھنا چاہیے کہ صرف رمضان المبارک کے روزہ توڑنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے رمضان کے علاوہ اور روزوں کے توڑنے پر کفارہ لازم نہیں آتا۔ (3) وہ چیزیں جن سے صرف قضاء لازم آتی ہے کفارہ نہیں۔ (4) انیما چڑھایا گیا ہو۔ (5) لیکن اگر کان میں پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

دماغ تک پہونچ گئی، یا دوا کسی طرح براہ راست (1) پیٹ میں اندر پہونچ گئی۔ یا سنگریزہ یا لوہے کا ٹکڑا یا کوئی چیز جو دوا یا غذا کے قبیل (2) سے نہ ہو حلق سے نیچے اتار لیا یا دھواں قصداً اندر داخل کیا۔ یا سونگھنے کی دوا کو سونگھنا جیسے ہلاس (3) نزلی وغیرہ یا قصداً منھ بھر کر قے کر لیا۔ یا رات سمجھ کر جماع کیا معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی تھی۔ یا غروب آفتاب سمجھ کر افطار کیا پھر معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا۔ یا بھول کر کچھ کھا لیا پھر گمان کیا کہ روزہ میرا ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا لیا۔ یا سوتے ہوئے حلق میں پانی ڈال دیا گیا۔

یا عورت سوتی ہوئی جماع کر لی گئی یا حالت دیوانگی یا حالت بیہوشی میں جماع کی گئی۔ ان سب صورتوں میں صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا۔

ایسے ہی اگر کسی شخص نے رمضان میں نہ تو روزہ کی نیت کیا اور نہ ہی روزہ کے وقت میں کوئی ایسا کام کیا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو قضا (4) واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

اگر رمضان میں روزہ کی نیت نہیں کیا اور کھانا کھایا تو امام اعظمؒ کے نزدیک کفارہ واجب نہ ہوگا، مگر صاحبینؒ کے نزدیک کفارہ واجب ہوگا۔

اگر بھوک یا پیاس کی شدۃ یا تکان کی شدۃ کی وجہ سے جو ناقابل برداشت (5) تھی روزہ توڑ دیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

(1) سیدھا، ڈائرکٹ۔ (2) جنس، قسم (3) ہلاس نزلی، سونگھنے کی مرکب دوا ہے جس سے نزلہ میں فائدہ ہوتا ہے۔ (4) وجہ یہ ہے کہ بغیر نیت روزہ ادا نہیں ہوتا اور کفارہ اس لیے نہیں کہ افطار پایا نہیں گیا۔ (5) ناقابل برداشت کا معیار یہ ہے کہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جانیگا اندیشہ پیدا ہو گیا ہو اپنے تجربہ سے یا علامت دیکھ کر یا طبیب حاذق کے کہنے سے۔
عورت کی شرمگاہ میں دوا یا کریم: اگر عورت نے اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں سیال دوا ٹپکائی یا مرطوب دواء رکھی یا تیل یا کریم جیسی چیز اندر لگایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء لازم ہوگی۔ اور یہی حکم پیچھے کے راستہ (مقعد) کا بھی ہے۔

غیر مفطرات (1)

اگر روزہ یاد نہیں رہا اور کھایا، یا پیا، یا جماع کیا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور نہ قضا واجب ہوگی۔

ایسے ہی احتلام ہوگیا، یا عورت کو شہوت سے دیکھا اور انزال ہوگیا اس سے بھی روزہ فاسد (2) نہیں ہوتا۔ بدن پر تیل ملنا، آنکھ میں سرمہ لگانا، کسی کی غیبت کرنا، پچھنے لگوانا، بے ارادہ قے آجانا اگرچہ منہ بھر کر ہو، یا قصداً تھوڑی قے کرنا، کان میں پانی ڈالنا، ان سب چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر ذَکر (3) میں تیل یا کوئی دوسری چیز ٹپکایا تو امام اعظمؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہ ہوگا لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فاسد ہوجائے گا۔

اسی طرح منجن سے دانت صاف کرنا، ٹیکہ لگوانا، انجکشن کے ذریعہ دوا یا خون یا گلوکوز کا چڑھایا جانا، بواسیر کے مسوں پر یا مقعد میں دوا لگانا، عورت کا اپنی شرمگاہ میں (4) دوا لگانا، عورت کا اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں خشک دوا رکھنا، آنکھ میں دوا ڈالنا، ایسے ہی پان کھا کر سوگیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اٹھ کر منہ کو صاف کیا، یا دانت سے خون آیا اور حلق تک پہونچ گیا ان چیزوں سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

معیار حکم

معیار (5) یہ ہے کہ مفطراتِ صوم (6) کا ارتکاب (7) اگر قصداً (8) کیا ہے تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہوگا اور اگر خطاءً یا مجبوراً کیا ہے تو صرف قضا واجب

(1) ایسی چیزیں یا ایسا عمل جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (2) یعنی روزہ نہیں ٹوٹتا (3) مرد کا عضو تناسل (4) مراد ہے شرمگاہ کا باہری حصہ۔ (5) معیار، کسوٹی (6) مفطرات الخ روزہ توڑنے والی چیزوں کا عمل اپنے اختیار و ارادہ سے کیا ہو۔ (7) عمل میں لانا۔ (8) جان بوجھ کر۔

ہوگی اور اگر سہواً (1) کیا ہے تو نہ قضا واجب ہے نہ کفارہ۔

مفطرات حکمی (2)

اگر مردہ عورت سے یا چوپایہ سے جماع کیا، یا بدن کے کسی غیر معتاد (3) حصہ میں شرمگاہ کو لگایا، یا شرمگاہ کو شرمگاہ پر لگایا اور اندر داخل نہیں کیا، یا عورت کو بوسہ دیا، یا شہوت کے ساتھ عورت کو چھوا ایسی سب صورتوں میں اگر انزال (4) ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

مسائل متفرقہ

اگر دانتوں میں کھانا پھنس کر رہ گیا تھا اس کو ہاتھ سے باہر نکالا پھر کھا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا مگر کفارہ واجب نہیں ہوگا اور اگر اس کو زبان کی نوک سے نکال کر منھ میں رکھتے ہوئے کھا گیا تو اگر چنا کے برابر تھا تو قضا واجب ہوگی اور اگر چنا سے کم تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگر تل کا دانہ منھ میں ڈالا اور حلق سے نیچے اتار لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر منھ میں اس کو چبا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

قے منھ بھر کر منھ میں آئی اس کو قصداً واپس نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اگر قے تھوڑی مقدار میں منھ میں آئی اور بے ارادہ واپس چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگر قے منھ بھر کر آئی اور بے ارادہ واپس چلی گئی تو امام ابو یوسف ؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا، امام محمد ؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔

(1) بھول کر (2) وہ اعمال جن کے کرنے پر شرعاً روزہ ٹوٹنے کا حکم لگ جاتا ہے۔ (3) شرمگاہ کے علاوہ بدن کے کسی اور مقام پر۔ (4) یعنی شہوت کے ساتھ منی نکل آئی۔

بالواسطہ (انڈائرکٹ) کسی چیز کا پیٹ میں پہونچانا بدن میں کوئی چیز داخل کیا مگر اس کا منفذ پیٹ یا دماغ کے لیے ڈائرکٹ نہیں ہے تو وہ مفسد صوم نہیں ہے۔

اگر تھوڑی قے آئی اور قصداً اس کو نگل گیا امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مدار مقدار ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک مدار(1) ارادہ ہے۔

فصل در مکروہات(2) ومباحات(3)

مکروہات

بلا عذر کسی چیز کا چکھنا، یا چبانا، جس کو بعد میں منہ سے نکال دیا جائے روزہ کی حالت میں مکروہ ہے، مگر ضرورتاً جائز ہے۔ مثلاً بچہ کو پلانے کے لیے کوئی چیز موجود

روزہ سے متعلق شہوت رانی کے احکام

روزہ کی حالت میں شہوت رانی (جسمانی لذت اندوزی) کی پانچ قسمیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ شہوت رانی، (جماع) اختیاری ہے یا غیر اختیاری اگر غیر اختیاری ہے جیسے خواب میں جماع کرتے دیکھا اور انزال ہو گیا، تو اس سے روزہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اگر اختیاری ہے تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ جبر و اکراہ کے ساتھ ہے یا بلا جبر اگر جماع جبراً ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا قضا لازم ہو گی۔ کفارہ نہیں۔ اور اگر بلا جبر جماع ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ شرمگاہ کو معتاد حصہٗ بدن (شہوت کے محل) میں استعمال کیا ہے یا غیر معتاد حصہ میں۔ اگر شرمگاہ کو معتاد حصہ میں استعمال کیا ہے تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ اور اگر غیر معتاد حصہ میں شرمگاہ کو استعمال کیا یا شرمگاہ کے علاوہ بدن کے کسی دوسرے حصہ سے لذت اندوزی کیا جیسے ہاتھ لگانا، بوسہ لینا، وغیرہ تو دو حال سے خالی نہیں۔ اس شہوت سے انزال ہوا یا نہیں؟ اگر انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا لازم ہو گی کفارہ نہیں۔ مگر کھانا پینا وغیرہ پھر بھی جائز نہ ہو گا بلکہ روزہ دار کی طرح دن گذارنا ہو گا اور بعد میں قضا بھی کرنی ہو گی۔ اور اگر انزال نہیں ہوا تو روزہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ انتہیٰ۔ محمد امین غفرلہٗ

(1) جس بنیاد پر حکم لگتا ہے اس کو مدار حکم کہا جاتا ہے۔ (2) نازیبا، ناپسندیدہ چیزیں۔ (3) حلال چیزیں

نہیں ہے اور وہ بھوک سے تڑپ رہا ہے تو ماں کے لیے جائز ہے کہ کوئی کھانے کی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دے۔

لعابِ دہن (1) منہ میں اکٹھا کر کے نگل لینا۔ ایسا کوئی کام جس سے روزہ دار میں کمزوری پیدا ہو مثلاً خون نکلوانا۔ بیوی سے لپٹنا بوسہ لینا جب کہ اپنے اوپر مکمل کنڑول نہ ہو۔

اسی طرح روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنا، کسی کی غیبت کرنا، کسی کو برا بھلا کہنا سخت مکروہ ہے یہاں تک کہ امام اوزاعیؒ کے نزدیک اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جھوٹ اور معصیت کو ترک نہ کیا حق تعالیٰ شانہٗ اس کے روزہ کے محتاج نہیں ہیں۔ یعنی اس کا روزہ عند اللہ مقبول نہیں ہے۔

مباحات

روزہ دار نے صحبت کی یا بلا صحبت نہانے کی حاجت ہوئی یعنی غسل کرنا شرعاً فرض ہوا اور اس نے غسل نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو روزہ صحیح ہے بعد میں غسل کرے۔ مگر صبح صادق سے پہلے غسل کر لینا بہتر ہے۔

اگر سحری کھا رہا تھا یا جماع کر رہا تھا اتنے میں صبح صادق طلوع ہوگئی اور فوراً ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا کلی کر کے منہ صاف کر لیا، یا جماع میں ذکر کو باہر نکال لیا دونوں صورتوں میں جمہور کے نزدیک اس کا روزہ صحیح ہوگا مگر امام مالکؒ کے نزدیک باطل ہو جائے گا۔

اگر گرمی کی شدۃ کی وجہ سے کسی نے بار بار غسل کیا، یا کلی کی یا ناک میں پانی ڈالا، یا کپڑا تر کیا، یا کولر میں آ کر بیٹھ گیا۔ ایسی تمام صورتوں میں روزہ میں کوئی فرق نہیں آتا یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے امام ابو حنیفہؒ اس کو ناپسند قرار دیتے ہیں

(1) تھوک۔

کیوں کہ یہ جزع وفزع (1) پر دلالت کرتا ہے۔

فصل در اعذار شرعی

وہ عذر جن کی وجہ سے شریعت نے روزہ نہ رکھنے یا توڑ دینے کی اجازت دی ہے۔

۱۔ ایسی بیماری کہ روزہ اس میں مضر ہو یعنی روزہ رکھنے سے اس کے بڑھنے یا دیر پا ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

۲۔ سفر شرعی جس کی تفصیلات کتاب الصلوٰۃ میں احکام جمعہ سے قبل ذکر کی جا چکی ہیں ایسے مریض اور مسافر کے لیے افطار جائز ہے۔

پس اگر مسافر کے لیے روزہ باعث مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہوگا۔

اگر مسافر جہاد میں ہو یا روزہ اس کے لیے باعث مشقت ہو تو افطار بہتر ہوگا۔

اگر روزہ ہلاکت رسا (2) ہو تو افطار واجب ہوگا۔ روزہ رکھنے سے گنہگار ہوگا۔

یہ روزہ نہ رکھنے والے مریض یا مسافر اگر اسی حالت مرض یا سفر میں مر جائیں تو قضا واجب نہ ہوگی۔

اور اگر مریض صحت کے بعد اور مسافر اقامت کے بعد موت سے ہمکنار ہو جائے تو صحت (3) و اقامت (4) کے بعد جتنے دن ملے ہیں انہیں کی قضا واجب ہوگی۔ اگر قضا نہ کر سکا تو ولی (5) پر ہے کہ میت کے ثُلث (6) مال سے اس کی مکافات کرے بایں طور کہ اس کا فدیہ دے ہر روزہ کے عوض ایک فدیہ بمقدار صدقۂ فطر جیسا کہ فوت شدہ (7) نمازوں میں ہر نماز کا ایک فدیہ۔

---

(1) جزع وفزع۔ بے صبری، گریہ وزاری۔ (2) ہلاکت رسا، ہلاکت تک پہونچانے والا۔ یعنی اگر روزہ رکھنے سے ہلاکت کا اندیشہ ہو اور یہ اندیشہ ظن غالب کے درجہ میں ہو تو واجب ہے کہ روزہ نہ رکھے اور حالت اقامت میں قضا کر لے۔ (3) ٹھیک ہونا، مرض جاتا رہنا۔ (4) سفر ختم ہونا، وطن میں مقیم ہو جانا۔ (5) وارث (6) متروکہ مال کے تہائی حصہ سے۔ مکافات، بدلہ چکانا۔ صدقۂ فطر کے برابر (7) چھوٹی ہوئی۔

میّت (1) کی نماز اور روزہ کا فدیہ

اگر میت نے وصیت کیا ہو تو اس کی نماز یا روزہ کا فدیہ ادا کرنا واجب ہے بغیر وصیت واجب نہیں ہے لیکن ادا کر دینا بہتر ہے۔

ہر روزہ کا ایک فدیہ خواہ صدقۂ فطر کی مقدار جنس (2) یا رقم محتاج کو دے یا ایک محتاج کو دونوں وقت کھانا کھلائے۔

۳- حاملہ عورت۔ کہ دوران حمل عموماً کمزوری لاحق ہوتی ہے اور امراض کا خطرہ رہتا ہے۔

۴- دودھ پلانے والی عورت۔ کہ اس عرصہ میں کمزوری بہت ہوتی ہے کیونکہ بچہ کی غذا ماں کے دودھ پر موقوف ہوتی ہے اور دودھ بننے میں اس کی توانائیاں خرچ ہوتی ہیں اس لیے شریعت نے ان دونوں کو اجازت دی ہے کہ اگر اپنے لیے یا بچہ کے لیے بیماری کا یا بیماری بڑھ جانے کا یا بیماری دیرپا ہو جانے کا خطرہ محسوس کرے تو افطار کرے اور بعد کامل صحت ہو جانے کے قضا کرے۔ ان پر فدیہ و کفارہ نہیں ہے حنفیہؒ کے نزدیک۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بچہ پر خوف کی صورت میں فدیہ جائز ہے۔

خوف کے لیے غلبۂ ظن کافی ہے خواہ تجربہ سے ہو یا طبیب حاذق کے بتانے سے۔

۵- شیخ فانی اگر روزہ سے عاجز ہو جائے تو افطار کرے اور ہر روزہ کے عوض فدیہ ادا کر دے لیکن اگر بعد میں ایسی قوۃ حاصل ہوگئی کہ روزہ رکھنے پر قادر ہو گیا تو قضا واجب ہوگی اگرچہ فدیہ ادا کر چکا تھا۔

۶- وہ شخص جو بھوک پیاس کی شدۃ کی وجہ سے ہلاکت کا خوف محسوس کرے اس کے لیے بھی جائز ہے کہ روزہ توڑ دے اور بعد میں قضا کرے اس پر

(1) انتقال کیا ہوا شخص (2) جنس، غلہ وغیرہ کھانے کی چیزیں، رقم، روپیہ پیسہ۔

کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

۷- وہ شخص جس نے صوم الابد (1) کی نذر مانی پھر وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہوگیا خواہ اشتغال بالمعاش (2) کی وجہ سے ہی ہو اس کے لیے جائز ہے کہ افطار کرے اور فدیہ دے پھر اگر فدیہ کی بھی استطاعت (3) نہ ہو تو توبہ و استغفار کرے اور اپنے قول سے رجوع کرے۔

قضاء رمضان

رمضان کے روزوں کی قضاء چاہے مسلسل (4) ادا کرے چاہے متفرق (5) طور پر اختیار ہے۔

اگر رمضان کی قضا پورے سال نہ کیا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آ گیا تو پہلے رمضان کے فرض روزے ادا کرے بعد ختم رمضان گذشتہ (6) روزوں کی قضا کرے اس صورت میں کوئی فدیہ واجب نہ ہوگا۔

قضا روزوں میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایام عید الفطر و عید الاضحیٰ اور تکبیر تشریق نہ ہوں۔

ایام عید و تشریق میں روزہ

عید الفطر و عید الاضحیٰ اور تکبیر تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

اگر ان دنوں میں کسی نے روزہ رکھ لیا پھر معلوم ہونے پر توڑ دیا تو قضا واجب نہ ہوگی کیونکہ ابتداء درست نہیں تھی۔

اگر کسی نے پورے سال روزہ رکھنے کی نذر مان لیا جس میں یہ دن بھی آئیں گے، یا کسی نے خاص انہیں دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر مان لیا تو ان دنوں میں

---

(1) ہر دن روزہ۔ (2) کام کاج، گزر اوقات کے ذرائع میں لگنا۔ (3) طاقت، صلاحیت۔ (4) لگاتار، بلاناغہ (5) الگ الگ ناغہ کر کے۔ (6) قضا، چھوٹے ہوئے۔

افطار کرے اور بعد میں قضا کرے لیکن اگر کسی نے ان میں نذر کا روزہ رکھ ہی لیا تو نذر تو پوری ہو گئی لہٰذا قضا نہیں آئے گی مگر گنہگار ہو گا۔

فصل در روزۂ نوافل (1)

شوال کے چھ روزے: حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے پورے سال روزہ رکھا۔ ان روزوں کے لیے بعض لوگ عید کے دوسرے دن روزہ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے، شوال کے مہینہ میں جب چاہے مسلسل (2) یا متفرق طور پر رکھے۔

ایام بیض: ہر ماہ تین روزہ مسنون ہے کبھی آپؐ نے چاند کی تین تاریخوں تیرھویں، چودھویں، اور پندرھویں کو رکھا۔ اور کبھی شروع ماہ اور آخر ماہ میں رکھا۔ اور کبھی ہر دس دن پر ایک روزہ رکھا۔ کبھی دوسرے ڈھنگ سے بھی رکھا۔

عرفہ کا روزہ: حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھا اسکے دو سال کے گناہ بخشے گئے ایک سال آگے کے اور ایک سال پیچھے کے۔

عاشورہ (3) کا روزہ: اگر کوئی عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ رکھے تو اس کے ایک سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور مستحب یہ ہے کہ عاشورہ کے ساتھ ایک روزہ پہلے یا پیچھے اور ملا لیا جائے۔

صوم داؤد: حدیث پاک میں ہے کہ سب سے پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے تھے۔

جو روزہ کا شوق رکھتا ہو اس کے لیے یہ سب سے پسندیدہ روزہ ہے بشرطیکہ مداومت (4) کرنے کی طاقت رکھتا ہو کیوں کہ بہتر عبادت وہی ہے جس پر مداومت ہو۔

(1) نفلی روزوں کے بیان میں (2) مسلسل، لگاتار متفرق، ناغہ کر کے۔ (3) محرم کی دس تاریخ (4) ہمیشگی، پابندی کرنے کی صلاحیت

روزۂ مکروہ: بلافصل (1) روزہ رکھنا، یا سال بھر لگاتار روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

عورتوں کا نفلی روزہ: عورتوں کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور اسی طرح غلاموں کو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

مگر فرائض میں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ **لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق.** (2)

فصل در اعتکاف

اعتکاف کی نیت سے روزہ کے ساتھ مسجد میں ٹھہر جانے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ مسجد میں اعتکاف عبادۃ ہے۔ زیادہ بہتر جامع مسجد ہے۔ اعتکاف کی اقل مدۃ ایک دن ہے امام اعظمؒ کے نزدیک۔ دن کا اکثر حصہ ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک۔ امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی دیر کا اعتکاف بھی درست ہے۔

نذر کا اعتکاف (3) واجب ہے۔ رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ باقی دنوں میں اعتکاف مستحب ہے۔ واجب اعتکاف کیلیے روزہ شرط ہے۔

عورتوں کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ گھر کی مسجد وہ حصہ مکان ہے جو نماز کے لیے مخصوص ہو۔

مفسدات اعتکاف

معتکف (4) کا بلا عذر یعنی بلا ضرورت شرعی جیسے برائے جمعہ و غسل واجب یا

---

(1) افطار کئے بغیر ایک روزہ کا وقت پورا ہوتے ہی دوسرے روزہ کی نیت کر لینا۔ (2) ترجمہ: کسی کی ایسی فرماں برداری جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو جائے جائز نہیں ہے۔ (3) مثلاً کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اعتکاف کروں گا۔ (4) اعتکاف کرنے والا۔

بلاضرورت طبعی جیسے برائے پاخانہ پیشاب وغیرہ مسجد سے باہر نکلنا، خواہ وہ تھوڑی دیر کے لیے ہو امام اعظمؒ کے نزدیک مفسد اعتکاف ہے۔

حضرات صاحبینؒ کے نزدیک آدھے دن سے کم باہر رہنا مفسد (1) نہیں ہے۔

معتکف کا وطی (2) کرنا خواہ رات میں ہو یا دن میں بھول کر ہو یا قصداً مفسد اعتکاف ہے۔ اسی طرح عورت کا بوسہ لینا یا چھونا بشرطیکہ انزال (3) ہو جائے۔ ایسے سب کاموں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مباحات (4)

کسی عذر شرعی کی وجہ سے باہر نکلنا مثلاً نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد جانا، مسجد کے اندر کھانا، پینا، سونا اور مبیع (5) لائے بغیر خرید و فروخت کی بات چیت کرنا، معتکف کے لیے جائز ہے۔ غیر (6) معتکف کے لیے نہیں۔

مکروہات (7)

معتکف کا بالکل خاموش رہنا، یا بے ضرورت بکواس کرنا، مکروہ ہے اسے خیال رکھنا چاہیے کہ وہ عبادت کے لیے گوشہ نشین (8) ہوا ہے اس لیے ضروریات سے جتنا وقت فارغ ہو سب عبادت میں صرف کرنے کی کوشش کرے۔

اعتکاف واجب

اگر کسی نے نذر مان لیا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اعتکاف کروں گا تو اس کا ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور دنوں کے اعتکاف میں راتیں (9) شامل ہوں گی

---

(1) ختم کرنے والا۔ (2) صحبت، ہم بستری (3) شہوت کے ساتھ منی خارج ہو جائے۔ (4) وہ چیزیں جو حالت اعتکاف میں جائز ہیں۔ (5) بکنے والا سامان (6) وہ شخص جس نے اعتکاف نہیں کیا ہے۔ (7) ناپسندیدہ کام (8) سب سے کٹ کر تنہائی میں آنے والا۔ (9) یعنی اگر ایک دن روزہ رکھنے کی منت مانی تو رات اور دن دونوں کا اعتکاف کرنا ہوگا صرف دن بھر کا اعتکاف کافی نہ ہوگا۔

اگر چہ رات کی نیت نہ کیا ہو۔ اور روزہ بھی ضروری ہے۔ لہٰذا دو روزے کے اعتکاف میں دو راتیں ضروری ہوں گی امام اعظمؒ کے نزدیک۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو دن کے اعتکاف میں ایک رات بھی کافی ہے۔

اگر کسی نے ایک مہینہ اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو متواتر ایک مہینے کا اعتکاف لازم ہوگا۔ یعنی درمیان میں وقفہ (1) نہیں ہوگا۔

اگر چہ اس نے اس کی نیت نہیں کیا تھا۔

اگر کسی نے اعتکاف شروع کر دیا تو اس کو پورا کرنا لازم ہو جائے گا۔ یعنی اعتکاف کی کم سے کم مقدار کی تکمیل (2) ضروری ہوگی حضرات شیخینؒ کے نزدیک۔

بخلاف امام محمدؒ کے کہ ان کے نزدیک جتنی دیر اعتکاف میں رہا وہ پورا ہو گیا۔

اگر اعتکاف شروع کیا اور تکمیل (3) سے پہلے اس کو توڑ دیا تو اس کی قضا لازم ہوگی۔

☆☆☆

انتهى كتاب الصوم بعونه سبحانه وتعالىٰ و استعينه

لكتاب الحج الركن الخامس لبناء الاسلام

خادم الدين المتين محمد امين بن شيخ العلماء

مولانا محمد يار دامت بركاتهٗ و فيوضهٗ

۲ رجب ۱۴۲۳ھ ۷ / اکتوبر ۲۰۰۲ء یوم السبت

☆☆☆

(1) ناغہ۔ (2) حضرت امامؒ کے نزدیک ایک دن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک دن کا اکثر حصہ۔ (3) تکمیل، پورا کرنا۔ یعنی اعتکاف کی مدۃ پوری ہونے سے پہلے ہی توڑ دیا۔

کتاب الحج

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ اگر شرائط وجوب (1) متحقق ہوں تو فرض عین ہے۔ اس کا منکر کافر اور بلا عذر شرعی ترک کرنے والا فاسق ہے۔

حج نام ہے مقام مخصوص کی زیارت کا افعال مخصوصہ کے ساتھ مخصوص دنوں میں۔

وہ مخصوص دن اشہر حج (2) ہیں یعنی شوال، ذیقعدہ، ذوالحجہ، کا عشرۂ اول۔

سبب فرضیت بیت اللہ شریف ہے۔

حج کی فرضیت عمر میں ایک مرتبہ ہے۔ حضرات شیخین کے نزدیک واجب علی الفور (3)۔ امام محمدؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک واجب علی التراخی (4) ہے۔

شرائط فرضیت (5)

اسلام، عقل، بلوغ، حریّت، ایام حج، اپنی ضروریات کے خرچ پر قدرت، بیت اللہ شریف تک آنے کی استطاعت (6) اگر دارالحرب کا رہنے والا ہے تو حج کی فرضیت کا علم۔

سواری اور اپنی ضروریات کے خرچہ پر قادر ہونے کی شرط اس شرط کے

---

(1) حج کے واجب ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔ (2) حج کے مہینے (3) شرائط متحقق ہونے پر فوراً اسی سال۔ (4) فوراً نہیں بلکہ جب موقع ملے زندگی کے آخری حصہ تک مگر زندگی میں موقع نکالنا ضروری ہوگا۔ (5) حج فرض ہونے کی شرطیں مسلمان ہونا، عقل کا صحیح ہونا، بالغ ہونا، آزاد ہونا، حج کا مہینہ ہونا، اپنا خرچ اپنے پاس ہونا، حرم شریف تک پہونچنے کی طاقت وصلاحیت ہونا۔ (6) اگر قریب کا رہنے والا ہے تو پیدل پر قدرۃ یا اس کے مطابق اور اگر دور کا رہنے والا ہے تو سواری پر قادر ہونا۔

ساتھ مشروط ہے کہ یہ قدرت تا واپسی اپنے اہل (1) وعیال کے اخراجات اور گھر کی ضروریات جیسے اثاثۂ خانہ (2) وسامان حرفت (3) اور قرض وغیرہ سے فاضل ہو۔
ان شرائط کے پائے جانے پر حج فرض ہو جاتا ہے۔

شرائط وجوبِ ادا (4)

۱- بدن کا صحت مند ہونا، اعضا، کا سلامت ہونا لہٰذا بیمار اور اندھے پر حج کی ادائیگی فرض نہ ہوگی اگرچہ اس کے پاس روپیہ موجود ہو جس سے وہ راہبر اور ضروریات کا انتظام کر سکتا ہو یہ مسلک امام اعظمؒ کا ہے۔

مگر جمہور فقہاء کے نزدیک اگر وہ مالدار ہے تو روپیہ اس کا متبادل (5) ہے لہٰذا ادائیگی حج اس پر فرض ہوگی اور یہی حکم دوسرے مالدار معذورین کا بھی ہے۔

۲- حسی موانع (6) کا نہ ہونا۔ ۳- راستہ کا ظن غالب میں مامون (7) ہونا۔

۴- عورت کا عدت میں نہ ہونا۔ ۵- عورت کے سفر حج میں ذی رحم محرم یا شوہر کا ساتھ میں ہونا۔

ذی رحم محرم: ذی رحم محرم وہ رشتہ دار ہوتا ہے جس سے کبھی نکاح جائز نہ ہو خواہ نسبی رشتہ (8) سے یا رضاعی (9) سے، یا دامادی (10) سے۔

ذی رحم محرم کے سفر میں ساتھ ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قابل اطمینان ہو کیوں کہ مقصد فتنہ سے حفاظت ہے اگر وہ خود قابل اطمینان نہیں تو باعث فتنہ ہو سکتا ہے۔

---

(1) بال بچے (2) گھر کا ساز وسامان (3) دست کاری کا سامان کارخانہ کی مشین وغیرہ۔ (4) وہ شرطیں جن کے پائے جانے پر حج کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ (5) بدل، قائم مقام (6) ظاہری رکاوٹ (7) مامون، محفوظ، خطرہ سے خالی (8) نسبی رشتہ جیسے بھائی، بھتیجہ، چچا، ماموں وغیرہ۔ (9) دودھ پینے کی وجہ سے جو رشتہ پیدا ہوتا ہے، جیسے دودھ شریک بھائی، رضاعی ماں کا شوہر وغیرہ۔ (10) جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔

اجنبی کے ساتھ عورت کا سفر

ذی رحم محرم یا شوہر کے بغیر عورت کے لیے تین منزل سے زیادہ کا سفر جائز نہیں ہے اگرچہ وہ حج کے لیے ہوا امام اعظمؒ کے نزدیک۔ امام احمدؒ کے نزدیک منزل کی بھی کوئی قید نہیں ہے ان کے نزدیک مطلقاً سفر جائز نہیں۔

امام شافعیؒ کے نزدیک ثقہ (1) عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر حج جائز ہے۔

مشتہاۃ (2) لڑکی بالغہ کے حکم میں ہوتی ہے اس لیے سفر کی مذکورہ شرط اس کے لیے بھی ہے۔

مذکورہ بالا شرائط کے پائے جانے پر خود حج کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اگر ان شرائط کے ہوتے ہوئے بھی کسی نے حج نہ کیا تو اگر معذور نہیں ہے تو موت سے پہلے خود حج کرے۔

حج بدل: اور اگر معذور ہے تو حج بدل کرائے یا ورثہ کو حج بدل کرنے کی وصیت کرے جیسا کہ بنو خثعم کی ایک خاتون (3) کو اور بنو عامر (4) کے ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سوال پر باپ کی جانب سے حج کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

اگر مورث (5) وصیت نہ کرے تو ورثاء کو چاہیے کہ اس کی جانب سے حج

---

(1) قابلِ اعتماد، دیندار (2) وہ نوعمر لڑکی جس کے اعضاء نسوانی ظاہر ہونے لگے مگر ابھی بالغ نہیں ہوئی۔ (3) ایک خاتون۔ عن عبداللہ بن عباس قال کان الفضل بن عباس ردیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاءت امرأة من خثعم تستفتیه فجعل الفضل ینظر الیه فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصرف وجه الفضل الی الشق الآخر فقالت یا رسول اللہ ان فریضة اللہ عزو جل علی عباده فی الحج ادرکت ابی شیخا کبیرا لا یستطیع ان یثبت علی الراحلة افاحج عنه قال نعم و ذالک فی حجة الوداع۔ ابوداؤد ص: ۲۵۲ (4) بنو عامر: حدثنا حفص بن عمر الی ان قال رجل من بنی عامر انه قال یا رسول اللہ ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج و العمرة و لا الظعن قال احجج عن ابیک و اعتمر۔ ابوداؤد ص: ۲۵۲ (5) وہ شخص جس کے مال کی وراثت ملے۔

بدل کریں مگر یہ واجب نہیں تبرع (1) ہوگا۔

فرائض حج

حج کے تین فرائض ہیں ان کے بغیر حج ادا نہ ہوگا۔

(۱) احرام (۲) وقوفِ عرفات (2) یعنی نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق کے درمیان کسی وقت بھی عرفات کے میدان میں کچھ دیر ٹھہرنا (۳) طواف زیارۃ کا اکثر حصہ یعنی کم از کم چار شوط (3) یوم النحر دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان میں ادا کرنا۔ ان میں کسی ایک کے فوت ہونے سے اعادہ لازم ہوگا۔

واجبات حج

حج کے وہ افعال جو واجب ہیں۔ اگر ان میں کوئی ترک ہوا تو دم واجب ہوگا۔

(۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) میدان عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہرنا (۳) یوم النحر (4) کو صبح صادق کے طلوع کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے قبل مزدلفہ میں ٹھہرنا (۴) رمی جمار کرنا (۵) قران اور تمتع کرنے والے کا قربانی کرنا (۶) سر منڈانا یا بال کتروانا (۷) حلق یا قطع ایام نحر میں کرنا (۸) رمی جمار (5) کو حلق رأس پر مقدم رکھنا (۹) قارن (6) اور متمتع (7) کا رمی اور حلق کے درمیان نحر کرنا (۱۰) طواف زیارت ایام نحر میں کرنا (۱۱) صفا و مروہ کی سعی (8) اشہر حج میں کرنا (۱۲) سعی کا معتد بہ (9) طواف کے بعد ہونا (۱۳) سعی میں پیدل چلنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو (۱۴) سعی کا صفا سے شروع کرنا

---

(1) نفل (2) وقوف عرفات میں ٹھہرنا۔ خواہ تھوڑی دیر ہی ہو۔ (3) چکر (4) قربانی کا دن (5) کنکری مارنا (6) حج قران کرنے والا (7) حج تمتع کرنے والا یعنی پہلے کنکریاں مارے، پھر قربانی کرے اس کے بعد سر منڈائے (8) تیز رفتاری سے چلنا (9) قابل اعتبار کم از کم چار شوط

(۱۵) طوافِ وداع (1) کرنا آفاقی کے لیے (۱۶) بیت اللہ کے ہر طواف کی ابتدا (2) حجر اسود سے کرنا (۱۷) طواف میں حجر اسود سے داہنے کو چلنا (۱۸) طواف پیدل کرنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو (۱۹) طواف میں باغسل و باوضو ہونا (۲۰) ستر کا چھپا ہونا (۲۱) طواف زیارۃ کے باقی اقل اشواط (3) کو پورا کرنا (۲۲) ممنوعات (4) کو ترک کرنا۔

سنن حج

(۱) احرام باندھنے کے وقت غسل یا وضو کرنا۔ غسل افضل ہے اگر چہ حیض و نفاس والی ہو بشرطیکہ غسل اس کے لیے مضر (5) نہ ہو، (۲) نئے سفید دو کپڑے پہننا ایک لنگی کی جگہ ایک کرتا کی جگہ، (۳) خوشبو لگانا، (۴) دو رکعت نماز پڑھنا، (۵) احرام باندھنے کے بعد بلند آواز سے بکثرت تلبیہ پڑھنا جب بھی نماز پڑھے یا اونچائی پر چڑھے یا نیچے کو اترے یا سوار سے ملاقات کرے یا صبح کرے۔ (۶) تلبیہ کو کم از کم تین بار دہرانا، (۷) محسن اعظم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، جنت اور نیک لوگوں کی صحبت کی دعا مانگنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا (۸) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا (۹) دن کے وقت باب المعلاۃ سے مکہ میں داخل ہونا۔ (۱۰) بیت اللہ شریف سامنے پڑنے پر تکبیر و تہلیل یعنی اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ پڑھنا اور اپنی پسند کی دعا مانگنا کیوں کہ یہ دعا مقبول ہوتی ہے۔ (۱۱) طواف قدوم کرنا اگر چہ اشہر حج کے علاوہ اوقات میں ہو (۱۲) اس طواف میں اضطباع (6) کرنا (۱۳) رمل (7) کرنا گر اس کے بعد اشہر حج میں سعی کرنا ہو۔

---

(1) واپسی کا طواف (2) شروعات (3) طواف کے باقی رہ گئے تین یا اس سے کم چکر۔ (4) جو چیزیں حالت احرام میں منع ہیں ان سے بچنا (5) نقصان دہ، مثلاً بخار آجانے، یا سردی اثر کر جانے کا خطرہ وغیرہ۔ (6) اضطباع پہننے والی چادر کو داہنے کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال لینا اور دائیں کندھے کا کھلا رکھنا۔ (7) رمل طواف کے اول تین شوط (چکر) میں اکڑتے ہوئے مونڈھوں کو ہلاتے ہوئے تیزی سے قدم اٹھا کر نا چلنا۔

(۱۴) میلین اخضرین (1) کے درمیان دوڑنا، یہ تینوں یعنی اضطباع، رمل، اور دوڑنا، صرف مردوں کے لیے سنت ہیں عورتوں کے لیے نہیں، (۱۵) طواف کے باقی چار شوط میں وقار کے ساتھ چلنا، (۱۶) آفاقی کا طواف زیادہ سے زیادہ کرنا کیوں کہ بیت اللہ کا طواف نفلی نمازوں سے افضل ہے (۱۷) ساتویں ذی الحجہ کو بعد ظہر ایک خطبہ جس میں مناسک حج (2) بتائے جائیں (۱۸) آٹھویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد مکہ سے منیٰ کی طرف نکلنا۔ (۱۹) رات منیٰ میں گذارنا۔ (۲۰) نویں ذی الحجہ یوم عرفہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے میدان عرفات کی طرف نکلنا۔ (۲۱) زوال کے بعد ظہر سے پہلے امام کا خطبہ دینا جمعہ کی طرح کا دو خطبہ، (۲۲) ظہر وعصر (3) کو ظہر کے وقت میں جمع کرنا۔ یہ وقت بعد نماز تا غروب آفتاب سب سے زیادہ قیمتی وقت ہے اس وقت میں لوگ خشوع وخضوع پیدا کرنے آنسوؤں کے ساتھ رونے، اپنے اور اپنے والدین اور دوسرے مومن بھائیوں واحباب کے لیے اپنی خواہش کے مطابق دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح سے متعلق دعائیں مانگنے میں پوری کوشش صرف کریں۔ (۲۳) پھر سکون ووقار کے ساتھ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے نکلنا (۲۴) مزدلفہ میں جبل قزح کے قریب اترنا (۲۵) یوم النحر کی رات مزدلفہ میں گذارنا معہ اپنے ساز وسامان کے۔ (۲۶) ایام منیٰ میں رات گزارنا معہ اپنے ساز وسامان کے۔

میقات (4)

کعبۃ اللہ المعظم تجلی گاہ ربانی ہے اس کی حدود میں داخل ہونے کا ادب یہ

---

(1) صفا ومروہ کے درمیان جس جگہ دوڑنا ہے وہاں دونوں سروں پر نشان قائم کر دیا گیا ہے انہیں کے درمیان تیز رفتاری سے چلنے کو سعی کہا جاتا ہے اور ان دونوں نشانات کو میلین اخضرین کہا جاتا ہے۔ (2) حج کے ارکان مقامات عبادت (3) اس کو جمع بین الصلوٰتین کہتے ہیں۔ (4) وہ مقام جہاں سے حرم مکہ جانے والوں کے لیے احرام باندھنا واجب ہے۔

ہے کہ احرام کے ساتھ داخل ہو۔

شارع علیہ السلام نے اطراف عالم سے آنے والوں کے لیے حدود مقرر فرمادی ہیں انہیں حدود کا نام میقات ہے۔

بلا احرام میقات کو تجاوز (1) کرنا جائز نہیں ہے۔

ارکان حج کا پہلا فرض احرام ہے جو میقات سے ہی باندھا جاتا ہے۔ آنے والوں کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) آفاقی (2) (۲) میقاتی (3) (۳) اہلِ حرم (5)۔ تینوں قسم کے لوگوں کی میقات الگ الگ ہیں۔

میقات اهل آفاق: مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لیے ذو الحلیفہ یعنی بیر علی۔ عراق کی طرف سے ذات عرق۔ شام اور مصر کی جانب سے حجفہ۔ نجد کی جانب سے قرن۔ برصغیر ہندو پاک کی جانب سے یلملم ہے۔

میقات اهل حل: میقات کے اندر رہنے والوں کی میقات حل ہے یعنی حرم کے باہر کی زمین۔

میقات اهل حرم: حدود حرم کے اندر رہنے والوں کی میقات کل زمین حرم ہے۔ حج کا احرام حدود حرم میں کہیں سے بھی باندھ سکتے ہیں۔ لیکن عمرہ کا احرام حل سے باندھنا ہوگا۔

فصل در طریقۂ حج (5)

احرام (6)

جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو

(1) پار کرنا (2) میقات سے باہر کے رہنے والے۔ (3) میقات کے اندر حدود حرم سے باہر کے رہنے والے۔ (4) حدود حرم کے اندر کے رہنے والے۔ (5) اس فصل میں حج کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ (6) وہ دو چادریں جن کو حاجی یا معتمر نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کر باندھتا ہے اور سلے ہوئے کپڑے اتار دیتا ہے۔

ورنہ وضو کرے۔ پھر دو نئے یا دھلے ہوئے صاف اور سفید کپڑے ایک کرتہ کی جگہ دوسرا لنگی کی جگہ پہنے۔ اگر پاس میں موجود ہو خوشبو لگائے۔ دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ." (1)

پھر تلبیہ پڑھے:

"لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لبّیك لبّیك لَا شَرِیْكَ لَكَ لبّیك اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ." (2)

حج کی تین قسمیں ہیں، افراد۔ تمتع۔ قران۔ جیسا حج کرنا مقصود ہو اس کے مطابق تلبیہ کے وقت نیت کرے، تلبیہ پڑھ لیا بس محرم ہو گیا لہٰذا اب ممنوعات احرام سے پرہیز ضروری ہوگا۔ ہر نماز کے بعد تلبیہ کی کثرۃ رکھے جب بلندی پر چڑھے یا نیچے کو اترے، سواروں سے ملے، یا صبح کرے بکثرۃ تلبیہ پڑھتا رہے۔

ممنوعات احرام

جماع کا عمل، اس کے اسباب ودواعی (3)، بے حیائی، ہر گناہ کا کام، لڑائی جھگڑا، خشکی کا شکار، اس کی طرف اشارہ ورہنمائی سلا ہوا کپڑا، چہرہ کا ڈھانکنا خواہ مرد ہو یا عورت، سر کا ڈھانکنا صرف مردوں کے لیے عورتوں کا سر ڈھنکا ہوا ہوگا، خوشبو لگانا، بدن کے کسی حصہ کا بال مونڈنا یا کاٹنا، ناخن کاٹنا، ورس، زعفران، کسم کے رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہننا لیکن دھلا ہوا رنگین کپڑا ممنوع نہیں ہے۔

ٹوپی، عمامہ، قبا، اور موزہ بھی نہ پہنے، جوتہ، چپل پہن سکتا ہے مگر جوتہ میں یہ

---

(1) ترجمہ: اے اللہ میں نیت کرتا ہوں حج کرنے کی پس تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور قبول فرما۔ (2) ترجمہ حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں۔ حاضر ہوں نہیں ہے تیرا کوئی شریک حاضر ہوں ساری حمد اور ساری نعمتیں تیری اور ملک تیرا اور تیرا کوئی ساجھے دار نہیں۔ (3) مثلاً بوسہ لینا، بغل گیر ہونا، شہوت انگیز بات کرنا۔

شرط ہے کہ قدم کی اوپری ہڈی اور ٹخنہ کھلا رہے۔

غسل کرنا، حمام میں جانا، کسی چیز کے سایہ میں آنا، ہمیانی (1) کمر میں باندھنا جائز ہے۔

لیکن سر کے بالوں اور ڈاڑھی کو خطمی یا صابن وغیرہ سے نہ دھوئے کیوں کہ جوؤں کے مر جانے کا خطرہ اور خوشبو کا بھی اندیشہ ہے۔

دخول مکۂ مکرمہ

جب مکۂ مکرمہ میں داخل ہو تو سب سے پہلے حرم شریف میں پہونچے جب بیت اللہ شریف کو دیکھے تکبیر و تہلیل پڑھے اور جو چاہے منقول (2) یا غیر منقول دعا مانگے۔ جب مسجد حرم میں داخل ہو تو تلبیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع و خضوع (3) کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت و جلال کا استحضار کرتے ہوئے پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِي ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. (4)

مسجد میں اندر داخل ہونے کے بعد جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو لو! اب مراد پوری ہونے کا وقت آیا پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگے اور اب اپنے دل کا سب ارمان ان کے حضور میں پیش کر دے۔

---

(1) اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو روپے پیسے کی حفاظت کے لیے کمر میں باندھ لی جاتی ہے تا کہ محفوظ رکھ سکے۔ (2) منقول: لکھی ہوئی۔ غیر منقول۔ نہ لکھی ہوئی بلکہ اپنی مراد اپنی زبان میں۔ (3) انتہائی عاجزی وانکساری، ظاہر و باطن کو جھکائے ہوئے۔ (4) ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے اور درود وسلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے میرے رب بخش دے میرے قصور اور کھول دے میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے۔

اس وقت میں مختلف دعائیں منقول ہیں اگر یاد ہوں ان کو بھی پڑھے درود شریف پڑھے اور جتنا خشوع وخضوع پیش کرسکتا ہو کرے۔

طوافِ قدوم (1)

پھر حجر اسود (2) کے پاس آئے اس کے سامنے کھڑا ہو کر تکبیر وتہلیل کہے اس طرح پر کہ تکبیر کہتا ہوا ہاتھ اٹھائے جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھا یا جاتا ہے، پھر استلام (3) کرے اور حجر اسود کو بوسہ دے دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کر۔ اگر موقع ہو بغیر کسی کو ایذا پہونچائے ہوئے ورنہ صرف استلام کرے اور انہیں ہاتھوں کو بوسہ دے اور اگر اس کا بھی یعنی حجر اسود پر ہاتھ رکھنے کا بھی موقع نہ ملے تو ہاتھوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلی حجر اسود کے بالکل سامنے ہو پھر اسی، ہتھیلی کو بوسہ دے۔

اس کے بعد بیت اللہ شریف کے دروازہ کی طرف داہنے کو چلے۔ جب رکن یمانی (4) پر آئے تو اس کا استلام کرے یعنی دونوں ہاتھ یا مشکل ہو تو ایک ہی ہاتھ اس پر رکھے مگر بوسہ نہیں دیا جائے گا اب گھومتا ہوا حجر اسود پر آجائے اور ابتدا کی طرح حجر اسود کا پھر استلام کرے مگر اب ہاتھ نہیں اٹھایا جائے گا ہاتھ صرف پہلی مرتبہ میں اٹھایا جاتا ہے۔ جیسا کہ نماز میں یہ طواف کا ایک شوط پورا ہوا۔ اسی طرح سات شوط (5) پورا کرے۔ اور ہر شوط کے ختم پر حجر اسود کا استلام کرتا رہے۔

طواف کا ہر شوط اضطباع (6) کے ساتھ کیا جائے گا۔

طواف کرنے والا اگر اس کے بعد سعی کا ارادہ رکھتا ہے تو اوّل تین شوط میں

---

(1) حاضری کا طواف (2) ایک جنتی پتھر جو مشہور ہے اور دیوار کعبہ میں نصب ہے۔ (3) یعنی دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھے (4) بیت اللہ کا جنوبی مغربی گوشہ (دکھنی پچھمی) (5) چکر (6) اضطباع کی کیفیت اوپر گذر چکی ہے۔

رمل (1) کریگا۔

طواف حطیم (2) کے باہر سے کیا جائے گا تا کہ حطیم طواف کے اندر شامل رہے۔

پھر مقام ابراہیم (3) پر آئے اور اس کے پاس جہاں جگہ ملے دو رکعت نماز پڑھے۔ یہ طواف قدوم آفاقی کے لیے سنت ہے۔ اس کا وقت وقوف عرفہ تک ہے۔

سعی بین الصفا والمروہ (4)

پھر نکلے صفا کی طرف پہلے حجر اسود کو استلام کرے اس کے بعد صفا پر آئے اور یہ دعا پڑھے:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ (5)

صفا پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو تکبیر و تہلیل و درود شریف پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگے پھر مروہ کی طرف اترے اور وقار سے چلے جب بطن وادی میں پہونچے تو میلین اخضرین کے درمیان تیز رفتار جھپٹ کر چلے یہاں تک کہ مروہ پر آجائے پھر مروہ پر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو اور ہاتھ اٹھا کر تکبیر و تہلیل اور درود کے بعد دعائیں مانگے۔

صفا سے چل کر مروہ پر ایک شوط سعی کا پورا ہوا۔ پھر اسی طرح مروہ سے صفا کی طرف آئے یہ دوسرا شوط ہوگا اس طرح سات شوط پورا کرے۔ سعی کی ابتدا صفا سے ہوگی اور اختتام مروہ پر ہوگا یہ واجب ہے۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور جتنا موقعہ ملے طواف کیا کرے۔

---

(1) کیفیت اوپر گذر گئی وہاں دیکھ لیں۔ (2) بیت اللہ کا وہ شمالی (اتری) حصہ جس پر تعمیر نہیں ہے۔ (3) وہ جنتی پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر کیا تھا۔ (4) وہ پہاڑیا جن پر حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں چکر لگایا تھا اب ان کو ہموار کر دیا گیا ہے۔ نشانات قائم ہیں۔ (5) ترجمہ: شروع کرتا ہوں اپنی سعی اس مقام سے جس مقام کو شروع میں رکھا اللہ نے آیت کریمہ میں کہ صفا اور مروہ اللہ کے نشانات میں سے ہیں۔

ساتویں ذی الحجہ

ساتویں ذی الحجہ کو بعد نماز ظہر امام ایک خطبہ دے جس میں لوگوں کو مناسک حج (1) خروج منیٰ، وقوف عرفہ، جمع بین الصلوٰتین، احکام افاضہ وغیرہ بتلائے۔

آٹھویں ذی الحجہ

آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد منیٰ کی طرف نکلے اور وہیں قیام کرے آج کے دن وہاں پانچ نمازیں ظہر سے فجر تک مستحب ہیں۔ منیٰ میں مسجد خیف کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے۔ نویں ذی الحجہ کو فجر منیٰ میں ادا کرے۔

نویں ذی الحجہ یوم عرفہ

نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات کو نکلے۔ وہاں پہونچ کر اگر ممکن ہو جبل رحمت کے پاس ٹھہرے۔ پورے میدان عرفات میں کہیں بھی ٹھہر سکتا ہے سواء بطن عرنہ (2) کے۔

زوال کے بعد امام ظہر اور عصر دونوں نمازیں ایک ساتھ ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ ظہر کے وقت پڑھائے گا اس کو جمع تقدیم کہتے ہیں، پہلے جمعہ کی طرح دو خطبہ دے جس میں مناسک حج کی تعلیم کرے باقی ارکان کے احکام بتلائے اس کے بعد جمع بین الصلوٰتین کرے۔ ان دونوں نمازوں میں فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو ہے لیکن سنت ونوافل نہیں ہیں۔

اگر کسی نے امام کے ساتھ میں شرکت نہیں کی تو اپنی دونوں نمازیں ان کے اوقات میں ادا کرے یعنی وہ ظہر کے وقت میں جمع بین الصلوٰتین نہیں کرے گا امام اعظمؒ کے نزدیک۔ لیکن حضرات صاحبینؒ کے نزدیک منفرد بھی جمع بین

---

(1) منیٰ، عرفات، وغیرہ جانے کے بعد واپس آنے کے احکام ومسائل ذکر کرے۔ (2) میدان عرفات کے قریب ایک میدان ہے یہ حدود عرفات کے باہر ہے۔

الصلوٰتین کرے گا۔

اس کے بعد موقف (1) پر آ جائے۔ پورا عرفات موقف ہے سواء بطن عرفہ کے۔ اگر ہو سکے تو جبل رحمت کے پاس وقوف کرے اگر ہو سکے تو وقوف کے لیے غسل کرے۔ امام کے علاوہ باقی لوگوں کے لیے وقوف میں کھڑا رہنا افضل ہے۔ امام کے لیے بہتر ہے کہ سواری پر وقوف کرے اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم کرے۔

یہ وقت دعاؤں کا خاص وقت ہے جتنا ممکن ہو خشوع و خضوع الحاح وزاری (2) کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرے۔

وقوفِ مزدلفہ (3)

پھر جب آفتاب غروب ہو جائے تو امام کوچ کرے تمام لوگ اس کے پیچھے وقار کے ساتھ چلیں یہاں تک کہ مزدلفہ پہونچ جائے۔

جبل قزح کے قریب جہاں پہلے آگ روشن کی جاتی تھی اترے اگر آسان ہو۔ یہاں امام لوگوں کو مغرب اور عشاء دونوں نمازیں عشاء کے وقت میں پڑھائے اس کو جمع تاخیر کہتے ہیں۔

یہ دونوں نمازیں ایک ہی اذان اور تکبیر سے پڑھی جائیں گی۔ مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین سب پر ضروری ہے لہٰذا اگر کسی کی جماعت چھوٹ جائے تو اکیلے بھی جمع بین الصلوٰتین کرے گا۔

ان دونوں نمازوں مغرب و عشاء سے پہلے یا اس کے درمیان میں سنت ونفل نہیں ہے۔

اگر کسی نے مزدلفہ پہونچنے سے پہلے راستہ میں مغرب پڑھ لیا تو وہ نماز نہیں

(1) کھڑے ہونے کا مقام۔ (2) گڑگڑا کر۔ (3) منیٰ اور عرفات کے درمیان یہ میدان واقع ہے۔

ہوگی حضرات طرفین (1) کے نزدیک لہٰذا دوبارہ مزدلفہ میں آکر عشاء کے ساتھ پڑھنا پڑیگا۔ امام ابو یوسف اور امام شافعیؒ رحمہما اللہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔

رات گزار کر جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو فجر کی نماز غلس (2) میں پڑھائے نماز سے فارغ ہو کر امام اور تمام حجاج مزدلفہ میں وقوف کریں وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک ہے۔ یہ واجب ہے۔

وقوف مزدلفہ میں بھی وقوف عرفہ کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگے تکبیر و تہلیل توبہ واستغفار درود واذکار خشوع وخضوع الحاج وزاری جتنا ممکن ہو کرے۔ پورا مزدلفہ موقف (3) ہے سواء وادیٔ محسّر (4) کے۔

دسویں ذی الحجہ یوم النحر

طلوع آفتاب سے پہلے امام مزدلفہ سے کوچ کرے۔ اس کے پیچھے لوگ چلیں اور اب منیٰ واپس آجائیں راستہ میں تلبیہ پڑھتے رہیں۔ منیٰ پہونچ کر پہلے جمرۂ عقبہ (5) کی رمی کریں۔ کنکریاں راستہ میں حاصل کرلیں چھوٹی چھوٹی کنکریاں چنیں پتھر توڑ کر کنکریاں نہ بنائیں بہتر ہوگا کہ ستّر کنکریاں مزدلفہ سے ہی لے لی جائیں۔

ایک ایک کر کے سات کنکریاں جمرہ پر پھینکے ہر کنکری پھینکنے کے وقت تکبیر کہے۔ پہلی کنکری پر تلبیہ پڑھنا بند کردے کنکریاں پھینکنے کے بعد وہاں نہ ٹھیرے۔

رمی سے فارغ ہو کر اگر ارادہ ہو قربانی کرے۔ اس کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے سر منڈانا افضل ہے۔

---

(1) حضرت امام اعظمؒ و حضرت امام محمدؒ (2) اندھیرے میں (3) ٹھیرنے کا مقام (4) وادیٔ محسّر مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں پر اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا حاجی لوگ اس مقام پر پہونچتے ہیں تو تیزی کے ساتھ گذرتے ہیں۔ (5) اس کو جمرۃ الاخریٰ اور کبریٰ بھی کہتے ہیں یہ منیٰ سے مکہ مکرمہ کی جانب آخری جمرہ ہے۔

اب ممنوعات احرام میں سے عورتوں کے علاوہ باقی سب حلال ہو گئے۔

طوافِ زیارت

اس کے بعد مکہ مکرمہ آئے اسی دن یا اگلے دن یا اس کے اگلے دن اور بیت اللہ کا طواف کرے اس طواف کو طواف زیارت کہتے ہیں۔

طواف زیارت اسی طرح کرے جیسے طواف قدوم کیا تھا۔ تفصیل طواف قدوم میں ذکر کی جا چکی ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ اگر طواف قدوم کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کر چکا ہے تو طواف زیارت میں نہ تو رمل کرے گا اور نہ اس کے بعد سعی کرے گا۔

لیکن اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہیں کیا تھا تو طواف زیارت میں رمل بھی کرے اور اس کے بعد سعی بھی کرے۔

سعی بین الصفا والمروہ کی تفصیل بھی اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

اس کے بعد عورت بھی حلال ہو جائے گی۔ گویا تمام ممنوعات احرام کی پابندی ختم ہوئی۔

یہ طواف حج میں فرض ہے۔ اور اس طواف کی ادائیگی ایام نحر میں ضروری ہے۔ اگر اس طواف کو ایام نحر (1) سے مؤخر کیا تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک دم واجب ہوگا۔ حضرات صاحبینؒ وجوب دم کے قائل نہیں ہیں۔

گیارہویں ذی الحجہ

طواف زیارت سے فارغ ہو کر پھر منیٰ واپس آجائے اور وہیں قیام کرے۔ پھر گیارہویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے۔ ابتدا (2) اس جمرہ سے کرے جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ حسب دستور سات کنکریاں

---

(1) قربانی کے دن ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ (2) شروعات

پھینکے اور ہر کنکری پر تکبیر کہے اس کے بعد وہیں تھوڑا ٹھیرے اور دعائیں مانگے۔
اس کے بعد اگلے جمرہ کی طرف بڑھے جو جمرۂ اولیٰ کے قریب ہے۔ اور اس پر بھی اسی طرح کنکریاں پھینکے اور ٹھیر کر دعائیں کرے۔
اس کے بعد اگلے جمرہ جمرۂ عقبۃ کی طرف بڑھے اور حسب سابق اس کی بھی رمی کرے مگر اس کے پاس ٹھیرنا نہیں ہے۔

بارہویں ذی الحجہ

بارہویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد گیارہویں ذی الحجہ کی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے اس کے بعد اگر واپسی کرنا چاہتا ہے تو مکہ واپس آسکتا ہے لیکن اگر آج قیام کرنا چاہتا ہے تو قیام کرے اور تیرھویں کو بھی رمی کرے۔

تیرھویں ذی الحجہ

اگر منیٰ میں قیام کیا ہے تو تیرھویں کو زوال کے بعد حسب سابق تینوں جمرات کی رمی کرے۔
اگر تیرھویں کی رمی زوال سے پہلے کر لیا تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہوا لیکن حضرات صاحبین کے نزدیک درست نہیں۔
خود منیٰ میں ٹھیرنا اور ساز وسامان پہلے سے مکہ بھیج دینا مکروہ ہے۔
پھر جب مکہ واپس آئے وادیٔ محصب (1) میں اترے اور آخری وداعی طواف کرے۔

طوافِ وداع (2)

مناسک حج پورے ہوئے بیت اللہ شریف کی حاضری نعمت عظمیٰ ہے اس کا طواف تمام نوافل سے افضل ہے۔ اور طواف بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے جب

(1) یہاں ٹھیر کر دعا مانگنا چاہیے خواہ تھوڑی دیر سہی۔ (2) رخصتی کا طواف

تک یہاں حاضری نہیں ہوگی پھر طواف نصیب نہیں ہوگا۔ اب واپسی ہونے والی ہے نہ جانے پھر حاضری نصیب ہوتی ہے یا نہیں؟ اس لیے رخصتی سے پہلے طواف کرلو یہ طواف آفاقی کے لیے واجب ہے۔ اہل مکہ پر واجب نہیں۔ معذور پر بھی واجب نہیں جیسے حائضہ وغیرہ۔

اس طواف کا دوسرا نام طواف صدر ہے اس کو طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اس سے فراغت کے بعد واپسی کرے اس طواف میں نہ رمل ہے نہ سعی۔

آداب واپسی

طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھے پھر قبلہ رخ کھڑے ہوکر کئی سانس میں پیٹ بھر کر آبِ زم زم (1) پیئے۔ آب زمزم سر، چہرہ، اور بدن پر مل لے، بیت اللہ شریف کی دہلیز کو بوسہ دے، ملتزم سے لپٹے خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑے یا چھوئے ، روئے اور بیت اللہ شریف کی جدائی پر افسوس ظاہر کرے، پھر حجر اسود کا استلام کرے، نکلتے وقت دروازہ پر کھڑا ہوکر حسرت بھری نگاہوں سے خانۂ کعبہ کا دیدار کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه اللهم ارزقني العود بعد العود المرة بعد المرة الى بيتك الحرام واجعلني من المقبولين عندك يا ذاالجلال والاكرام اللهم لا تجعله أخر العهد من بيتك الحرام وان جعلته أخر العهد فعوضني عنه الجنة ياارحم الراحمين وصلى الله علىٰ خير خلقه محمد و اٰله وصحبه اجمعين.

یا اپنی زبان میں یوں دعا کرے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

---

(1) اس چشمہ کا پانی ہے جو حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کے نیچے جاری ہوا تھا جس سے ننھے منے اسماعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ سیراب ہوئے اور قیامت تک نہ جانے کتنی مخلوق سیراب ہوتی رہے گی۔

اے اللہ مجھ کو حج سے واپسی کے بعد پھر بیت اللہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما اور اے ذوالجلال والاکرام مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنالے۔ اے اللہ تو بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لیے آخری زیارت نہ بنا اور اگر یہ آخری زیارت ہے تو مجھے اس کے عوض جنت عطا فرما اور مخلوقات میں سب سے بہتر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل واصحاب پر رحمت کاملہ نازل فرما۔

حائضہ عورت طواف نہیں کرے گی لیکن دعا مانگے گی۔

مسائل متفرقہ

اگر محرم (1) مکہ میں داخل نہیں ہوا بلکہ سیدھا عرفات پہونچ گیا اور وقوف کر لیا تو اس پر سے طواف قدوم ساقط ہو گیا اور طواف قدوم کے ترک پر دم وغیرہ بھی لازم نہیں ہوگا۔

جس نے عرفہ (2) کے دن زوال کے بعد سے یوم النحر (3) کی صبح صادق سے پہلے تک کے درمیان عرفات میں وقوف کر لیا اس نے حج کو پالیا۔

وقوف عرفہ کے لیے عرفات سے گذر جانا بھی کافی ہے خواہ وہ سوتے ہوئے ہو یا بیہوشی میں یا لاعلمی میں۔

ادائیگی حج میں عورت اور مرد کا فرق

عورت سر ڈھنکا ہوا رکھے گی لیکن چہرہ کھلا رکھے گی۔ عورت تلبیہ بلند آواز سے نہیں پڑھے گی، طواف میں رمل نہیں کرے گی، میلین اخضرین کے درمیان آہستہ چلے گی دوڑ نہیں لگائے گی۔ قربانی کے بعد سر نہیں منڈائے گی بلکہ چوتھائی سر کے بال بقدر ایک انگشت کتروائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ پورے سر کے بال کم از کم ایک انگل کتروائے (4)۔

(1) محرم، احرام باندھنے والا (2) نویں ذی الحجہ (3) دسویں ذی الحجہ (4) اس طرح پر کہ پورے سر کے بال سمیٹ کر پکڑ لے اور بقدر ایک انگشت کاٹ دیا جائے۔

فصل در قِران

قران کے معنیٰ جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔ قران حج کی اس قسم کو کہتے ہیں جس میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے۔

حج قران امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک حج تمتع اور حج افراد سے افضل ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک حج افراد افضل ہے تمتع اور قران سے۔

حج قران کا طریقہ

یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے۔ نماز احرام دو رکعت پڑھ کر یہ نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ.(1)

جب حرم شریف پہونچے تو پہلے بیت اللہ کا طواف کرے حسب دستور سات شوط اور اوّل تین شوط میں رمل کرے باقی چار شوط وقار کے ساتھ پورا کرے اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کرے۔ یہ عمرہ کا طواف ہوا۔

اس کے بعد پھر طواف قدوم کرے اور سعی کرے حج کے لیے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے قارن احرام نہ کھولے اور ممنوعات احرام سے پرہیز کرتا رہے یہاں تک کہ وقوف عرفہ کے بعد دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ اخریٰ کی رمی کرنے کے بعد بکری یا بھیڑ یا دنبہ یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ ذبح کرے اور یہ دم قران ہوگا۔

اس کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے بس اب حلال ہو گیا یعنی ممنوعات احرام میں سے سواء عورت کے باقی سب حلال ہو گئے۔

---

(1) ترجمہ: اے اللہ میں حج اور عمرہ ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں پس ان کو آسان فرما میرے لیے اور قبول فرما۔

مسائل متفرقہ

اگر کسی کے پاس قربانی کی وسعت (1) نہ ہوتو دم قران کی جگہ دس روزے رکھے تین روزے وقوف عرفہ سے پہلے رکھ لے اشہر حج کے اندر۔ اگر قربانی کے دن سے پہلے اس نے تین روزے نہ رکھ لیے تو دم (2) ہی دینا ہوگا روزہ کی سہولت ختم ہو جائے گی اور باقی سات روزے گھر آ کر رکھ لے۔ اور اگر چاہے ایام تشریق گذرنے کے بعد مکہ میں بھی رکھ سکتا ہے۔

اگر قارن (3) مکہ میں نہ داخل ہو کر سیدھے میدان عرفات پہونچ گیا تو وقوف عرفہ پر ہی اس کا عمرہ ٹوٹ گیا اور دم قران بھی ساقط ہو گیا لیکن عمرہ توڑنے کی وجہ سے دم (4) دینا ہوگا اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی۔

فصل در تمتّع

حج کی ایک قسم تمتع ہے جو حنفیہ کے نزدیک افراد سے افضل ہے۔ تمتع کا معنیٰ فائدہ اٹھانا ہے۔

حج تمتع اس کو کہتے ہیں جس میں حج سے پہلے اشہر حج یعنی شوال، ذیقعدہ، اور عشرہ اوّل ذی الحجہ میں میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کیا جاتا ہے پھر حاجی حلال ہو کر ممنوعات احرام سے مستفید (5) ہوتا ہے اس کے بعد یوم الترویہ (6) کو حج کا احرام باندھتا ہے اور اس کی تکمیل (7) کرتا ہے۔

حج تمتع کا طریقہ

حج تمتع ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ

---

(1) گنجائش (2) قربانی دینا خاص ہو جائے گا۔ (3) حج قران کرنیوالا (4) قربانی کرنی ہوگی۔
(5) جو چیزیں حالت احرام میں منع تھیں ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ (6) آٹھویں ذی الحجہ
(7) پورا کرنا۔

مکرمہ میں داخل ہوکر طواف کرے اور تلبیہ بند کردے اس کے بعد سعی کرے اس کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے بس اب حلال ہوگیا۔

اس کے بعد یوم الترویہ کو حج کا احرام باندھے مسجد حرام سے اور مفرد (1) کی طرح حج کرے جیسا کہ پیچھے بیان ہوچکا۔ حج تمتع کرنے والے پر دم تمتع (2) واجب ہوگا۔

اگر متمتع (3) کے پاس دم تمتع کی وسعت نہ ہوتو دس روزے رکھے جن میں تین روزے تو اشہر حج میں یوم النحر سے پہلے رکھے اور باقی سات روزے واپسی کے بعد رکھے۔ یہ طریقہ ہے بلا ہدی کے تمتع کا۔

تمتع مع الہدی (4)

اور اگر حج تمتع کرنے والا اپنے ساتھ ہدی لے جانا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور ہدی (5) ہانک دے۔

اگر وہ جانور اونٹ ہوتو نشانی کے لیے کوئی قلادہ اس کی گردن میں باندھ دے جیسے چمڑا یا تھیلا وغیرہ اور اگر اشعا (6) ر کرنا جانتا ہوتو اشعار کردے اور اگر اشعار کا جانکار نہ ہوتو ہدی کو زخمی کرکے اس کو ضرر نہ پہونچائے۔

اور جب مکہ میں داخل ہوتو طواف کرے اس کے بعد سعی کرے اور یوم الترویہ کا انتظار کرے نہ بال منڈائے اور نہ حلال ہو بلکہ قارن کی طرح محرم رہے

---

(1) صرف حج کا احرام باندھنے والا۔ (2) حج وعمرہ دونوں کی ادائیگی کے شکرانہ میں حاجی بارگاہ رب العزت میں قربانی پیش کرتا ہے اس کو دم تمتع کہتے ہیں یہ واجب ہے۔ (3) حج تمتع کرنے والا۔ (4) حج تمتع کرنے ولا جو قربانی کا جانور ساتھ لے جاتا ہے اس کو ہدی کہا جاتا ہے۔ (5) قربانی کا جانور۔ (6) یعنی اونٹ کی کوہان کے زیریں حصہ میں ایک ہلکا سا چیرا دے کر اس کے خون سے کوہان کا کچھ حصہ رنگ دے داہنی جانب میں۔

یہاں تک کہ یوم الترویہ آجائے اب یوم الترویہ کو حج کا احرام باندھے۔ اگر یوم الترویہ سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو یہ بھی جائز ہے۔ چونکہ یہ متمتع ہے اس لیے دم تمتع واجب ہوگا۔ اور جب وقوف عرفہ ومزدلفہ اور رمی کے بعد سر منڈائے گا تو دونوں احرام سے حلال ہو جائے گا۔ باقی سب مسائل وہی ہیں جو اوپر ذکر کئے جا چکے ہیں۔

مسائل متفرقہ

اہل مکہ کے لیے تمتع اور قران نہیں ہے انہیں حج افراد کرنا چاہئے انہیں عمرہ کے لیے پورا سال میسر ہے۔

اگر متمتع عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے شہر کو واپس آ گیا تو اگر ہدی نہیں بھیجا تھا تو اس کا تمتع باطل ہو گیا لیکن اگر ہدی بھیجا تھا تو باطل نہیں ہوگا حضرات شیخینؒ کے نزدیک مگر حضرت امام محمدؒ باطل قرار دیتے ہیں۔

اگر کسی نے اشہر حج سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور طواف چار شوط سے کم کیا پھر اشہر حج آ گیا اور اس میں باقی شوط مکمل کیا اور حج کا احرام باندھا تو وہ متمتع ہو جائے گا۔

لیکن اگر طواف میں چار شوط یا اس سے زیادہ قبل از اشہر (1) حج کر چکا تھا اور باقی شوط اشہر حج میں مکمل کیا اور حج کا احرام باندھا تو متمتع نہیں ہوگا۔

اگر حج کے احرام کو عمرہ پر مقدم کیا تو بھی حج کا احرام صحیح ہوگا مگر ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

اگر احرام باندھنے کے وقت عورت کو حیض جاری ہو جائے تو غسل کر کے احرام باندھ لے اور سوا بیت اللہ کے طواف کے سب ارکان حج ادا کرے اور پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

---

(1) حج کے مہینوں سے پہلے

اگر وقوف عرفہ اور طواف زیارت کے بعد حیض آیا تو بلا طواف وداع واپس آسکتی ہے طواف صدر کے چھوٹ جانے سے اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا۔ لیکن اگر حرم کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو واپس آکر طواف صدر کرنا واجب ہے آبادی سے باہر نکل آنے کے بعد واجب نہیں۔

فصل درجنایات

جنایت کے معنیٰ قصور، شرعاً ایسے امور جو حالت احرام میں اور حدود حرم میں ممنوع ہیں ان کے ارتکاب کو جنایت کہا جاتا ہے ممنوعات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔(۱) ممنوعات احرام (۲) ممنوعات حرم۔

ممنوعات احرام آٹھ ہیں:

(۱) خوشبو لگانا (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا (۳) سر اور چہرہ کو ڈھانکنا (۴) اپنے بدن سے بال دور کرنا یا جوں مارنا۔ (۵) ناخن کاٹنا (۶) جماع کرنا (۷) واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کرنا (۸) خشکی کا شکار کرنا۔

ممنوعات حرم دو ہیں۔ (۱) حرم کے جانور کو تکلیف دینا (۲) حرم کا پیڑ پودا اور گھاس کاٹنا۔

جنایات کی تفصیل سے پہلے ایک قاعدہ کلیہ ذہن میں رکھنا بہت مفید ہوگا۔

قاعدہ کلیہ

جنایت دو حال سے خالی نہیں۔ یا عذر کی وجہ سے ہوگی یا بلا عذر۔ پھر دونوں کی دو صورت! جنایت کامل ہے یا ناقص۔

جنایت اگر بلا عذر ہے اور کامل ہے تو دم واجب ہوگا۔

جنایت اگر عذر کی وجہ سے ہے اور کامل ہے تو دم یا صدقہ یا روزہ میں اختیار حاصل ہوگا۔ اگر ناقص ہے تو صدقہ یا روزہ میں اختیار حاصل ہوگا۔

صدقہ اور دم

باب جنایت میں مطلق دم بولا جائے تو اس سے مراد ایک قربانی کا جانور یا ایک حصۂ قربانی ہوتا ہے۔

مطلق صدقہ بولا جائے تو اس سے مراد نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو، یا چھوارا، یا ان کی قیمت ہوتی ہے۔

احکام جنایات احرام

خوشبو: اس سے مراد ہر خوشبودار چیز ہے۔ اگر محرم نے عضو سے کم پر لگایا تو صدقہ واجب ہوگا۔ اگر مرد نے پوری داڑھی پر یا عورت نے ہتھیلی پر مہندی لگایا تو دم واجب ہوگا۔

سلا ہوا کپڑا: اس سے مراد ہر وہ کپڑا ہے جو کسی عضو یا حصۂ بدن کے سائز کا بنایا جاتا ہے خواہ سل کر یا چپکا کر۔

اگر مرد نے سلا ہوا کپڑا پہنا اور نصف دن سے زیادہ پہنے رہا تو دم واجب ہوگا۔ نصف دن (1) سے کم ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ لیکن اگر کرتا کو چادر کی طرح یا شلوار کو لنگی کی طرح لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہ ہوگا کیوں کہ یہ اس کے لیے موضوع (2) نہیں ہے۔

سر یا چہرہ ڈھانکنا: اس سے مراد ایسی چیز سے ڈھانکنا ہے جس سے عادۃً ڈھانکا جاتا ہے۔ (3)

اگر مرد نے سر کو اور عورت نے چہرہ کو نصف دن سے زیادہ ڈھنکا رکھا تو دم

---

(1) آدھا دن (2) کسی چیز کا کسی خاص کام کے لیے تیار کیا جانا۔ لہٰذا کرتا اور شلوار پہننے کے لیے وضع کئے گئے ہیں نہ کہ لپیٹنے کے لئے تو کرتا اگر چہ سلا ہوا ہے لیکن اس کا استعمال وضع کے خلاف ہوا ہے لہٰذا تاوان واجب نہیں ہوگا۔ (3) ڈھانکا جاتا ہے جیسے، رومال، چادر، شال وغیرہ۔

واجب ہوگا۔ نصف دن سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔ لیکن اگر پیالہ، ٹوکرا، شیشا، پتھر، لکڑی جیسی چیزوں سے ڈھانکا تو کچھ واجب (1) نہ ہوگا۔

بدن کے بال مونڈنا، یا اکھاڑنا، یا کترنا: اگر چوتھائی سر منڈایا تو دم واجب ہوگا اور چوتھائی سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔ یہی حکم گردن کے بال، موئے زیر ناف (2) اور ہر ایک بغل، کے بال مونڈنے کا بھی ہے کیونکہ یہ سب مستقل عضو ہیں۔

اگر کچھ بال بے ارادہ جل گئے یا گر گئے تو کچھ صدقہ کرے اگر سر یا ڈاڑھی کے بال اکھاڑا تو ہر بال کے بدلہ ایک مٹھی صدقہ ہے تین بالوں تک اور تین سے زائد بالوں میں پورا صدقہ واجب ہوگا۔

ناخن تراشنا (3): اگر ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں سے پانچ انگلیوں کا ناخن کاٹا تو دم واجب ہوگا۔ اگر پانچ انگلیوں سے کم کاٹا تو صدقہ واجب ہوگا۔

جماع یا دواعی جماع (4): اگر محرم نے عورت کا بوسہ لیا یا شہوت (5) کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اس پر دم واجب ہوگا خواہ انزال (6) ہو یا نہ ہو۔

اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر لیا تو حج فاسد ہو جائے گا۔ مگر چاہیے کہ ارکان حج سب حاجیوں کی طرح پورا کرے۔ اور اس پر دم بھی واجب ہوگا، حج کی قضا بھی واجب ہوگی یعنی جنایت کی وجہ سے ایک بکری کی قربانی دے اور چونکہ حج فاسد ہو گیا ہے۔ اس لیے اس کی قضا بھی ادا کرے اور حج کی قضاء میں بیوی سے جدائی ضروری نہیں ہے بلکہ جماع اور دواعیٔ جماع سے پرہیز ضروری ہے۔

اگر وقوف عرفہ کے بعد جماع کیا تو حج تو فاسد نہیں ہوگا لیکن ایک بدنہ (7) واجب ہوگا۔

---

(1) کیونکہ یہ چیزیں سر ڈھکنے کے لیے موضوع نہیں ہیں۔ (2) ناف کے نیچے کے بال (3) کاٹنا (4) صحبت پر اکسانے والے کام۔ (5) مزہ لے کر۔ (6) منی نکلنا۔ (7) ایک سالم اونٹ کی قربانی کرنا۔

اگر سر منڈانے کے بعد جماع کیا تو ایک بکری (1) واجب ہوگی۔

اگر عمرہ میں طواف کے چار شوط پورا کرنے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہوجائے گا اور حج فاسد کی طرح عمرہ کے باقی افعال کی ادائیگی مکمل کرے۔ جنایت کی وجہ سے دم دے اور بعد میں عمرہ کی قضا بھی کرے۔

اگر عمرہ میں طواف کے چار شوط پورا کرنے کے بعد جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا مگر دم واجب ہوگا۔

جماع کی جنایت میں بھول چوک، بیداری وغفلت، اختیار (2) واضطرار (3) کا کوئی فرق نہیں ہے سب کا ایک ہی حکم ہے۔

طواف بالحدث (4): طواف بیت اللہ شریف کا مثل نماز کے ہے اس لیے ضروری ہے کہ طہارتِ کامل پر کیا جائے۔

اگر کسی نے طواف قدوم بے وضو کیا تو اس پر صدقہ واجب ہے۔

اگر طواف قدوم حالت (5) جنابت میں کیا تو دم واجب ہے۔

اگر طواف زیارت بے وضو کیا تو دم واجب ہے اور اگر حالت جنابت میں کیا تو بدنہ (6) واجب ہے۔

اور افضل یہ ہے کہ طواف کو مکہ میں رہنے کے زمانہ میں دہرالیوے اگر اعادہ کرلیتا ہے تو قربانی کا حکم ساقط ہوجائے گا۔

اگر طواف صدر (7) بے وضو کیا تو صدقہ واجب ہے اور اگر حالت جنابت میں کیا تو دم واجب ہے۔

ترکِ واجب: اگر طواف زیارت کے تین شوط یا اس سے کم چھوڑ دیا تو دم واجب ہوگا۔

---

(1) بکری کی قربانی۔ (2) اپنی خوشی۔ (3) مجبوری (4) بے وضو طواف (5) وہ حالت جس میں غسل واجب ہے۔ (6) سالم اونٹ (7) طواف وداع۔

اگر طواف زیارۃ کے چار شوط یا اس سے زیادہ چھوڑ دیا تو اس وقت تک محرم رہے گا جب تک کہ کم از کم چار شوط پورا نہ کر لے۔

اگر طواف صدر کے تین شوط یا اس سے کم چھوڑا تو صدقہ واجب ہے اور طواف صدر کے چار شوط یا پورا طواف صدر چھوڑ دیا تو دم واجب ہے۔

اگر سعی بین الصفا والمروہ کو ترک کیا تو دم واجب ہوگا مگر حج مکمل ہو جائے گا۔

اگر عرفات سے واپسی امام حج سے پہلے کر لی تو دم واجب ہوگا۔

اگر وقوف مزدلفہ کو ترک کیا تو دم واجب ہوگا۔

اگر رمیٔ جمرات کو ترک کیا تو دم واجب ہوگا اور ایک ہی دم سب جمرات کے لیے کافی ہے۔ اور اگر ایک جمرہ کی رمی کو ترک کیا ہے تو صدقہ واجب ہے۔

اگر یوالنحر (1) کو جمرۂ عقبہ کی رمی کو ترک کیا ہے تو دم واجب ہے۔

اگر بال کٹوانے کو مؤخر (2) کیا یہاں تک کہ قربانی کے دن گذر گئے تو امام اعظمؒ کے نزدیک دم واجب ہے۔

اگر طواف زیارۃ کو اس کے وقت سے مؤخر کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک دم واجب ہے۔

جنایۃ قارِن (3)

اگر قارن نے ایسی جنایت کی جس میں دم لازم آتا ہے تو اس پر دو دم واجب ہوگا کیوں کہ حج اور عمرہ دونوں کا محرم ہے اس لیے ایک دم احرام حج کی وجہ سے اور دوسرا دم احرام عمرہ کی وجہ سے ہوگا۔

خشکی کا شکار: محرم کیلیے خشکی کا شکار بھی ممنوع ہے۔

---

(1) دسویں ذی الحجہ (2) بال کٹوانے میں اتنی دیر کیا کہ ایام قربانی گذر گئے۔ (3) جنایۃ قارن، حج قران کرنے والے کا قصور۔

اگر محرم نے خشکی کے کسی جانور کا شکار کیا یا شکاری شخص کی رہنمائی کی اور اس نے شکار کیا خواہ قصداً (1) یا سہواً (2) اوّلاً (3) یا ثانیاً (4) اختیاراً (5) یا اضطراراً (6) بہر صورت جزاء واجب ہوگی سواء ان جانوروں کے جن کو اس حکم سے مستثنیٰ (7) قرار دیا گیا ہے۔

جزاء (8) عند الشیخین رحمہا اللہ

حضرات شیخینؒ کے نزدیک شکار کی جزاء یہ ہے کہ جس جگہ میں شکار مارا گیا یا اس کے قرب وجوار میں دو عادل شخص اس کی قیمت کا اندازہ لگائیں قیمت مقرر ہونے کے بعد چاہے تو اس قیمت سے کوئی قربانی کا جانور خرید کر اس کی قربانی کر دے اگر اس قیمت سے مل سکے۔ یا چاہے تو راشن خرید کر فی مسکین نصف صاع یا ایک صاع کے حساب سے صدقہ کر دے۔ یا چاہے تو ہر مقدار صدقہ کے بدلہ روزہ رکھے۔

اگر قیمت مقدار صدقہ سے کم ہو یا فی مسکین نصف صاع یا ایک صاع دینے کے بعد کچھ قیمت بچ رہی ہو تو چاہے اس کو صدقہ کر دے اور چاہے اس کے عوض ایک دن کامل روزہ رکھے۔

جزاء عند محمد رحمہ اللہ

حضرت امام محمدؒ کے نزدیک جزاء بالمثل (9) واجب ہوگی۔ یعنی جس جانور کا شکار کیا ہے اس جیسا کوئی جانور جزاء میں واجب ہوگا۔ مثلاً ہرن یا بجوّ کے شکار میں بکری۔ خرگوش کے شکار میں ۶ ماہ کی بکری کا بچہ۔ اور جنگلی چوہا کے شکار میں بکری کا ۴ ماہ کا بچہ واجب ہوگا۔

---

(1) جان بوجھ کر (2) بھول کر (3) پہلے پہل شکار اسی نے دکھایا۔ (4) شکاری نے شکار پہلے دیکھا اس نے اس کے بعد شکار کی طرف اشارہ کیا۔ (5) اپنی مرضی سے۔ (6) مجبور ہو کر (7) حکم سے الگ کیا ہوا۔ (8) بدلہ (9) برابر کا بدلہ

شکار کو نقصان پہونچانے کی جزاء

اگر محرم نے شکار کو زخمی کیا، یا اس کا بال اکھاڑا، یا اس کا عضو کاٹ دیا، تو نقصان کے برابر تاوان واجب ہوگا، قیمت کے لحاظ سے۔ اگر پرندے کا پر اکھاڑ دیا یا پیر کاٹ دیئے جس سے وہ اپنا بچاؤ کرنے کے قابل نہیں رہا تو اس کی کامل (1) قیمت واجب ہوگی۔

پالتو ہرن یا پاموز (2) کبوتر کی جزاء

اگر محرم نے پاموز کبوتر یا پالتو ہرن مار دیا تو جزاء واجب ہوگی کیوں کہ یہ اپنی فطرت سے اصلی نہیں ہیں۔

مشترک شکار کی جزاء

اگر ایک سے زائد محرم کسی شکار کے مارنے میں شریک ہوں تو ہر محرم پر کامل جزاء واجب ہوگی کیوں کہ ہر محرم جانی ہے۔

اگر کئی حلال شخص حرم کا ایک شکار مارنے میں شریک ہوں تو سب پر ایک ہی جزاء لازم ہوگی کیوں کہ جنایت ایک ہے۔

محرم کے لیے شکار کی بیع (3)

محرم کے لیے خشکی کا شکار خریدنا فروخت کرنا ایسے ہی حرام ہے جیسے شکار کرنا لہٰذا اگر بیع کرے گا تو باطل (4) ہوگی۔

جوں اور ٹڈی کی جزاء

محرم نے اگر اپنے بدن، یا سر، یا کپڑوں سے جوں کو پکڑ کر مار دیا یا خود تو نہیں

(1) پوری قیمت (2) وہ کبوتر جن کے پیروں پر بال ہوتے ہیں۔ (3) خرید و فروخت (خریدنا و بیچنا) (4) نہ خریدار اس کا مالک بنے گا نہ اس کی قیمت بائع کے لیے حلال ہوگی۔

مارا لیکن مارنے کی تدبیر کی اور وہ مرگئی تو جزاء واجب ہوگی۔ ہر جوں کے عوض کم از کم ایک کھجور صدقہ کرے یا ایک مٹھی گیہوں صدقہ کرے تین جوؤں تک تین سے زیادہ میں صدقہ کی پوری مقدار (1) واجب ہوگی۔ جوں اپنے بدن کی میل کچیل سے پیدا ہوتی ہیں وہ گویا اپنے بدن کا حصہ ہیں۔

ٹڈی مارنے کی بھی یہی جزاء ہے۔ ٹڈی کو اگر بے ارادہ مارے مثلاً پیر کے نیچے خود ہی دب کر مر جائے تو بھی یہی جزاء ہے۔

غیر ماکول (2) جانور کی جزاء

اگر محرم نے غیر ماکول جانور مار دیا جیسے شیر، چیتا، بجو، باز، شکرہ وغیرہ تو اس کی جزا قیمتاً واجب ہوگی مگر اتنی نہیں کہ ایک بکری کی قیمت سے بڑھ جائے۔

مستثنیات (3)

موذی جانوروں اور ہوام (4) کے مار ڈالنے پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے مثلاً سانپ، بچھو، بھیڑیا، پاگل کتا، کوا، چیل، چوہا، وغیرہ۔ ایسے ہی ہوام میں مچھر، پسو، کھٹمل، چیچڑی اور اپنے بدن اور کپڑوں کے علاوہ باہر کی جوں وغیرہ۔

اگر درندہ (5) نے محرم پر حملہ کیا اور اپنے بچاؤ کے لیے محرم نے اس کو مار ڈالا تو کوئی جزاء واجب نہیں۔

محرم کا ذبیحہ: اگر محرم نے شکار ذبح کیا تو اس کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہوگا اس کا کھانا حلال نہیں۔

اگر حلال (6) شخص نے شکار کیا اور اسی نے ذبح کیا تو محرم (7) کے لیے اس کا

---

(1) نصف صاع یا ایک صاع۔ (2) وہ جانور جن کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ (3) وہ جانور جن کو جزاء کے حکم سے الگ کر دیا گیا ہے۔ (4) کیڑے مکوڑے۔ (5) پھاڑ کھانے والے جانور (6) وہ آدمی جس نے حج یا عمرہ کا احرام نہیں باندھا ہے۔ (7) احرام والا۔

گوشت حلال ہے بشرطیکہ محرم نے اس کے شکار اور ذبح میں صراحتہً یا اشارۃً یا کنایۃً کسی طرح شرکت نہ کی ہو۔

اگر محرم نے پالتو جانور ذبح کیا جیسے بھیڑ، بکری، بیل، بھینس، اونٹ، مرغی، بطخ، وغیرہ تو یہ جائز ہے کیوں کہ یہ اھلی ہیں شکار نہیں ہیں۔

جنایاتِ حرم (1)

حرم کے جانور

حرم کے جانور مامون ہیں خواہ بھاگ کر آئے ہوں ان کا شکار محرم غیر محرم کسی کے لیے جائز نہیں نہ ان کی خرید وفروخت جائز ہے۔

اگر کسی حلال نے حرم کے شکار کو ذبح کیا تو اس کی جزاء واجب ہوگی۔ اور اگر محرم نے ذبح کیا تو اس کا کھانا کسی کے لیے حلال نہ ہوگا وہ مردار کے مانند ہوگا اور جزاء واجب ہوگی۔

حرم کے گھاس اور پودے

حرم کے خودرو (2) گھاس پیڑ پودے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہوں سب محفوظ ہیں ان کو کاٹنا، اکھاڑنا، ان کی شاخیں توڑنا، کچھ جائز نہیں۔

اگر کسی نے کاٹا یا توڑا یا اکھاڑا تو اس کی جزاء واجب ہوگی یعنی اس کی قیمت سے یا ہدی (3) خرید کر ذبح کرے یا راشن خرید کر حسب دستور ایک ایک مسکین پر صدقہ کرے۔ کئی مقدار صدقہ ایک ہی مسکین کو نہ دے۔

گھاس پودوں کی جنایت میں روزہ رکھنے سے جزاء ادا نہ ہوگی۔ حرم کے پیڑ پودے اور گھاس اگر اپنی ملکیت میں ہوں تو بھی کاٹنے پر جزاء لازم ہوگی۔

---

(1) مراد حدود حرم کی زمین ہے۔ (2) ان پودوں کو کہتے ہیں جو خود اگتے ہیں لگائے نہیں جاتے (3) قربانی

خشک پیڑ اور اذخر

سوکھا درخت یا خشک شاخ کاٹنا جائز ہے ایسے ہی اذخر (1) تر ہو یا خشک کاٹنا جائز ہے۔ کیوں کہ یہ لکڑی ہے درخت نہیں ہے۔

فصل در احصار (2)

اگر احرام باندھنے کے بعد ایسی کوئی رکاوٹ پیش آ گئی کہ مکہ نہیں پہونچ سکتا مثلاً بیماری، خوف دشمن، سواری کا فقدان وغیرہ یا مکہ پہونچنے کے بعد ایسی رکاوٹ پیدا ہوئی کہ وقوف عرفہ اور طواف کرنے پر قادر نہیں رہا تو ایسے محرم کو محصر کہتے ہیں اور رکاوٹ کو احصار کہتے ہیں۔

احکام محصر

۱- محصر (3) پر دم احصار واجب ہوتا ہے لہٰذا محصر کو چاہیے کہ ہدی حرم بھیج دے اور جس کے ہاتھ بھیجے اس سے طے کرے کہ فلاں دن اور فلاں ٹائم اس کو ذبح کردے۔ جس وقت یہ ہدی ذبح ہوگی یہ محصر اسی وقت حلال (4) ہو جائے گا۔

دم احصار کے لیے ضروری ہے کہ حرم میں ذبح کیا جائے قربانی کے دن ہونا ضروری نہیں ہے، لہٰذا ایام قربانی سے پہلے اور ایام اضحیہ (5) گذرنے کے بعد بھی ذبح ہو سکتا ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک محصر بالحج کی ہدی کا ایام نحر میں ذبح ہونا ضروری ہے محصر بالعمرہ جب چاہے ذبح کر سکتا ہے۔ اس کے لئے ایام نحر ضروری نہیں۔

اگر ہدی کو حرم تک بھیجنا ممکن نہ ہو تو جہاں احصار واقع ہوا ہے وہیں ہدی ذبح کر کے حلال ہو جائے۔

---

(1) ایک گھاس کا نام ہے (2) رکاوٹ (3) روکا ہوا (4) یعنی احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔ (5) قربانی کے دن۔

۲- قضا واجب ہوتی ہے۔ اگر محصر بالحج ہے تو قضا اور عمرہ دونوں واجب ہے اور اگر محصر بالعمرہ ہے تو صرف قضا واجب ہے اور اگر قارن ہے تو ایک حج دو عمرہ واجب ہے۔

زوال احصار(1)

اگر ہدی بھیجنے اور دن وٹائم متعین کر لینے کے بعد احصار زائل ہو گیا تو تین صورتیں متوقع ہیں۔

(۱) ہدی اور حج دونوں کو پا سکتا ہے تو مقام احصار(2) پر حلال ہونا جائز نہیں ہے حج کے لیے جانا ضروری ہے۔

(۲) ہدی کو تو پا سکتا ہے لیکن حج نہیں مل سکتا تو مقام احصار پر حلال ہو جائے۔

(۳) حج کو پا سکتا ہے لیکن ہدی نہیں مل سکتی تو اختیار ہے چاہے تو چلا جائے اور اگر نہ گیا اور یہیں حلال ہو گیا تو یہ بھی جائز ہے۔

اگر ایسی رکاوٹ پیش آئی کہ وقوف عرفہ اور طواف زیارۃ میں سے ایک مل سکتا ہے ایک نہیں۔ تو ایسا شخص محصر نہیں ہے اگر وقوف فوت ہوا ہے تو طواف وغیرہ کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں قضا کرے اور اگر طواف زیارۃ فوت ہوا ہے تو اسی احرام سے بعد میں طواف کر لے (3) اور طواف کو مؤخر کرنے کی وجہ سے دم دینا ہو گا مگر حج ہو جائے گا۔

فصل در ھدی

ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جس کو حرم میں قربانی کرنے کے لیے حاجی ساتھ لیجاتا ہے تاکہ قرب خداوندی حاصل کرے۔

(1) رکاوٹ دور ہونا (2) جس جگہ رکاوٹ پڑی ہے۔ (3) جب تک طواف نہ کرے گا عورت حلال نہ ہوگی چاہے جتنا زمانہ گذر جائے۔

ہدی تین اقسام کے جانوروں کی ہوتی ہے۔(۱) اونٹ (۲) بیل، بھینس (۳) بھیڑ، بکری، دنبہ۔

قسم اوّل کے لیے پانچ سال کا پورا ہونا، قسم دوم میں دو سال کامل کا ہونا اور قسم سوم میں سواء مینڈھا کے ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے۔اس سے کم کا جائز نہیں۔

چھ ماہ سے زائد کا مینڈھا اگر اتنا فربہ ہو کہ سال بھر کے مینڈھوں میں کھپ جائے تو وہ درست ہے۔

ہدی تندرست ہونا چاہیے

کن کٹا، دم کٹا، لولا، لنگڑا، کانا، نہایت دبلا، کی ہدی جائز نہیں ہے۔

بکری ہر قربانی میں جائز ہے سواء دو مقام کے (۱) حالت جنابت میں طواف زیارت (۲) وقوف عرفہ کے بعد جماع۔ان دونوں صورتوں میں سالم اونٹ ضروری ہے۔

اگر ہدی اونٹ یا بیل گائے ہے تو ان میں سات حصے ہوتے ہیں سات ایسے آدمیوں کی جانب سے قربانی جائز ہے جن کی نیت قربت (1) ہو، یعنی بطور عبادت ذبح کریں کسی ایک کی نیت بھی محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

ہدی کا گوشت

قربانی، نفلی ہدی، جو حرم میں ذبح ہو دم تمتع اور دم قران کا گوشت خود کھانا، دوست احباب اگر چہ مالدار ہوں سب کو کھلانا جائز ہے۔

دم نذر، دم جنایۃ، دم احصار، اور وہ نفلی ہدی جو حرم میں پہونچی ہو ان کا گوشت نہ خود کھانا جائز ہے نہ مالداروں کو کھلانا جائز ہے، ان کا گوشت فقراء کو تقسیم کردیا جائے گا خواہ فقراء حرم ہوں یا باہر کے فقراء و مساکین ہوں۔

---

(1) حصول ثواب

ذبح کا محل (1)

حج سے متعلق ہر قربانی کا محل حدودِ حرم ہے اس لیے حرم کے باہر کوئی قربانی جائز نہیں ہے سواء اس دم احصار کے جس کا حرم پہونچنا ممکن نہ ہو۔

ایام نحر کی تخصیص

مناسک حج میں جو قربانیاں متوقعہ ہیں وہ یہ ہیں۔

دم تمتع، دم قران، دم اضحیہ، دم جنایت، دم احصار، دم نذر، ہدی (2) تطوع۔

ان میں سے دم اضحیہ، دم تمتع، دم قران، ایام نحر کے ساتھ خاص ہیں کسی اور دن میں ان کا ذبح جائز نہیں۔

دم جنایات، دم نذر، ہدی تطوع (3) ان کو حرم میں کسی دن بھی ذبح کیا جاسکتا ہے۔

اور دم احصار میں اختلاف ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک دم احصار کے لیے ایام نحر ضروری نہیں۔ حضرات صاحبینؒ کے نزدیک ضروری ہے۔

نحر و ذبح

اونٹ میں نحر افضل ہے۔ نحر کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیا جائے۔ پھر اس کی گردن پر برچھی ماری جائے۔

اونٹ کے علاوہ باقی جانوروں کو نحر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کو لٹا کر ذبح کیا جائے۔ ذبح کا طریقہ معروف ہے کہ تیز چھری جانور کے گلے پر پھیری جائے کہ اس کی شہ رگ (4)، مری (5)، اور نرخرہ (6) کٹ، جائیں مگر پورا گلا کٹ کر جدا نہ ہو۔

بہتر یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اگر ذبح کرنا جانتا ہو، اگر ڈھنگ سے

(1) جگہ (2) نفلی ہدی (3) نفلی قربانی۔ (4) شہ رگ وہ دو رگیں ہیں جن میں خون کی آمد و رفت جاری ہے۔ (5) غذا کی نالی۔ (6) سانس کی نالی۔

ذبح نہ کرسکتا ہوتو دوسرے سے ذبح کرواسکتا ہےاور خود وہاں موجود رہنا بہتر ہے۔

ہدی کی کھال ورسی ونکیل

ذبح کے بعد جانور کے جھول، رسی نکیل وغیرہ صدقہ کردے۔اور قصائی کی اجرت اس میں سے کچھ نہ دے اس کی اجرت اپنے پاس سے دیوے۔

اس کی کھال اگر خود استعمال کرنا چاہتا ہےتو کرسکتا ہے چاہےتو دوسرے کو بھی دے سکتا ہے لیکن فروخت نہیں کرسکتا۔اگر فروخت کیا تو اس کی قیمت صدقہ کرنا ہوگا۔

ہدی سے انتفاع (1)

ہدی جب ہانک دی جائےتو قربان ہونے سے پہلے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جائے نہ اس پر سواری کی جائے نہ اس پر بوجھ لادا جائے نہ اس کا دودھ دوہا جائے، اگر تھن میں دودھ بھر کر ٹپکنے لگےتو اس پر ٹھنڈے پانی کی چھینٹیں ماری جائیں تاکہ دودھ ٹپکنا بند ہوجائے، اگر ہدی کا دودھ استعمال کیا تو اس کی قیمت کے برابر صدقہ کرنا ہوگا۔

لیکن مجبوری کی صورت میں اونٹ ہےتو اس پر سوار ہونا اور بوجھ لادنا یا بیل اور بھینسا ہےتو اس پر سامان لادنا جائز ہے۔

ہدی کی ہلاکت یا عیب

ہدی حرم کی طرف ہانک دینے کے بعد راستہ میں کسی آفت کا شکار ہوگئی مثلاً بیمار ہوکر بیٹھ گئی اب اٹھنے کی اور حرم تک پہونچنے کی امید نہیں رہی تو اگر اونٹ ہے تو اسی مقام پر نحر کردے اس کے بعد اگر یہ نفلی ہدی تھی تو کچھ واجب نہیں رہا لیکن

(1) فائدہ اٹھانا مراد وہ قربانی جس کی نیت حاجی نے گھر سے نکلنے کے ساتھ کی ہے اس سے نفع اٹھانا ہے۔

اگر واجب تھی تو اس کی جگہ دوسرا جانور حرم بھیجنا ہوگا۔ اور نحر کئے ہوئے اونٹ کا خون اس کے پیروں پر لگا دے تا کہ ہدی کا نشان ہو جائے نہ اس میں سے خود کھائے نہ اغنیاء کو کھلائے۔ لیکن اگر اس کی جگہ دوسرا جانور حرم بھیج دیا تو نحر کئے ہوئے اونٹ کا گوشت پوست استعمال کر سکتا ہے یا جو چاہے کر سکتا ہے۔

اور اگر اونٹ کے علاوہ دوسرا جانور تھا تو اگر وہ نفلی ہدی ہے تو کچھ واجب نہیں اور اگر واجب تھی تو اس کی جگہ دوسرا جانور بھیجا ہوگا۔

یا مثلاً جانور راستہ میں عیب دار ہو گیا ایسا عیب جس کی قربانی جائز نہیں ہے تو عیب دار جانور کو دوسرے جانور سے بدل دے اور عیب دار کو جو چاہے کرے۔

ہدی پر نشان

نفلی ہدی، دم تمتع اور دم قران کا جانور اگر اونٹ ہے تو اس کی گردن پر قلادہ باندھ دیا جائے اور اشعار (1) کر دیا جائے۔ اور دم احصار اور دم جنایت پر قلادہ نہ باندھا جائے۔

اشعار صرف اونٹوں کے لیے ہے۔ قلادہ اونٹ اور گائے وغیرہ کے لیے ہے۔ بکری کے لئے کچھ نہیں لیکن جائز ہے۔

تم کتاب الحج بفضل اللہ تعالیٰ وعونہ

واسئلہ التوفیق لکتاب البیوع والاجارات

محمد امین غفرلہٗ

۲۴/ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ من اشہر الحج

☆☆☆

(1) یعنی قربانی کے اونٹ کے داہنے شانے پر کھال میں ایک ہلکا سا چیرا دے کر خون لگا رہنے دیا جائے تا کہ وہ نشان بن جائے۔

یہ کتاب "علم الاحکام" مدارس میں داخل نصاب کئے جانے کے قابل درس وتدریس کے لائق ہے۔ اور ہر مسلمان کے لیے اس کا مطالعہ، اور گھروں میں اس کی تعلیم نہایت مفید ہے۔

تاثرات وآراء علماء عظام

حضرت مولانا عبداللہ صاحب معروفی

استاذ شعبۂ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد! مسلمان کے لیے شریعت اسلامی کے ارکان خمسہ توحید (عقائد) نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے مسائل کی معرفت اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ انسان کے لیے ہوا اور پانی۔

اس کے بغیر کوئی مسلمان بحیثیت مسلمان باقی نہیں رہے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ آج مسلم معاشرہ میں دیگر کمزوریوں کے ساتھ ارکانِ خمسہ میں کوتاہی، ناواقفیت بڑھتی جارہی ہے جو سنگین نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ اس کمزوری اور غفلت کو دور کرنا علماء امت اور سربرآوردہ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

محترم مولانا محمد امین صاحب پرتاپگڈھی زید مجدہٗ خلیفۂ مجاز حضرت مولانا محمد یار صاحب پرتاپگڈھی نے اس کا احساس کرتے ہوئے ارکان خمسہ کے ضروری مسائل کو آسان اردو زبان میں مستند کتابوں سے مرتب کیا ہے تاکہ معاشرہ کا ہر فرد اس کو مطالعہ میں رکھ کر اپنے دین میں پختگی پیدا کرے اور بوقت ضرورت دوسروں کی رہنمائی بھی کرسکے۔ یہ کتاب عربی کے ابتدائی درجات میں بطور نصاب مقرر کئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ مختصر اور اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے طلبہ کو مسائل سمجھنا اور یاد رکھنا آسان ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی یہ خدمت قبول فرمائے اور عام مسلمانوں کو اس سے خاطر خواہ نفع پہونچائے۔ آمین

عبداللہ معروفی خادم دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی

استاذ فقہ دار العلوم دیوبند

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مذہب اسلام کے اندر مسائل فقہیہ کی بنیادی اہمیت کا کوئی ذی شعور مسلمان انکار نہیں کر سکتا ہے۔ یہی فقہی مسائل اسلام کا عملی حصہ اور قرآن وحدیث کا خلاصہ ہیں اس لیے امت کا درد اور فکر رکھنے والے علماء کرام نے ہر دور میں ان مسائل سے امت کو بالتفصیل آگاہ کرنے کے لیے اس موضوع پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

محترم المقام جناب مولانا محمد امین صاحب مجاز شیخ العلماء حضرت مولانا محمد یار صاحب مدظلہ پرتاپگڈھی نے بھی اسی موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور الحمد للہ ان کی یہ سعی کامیاب اور حالات وضروریات کے مطابق ہے۔ انہوں نے فقہ کی بنیادی کتابوں سے مکمل استفادہ کیا ہے اور ایک کام کی چیز امت کے سامنے پیش کر دی ہے۔ فقہ اسلامی کی عربی اور فارسی کتابوں کو شروع کرانے سے پہلے اگر یہ کتاب طلباء کو سبقاً سبقاً پڑھا دی جائے تو انشاء اللہ طلباء ان مسائل سے مانوس ہوں گے اور عربی کتابیں پڑھنے کے وقت مسائل کے افہام وتفہیم میں سہولت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرما کر امت مسلمہ کے لیے نافع بنائیں۔ فقط

احقر محمد راشد اعظمی

مدرس دار العلوم دیوبند ۳؍رجب ۱۴۲۴ھ

حضرت مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوری

شیخ الحدیث ثانی دار العلوم دیوبند

مسائل شرعیہ کے بارے میں ''علم الاحکام'' مولانا محمد امین صاحب پرتاپگڈھی فاضل دار العلوم دیوبند کی تصنیف ہے۔ موصوف نے بڑی محنت سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ چیدہ چیدہ مقامات کا احقر نے بھی مطالعہ کیا۔ مسائل نہایت اچھے انداز میں آ گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی سعیٔ بلیغ کو قبول فرمائیں اور لوگوں کو اس سے استفادہ کی توفیق ہو۔

قمر الدین غفرلہٗ
خادم تدریس دار العلوم دیوبند

شیخ طریقت

حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی

مہتمم مدرسہ بیت المعارف الہ آباد

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہ الکریم

زیر نظر کتاب ''علم الاحکام'' مؤلفہ عزیزم مولانا محمد امین صاحب سلّمہٗ پرتاپگڈھی چونکہ مسائل کی کتاب ہے اس لیے اس پر تقریظ لکھنا میرے لیے بہت مشکل ہے پھر بھی محبت وطلب کی بنا پر کئی مرتبہ اسکو جستہ جستہ دیکھا تو مسائل ٹھیک ہی ملے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا سلمہٗ کی جد وجہد کو قبول فرمائے اور امت کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد قمر الزماں
مدرسہ بیت المعارف الہ آباد۔ ۱۹؍ رجب ۱۴۲۴ھ

Dr. Saeed el Azami el Nadwi
Chief Editor "Albaas-el-Islami"
P.O. Box 93, Nadwatul Ulama.
Lucknow-226007-04 U.P. (India)

د/ سعید الأعظمی الندوی
رئیس تحریر: مجلة "البعث الإسلامی"
ص.ب-٩٣، ندوة العلماء، لکناؤ
أترابرادیش (الهند) ٠٤-٢٢٦٠٠٧

بخدمت گرامی قدر حضرت مولانا قاضی محمد امین پرتا پگڈھی زیدت عنایاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

آپ کا مرسلہ علمی تحفہ ''علم الأحکام فی شریعۃ الاسلام'' ملا، خوشی ہوئی کہ آپ نے پانچ جلدوں میں اس کو مکمل کیا ہے، پہلی جلد کی اشاعت کے موقع پر راقم نے کچھ تأثرات رقم کئے تھے، اب جبکہ پانچ جلدیں طبع ہو کر عام ہو چکی ہیں، بے پناہ مسرت کا اظہار کر رہا ہوں، اور آنجناب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ایک بڑی علمی دینی ضرورت کی تکمیل ہوگی، اور عوام وخواص اس سے استفادہ کریں گے۔

قرآنی علوم میں علم الاحکام ایک اہم علم ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم قرآن کو تین اجزاء میں منقسم کیا ہے: توحید، تذکیر، تشریع۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے علوم القرآن کو پانچ قسموں میں منقسم کیا ہے: علم الجدل، علم التذکیر بآلاء اللہ، علم التذکیر بأیام اللہ، علم التذکیر بالموت، علم الأحکام۔ اس طرح علم الاحکام قرآن کریم کا ایک خاص موضوع ہے، علماء امت نے ہر زمانے میں اس پہلو پر توجہ دی ہے، بعض علماء کی تحقیق کے مطابق قرآن کریم میں علم الاحکام کی تقریباً ۵۰۰/ آیتیں ہیں، فقہ وفتاویٰ کی کتابیں اس پر شاہد عدل ہیں۔

ب

فقہائے امت نے قرآن کریم کی فقہی تفسیر لکھی ہے، اور اس پہلو پر خصوصی توجہ مبذول کی ہے، امام قرطبی نے الجامع لأحکام القرآن، اور امام جصاص رازی نے احکام القرآن کے نام سے وقیع کتابیں تحریر کی ہیں۔ ہنوز یہ سلسلہ قائم ہے۔ فقہی موضوعات پر ہدایہ، فتح القدیر، کنز الدقائق، ردالمحتار وغیرہ بھی اس موضوع کی اہم کتابیں ہیں۔

علم الأحکام فی شریعۃ الاسلام یہ مکمل سیٹ اسلام کے نظام تشریع کی مکمل تشریح ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کاوش اور اہم علمی خدمت کو قبول فرمائیں اور دارین میں خیر کثیر کا ذریعہ بنائیں۔

مخلص

سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
مدیر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۲/۸/۱۴۳۷ھ
۳۰/۵/۲۰۱۶ء